سلسلۂ ثانی 1952 بارہویں جلد

فسانۂ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

پبلشرز

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

اشاعت ثانی

قیمت ۱۲/

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۱۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے ۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں ۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے ۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے ۔ کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے ۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے ۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا ۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا ۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے ۔

نیکی اور بدی ۔ گناہ اور پاکبازی ۔ مقابلہ اور قتلوں کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں ۔

اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے ۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا ۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں ۔

ضخامت [illegible] صفحوں سے زیادہ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ۔ حصہ اول کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی [illegible] علاوہ محصولڈاک

لال بہادر سین پبلشر روڈ نولکھا لاہور

سلسلۂ ثانی — بارھویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۲ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا پرنٹر چھپا

 — قیمت ۱۲؍ — اشاعت ثانی

۱۴۸۱

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

بارھویں جلد

باب ۱۱۱ — حبشی کا طریقِ عمل

اب آپ یوں سمجھ لیجیے کہ ان واقعات کو جن کا ذکر گذشتہ دو باب میں کیا گیا ہے۔ ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ گویا قیدیوں کو تہ خانہ میں زیرِ حراست آئے آٹھ ہفتے پورے ہو گئے۔

رات کے نو یا دس بجے کا عمل تھا۔ اور حبشی اپنے کمرے میں بیٹھا چند خطوط کو پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں قنبر، ڈاکٹر لیبلز کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوا۔

حبشی نے ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے کہا "معاف کیجیے، تشریف رکھیے۔ میں ابھی کلیرٹ کی بوتل منگاتا ہوں جسے آپ بہت پسند کرتے ہیں۔ میری خوش نصیبی ہے کہ آج آپ کو کچھ دیر کی فرصت ملی۔ میں چند ضروری معاملات کو ذرا تفصیل کے ساتھ آپ کے روبرو پیش کرنا چاہتا تھا۔۔۔"

"میں نے آپ کا مطلب سمجھ لیا۔" ڈاکٹر نے خوش مزاجی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "آپ کا نسخہ امید سے بڑھ کر قابلِ عمل ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن میں ساری تفصیلات سن کر ہی اپنی رائے ظاہر کروں گا۔ یہ ذکر شروع کرنے سے پیشتر میں عرض کر دوں کہ جس مریض کی نگہداشت میرے سپرد کی گئی تھی۔ جہاں مجھے ڈیڑھ مہینہ لگ گیا۔ وہ اب پورے طور پر شفایاب ہو چکا ہے۔"

حبشی کہنے لگا۔ "مجھے اس خوشخبری سے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا اس مریض کے علاج میں ملک کے سارے طبیب عاجز ثابت ہوئے ہیں۔ ان حالات میں آپ کی کامیابی اور بھی زیادہ مبارک باد کے قابل ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی شہرت اگرچہ پہلے ہی کچھ کم نہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ اس واقعہ سے اس میں چار چاند لگ جائینگے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "درست ہے میں زمانہ ماضی کے کسی ناگوار واقعہ کی یاد تازہ کرنا تو نہیں چاہتا مگر اتنی اطلاع ضرور دیتا ہوں کہ اس علاج میں بھی برقی قوت کے ذریعہ ہی کامیابی حاصل کی گئی ہے لیکن" وہ جلدی ہی اس انداز سے معاملہ کا رخ پلٹ کر گویا کسی تلخ واقعہ کا ذکر اسے ہرگز منظور نہ تھا کہنے لگا۔ "آئیے ہم اصلی معاملہ کی طرف رجوع کریں۔ آپ کو معلوم ہے۔ میں لندن سے بہت کم باہر جاتا ہوں لیکن اس مرتبہ غیر معمولی حالات میں مجھے ڈیڑھ ماہ باہر رہنا پڑا اور اب واپس آکر اپنے دوستوں میں سب سے پہلے آپ ہی سے ملا ہوں۔ دن بھر مریضوں میں پھرتا رہا۔ اب ذرا فرصت ملی۔ تو میں نے سوچا۔ باقی احباب سے ملنے سے پیشتر دو گھنٹے آپ کو دوں۔ میرے خیال میں آپ مجھے بہت سی نئی خبریں سنا سکینگے۔۔۔"

حبشی کہنے لگا۔ "خبریں زیادہ تر اس مکان میں میرے اپنے ہی معاملات کے متعلق ہیں۔۔ مگر آپ کو غالباً معلوم ہوگا کہ ارل نے استقرے سے شادی کی درخواست کردی ہے۔۔۔"

لیسلڈ قطع کلام کرکے کہنے لگا۔ "ہاں اس کا تو مجھے علم ہے۔ کیونکہ ان کا رشتہ میرے لندن سے پرواز ہونے سے دو تین ہفتے پیشتر ہی قائم ہوگیا تھا۔ لیکن میری رائے میں غالباً ارل کو اب تک اس بات کا علم نہیں۔۔۔"

"کہ میں کیا کر رہا ہوں" حبشی نے ڈاکٹر کے فقرہ کو خود مکمل کرتے ہوئے کہا۔ "جی ہاں آپ کا خیال درست ہے۔ اور وہ ان حالات سے اب تک بے خبر ہیں۔ لیکن امید ہے کہ وہ وقت جلدی ہی آجائے گا۔ جب انہیں سارے حالات سے باخبر کردیا جائے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس وقت وہ مجھے ان مداخلت کے لئے قابل ملامت نہ سمجھیں گے۔"

"ہرگز نہیں" لیسلڈ نے ذرا درشتی سے کہا۔ "سچ پوچھئے تو ارل اپنی جان کے لئے نہیں تو اپنی راحت کے لئے ضرور آپ کا ممنون احسان ہے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے

اپنے انتقام کو پورا کرنے کی خاطر وہ بدمعاش اولڈ ڈیتھ کیا کچھ نہ کر گذرتا۔" پھر ڈاکٹر نے اور زیادہ خشمگین ہو کر کہا "مجھے یقین ہے وہ شیطان ارل کے دل کو مجروح کرنے کے لیے خلیق۔ اسٹفر اور فیاض منش لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ انتہائی بدسلوکی سے باز نہ رہتا۔"

حبشی کہنے لگا۔ "آپ سچ فرماتے ہیں۔ وہ بہت ہی برا آدمی ہے۔ مگر اس کے باوجود مجھے اس کی اصلاح سے قطعی طور پر مایوسی نہیں ہوئی۔"

"اصلاح!" ڈاکٹر نے حیرت زدہ ہو کر کہا "میرے نزدیک تو اس کی اصلاح اسی قدر غیر ممکن ہے۔ جیسے شیطان کی۔ لیکن میں نہیں چاہتا۔ آپ کی کیفیت سننے سے پیشتر کوئی رائے قائم کروں۔ ہاں یہ بتائیے۔ آپ کو اس شخص مسٹر مارنر کا کچھ حال معلوم ہوا؟"

حبشی کہنے لگا۔ "جی ہاں چند دن گذرے۔ روزامنڈ کی طرف سے اسٹفر کے نام ایک چٹھی موصول ہوئی تھی جس میں لکھا تھا کہ میں اور میرا خاوند سوئزرلینڈ کو جا رہے ہیں جہاں ہمارا ارادہ کسی تنہا مقام پر سکونت اختیار کرنے کا ہے۔ مارنر بالکل دل شکستہ اور بے حوصلہ ہو چکا ہے۔ اور روزامنڈ نے لکھا ہے کہ میری رائے میں ان پریشانیوں کے علاوہ جن کا تجھے علم ہے۔ کوئی اور پوشیدہ فکر اس کی جان کھا رہا ہے۔"

"اور آپ کے نئے ملازم جیفری کا کیا حال ہے؟" لیسل نے دریافت کیا۔

حبشی کہنے لگا۔ "اب کی مرتبہ اتفاقاً ہیکنی میں کسی مریض کو دیکھنے جائیں۔ تو میر سٹریٹ میں پنساری کی سب سے بڑی دکان پر آپ کو جیفری کے نام کا بورڈ لگا ہوا نظر آئے گا۔ وہ میرے ہاں صرف چند یوم رہا اور اتنے عرصہ میں ہی اس کی کامل طور پر اصلاح ہو گئی گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں میں نے اس کی وفاداری اور استقلال کا کئی طریقوں پر امتحان کیا۔ اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس شخص کی بہتری کی مجھے بہت سی امیدیں ہیں۔ بہرحال اسے دیانتدار اور شریف بننے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک مشہور دکان جس کے متعلق ولٹن نے پہلے معلوم کر لیا تھا۔ کہ اس کا کاروبار ہر طرح تسلی بخش ہے خرید لی ہے۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "بھلا ان دنوں میں آپ نے ہمارے دوست مسٹر کرسٹوفر بلنٹ کی بھی کوئی خبر سنی؟" یہ سوال پوچھتے ہوئے ڈاکٹر بے اختیار ہنسنے لگا۔

حبشی نے مسکرا کر جواب دیا "مجھے اس سے اس وقت کے بعد ملنے کا موقع نہیں ہوا۔ جب سے قابل یادگار دن کو اس نے اسی کمرہ میں مجسٹریٹ کے فرائض سر انجام دیئے تھے۔ مگر اس واقعہ نے اس کا دماغ یہاں تک پھرا دیا ہے۔ کہ اب وہ اپنے آپ کو فوق البشر سمجھنے لگا ہے۔ آج ہی صبح کے اخبار میں مجھے ایک اشتہار نظر آیا جس میں لکھا تھا۔ سر کرسٹوفر بلنٹ کے روزنامچہ اور معاصرانہ حالات عنقریب کتابی صورت میں شائع ہوں گے۔ اس کتاب کا مصنف جیمز سپالک سپیٹل اسکوائر کوئی شخص ہے۔ یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اس میں بہت سی تصاویر دی گئی ہیں۔ اور ایسی خط و کتابت بھی درج ہے۔ جو سر کرسٹوفر بلنٹ اور بعض عہد کے مشاہیر کے درمیان جو اب تک شائع نہیں ہوتی رہی"

ڈاکٹر کہنے لگا "مجھے یقین ہے کہ اس اشتہار کو پڑھ کر آپ ہنسے تو ضرور ہوں گے۔ مگر ایلو تھیمبر شراب کی بوتل لے کر آگیا۔ مگر اس نے دیر بہت لگا دی"

لڑکے نے کچھ عذر پیش کرتے ہوئے بوتل اور گلاس میز پر رکھ دیئے اور خود باہر چلا گیا۔

ڈاکٹر ارغوانی شراب کو گلاس میں ڈالتے ہوئے کہنے لگا "اچھا اب آپ معاملہ کی طرف آیئے"

حبشی نے کہا "سب سے پہلے میں آپ سے اپنے جن قیدیوں کا ذکر کرتا ہوں۔ میں اُن کو کہ اس انتقام کا جو میں نے ان کی اصلاح کے لئے اختیار کیا۔ میرا عقیدہ ہمیشہ سے یہ تھا۔ کہ بڑے آدمیوں کو ان کے خیالات کی وساطت سے ذاتی اصلاح کا موقع دینا چاہئے میں سمجھتا تھا۔ کہ مجرموں کی اصلاح کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ انہیں ہر رات ایسی حالت میں رکھا جائے۔ کہ وہ اپنی زندگی کے واقعات پر اچھی طرح غور کر سکیں اور پس۔ اس کے بعد انہیں دن کی روشنی سے محروم نہ رکھا جائے۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ رات کو انسان کے دل میں اپنے برے افعال پر خواہ کتنی ہی پشیمانی ہو۔ مگر جب دن نکلتا ہے۔ اور انسان جب اپنی مصروفیتوں میں لگ جاتا ہے۔ تو اس وقت ہر قسم کی پشیمانی کافور ہو جاتی ہے اور وہ پھر ایسا ہی بن جاتا ہے۔ جیسا پہلے گذشتہ روز تھا۔ دن کی روشنی میں کسی نہایت گنہگار اور مجرم شخص کو بھی اپنے خیالات کا خوف نہیں ہوتا۔ مگر رات کی تاریکی میں یہ خیالات مختلف صورتیں اختیار کر کے نظروں کے سامنے آتے اور اسے پریشان کرتے

رکھتے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ بُرے خیالات کو دل سے ہٹانے کے لئے رات کا وہ تاریک وقفہ جو قدرت نے قائم کیا ہے۔ کافی نہیں۔"

"خوب۔" ڈاکٹر نے کہا "میں آپ کی دلیل کو خوب سمجھتا ہوں۔"

حبشی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "انہی خیالات کو پیش نظر رکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی بُرے شخص کے خیالات کو اس کا ذریعہ اصلاح بنانے اور اس کی اصلاح اور پشیمانی کو دائمی اثر دینے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ رات کی تاریکی کا عرصہ غیر معمولی طور پر طویل کیا جائے۔ دلیل یہ تھی کہ اگر چند گھنٹوں کی رات کسی مجرم کے دل میں اچھا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ کئی ہفتوں کی طویل رات غیر معمولی نتائج پیدا نہ کرے۔ اور وہ نتائج آخرکار موجب اصلاح نہ ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ تجربہ ان چھ قیدیوں پر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس میں مجھے جس حد تک کامیابی ہوئی۔ اس کا اندازہ آپ میرے بیان سے خود کر سکیں گے۔"

"کہے جائیے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "میں آپ کی گفتگو کو دلچسپی سے سن رہا ہوں۔"

حبشی بولا۔ "میں نے ان چھوں قیدیوں کو پہلے جدا جدا کمروں میں بند کر دیا تھا۔ اور ان میں سے کسی کو بھی روشنی مہیا نہ کی گئی۔ ہر ایک کمرہ میں سادہ اور معمولی اسباب آسایش مہیا کر دیا گیا۔ اور شام کے وقت ان میں سے ہر ایک کو اتنی خوراک دے دی جاتی تھی۔ جو چوبیس گھنٹوں کے لیے کافی ہو۔ انہیں یہ بھی حکم دیا گیا۔ کہ وہ ہاتھ منہ دھو کر صاف ستھرے رہیں۔ ورنہ انہیں گوشت مہیا کرنا بند کر دیا جائے گا۔ اس دھمکی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہوں نے اس حکم کی پورے طور پر تعمیل کی۔ ہفتہ میں دو دفعہ میں ان قیدیوں کا خط بنا دیتا تھا۔ اور ہفتہ میں دو بار ہی انہیں دھلے ہوئے کپڑے مہیا کئے جاتے تھے۔ چونکہ صحت پر اس حرارت کا زیادہ مضر اثر پڑ سکتا تھا اس لئے میں نے یہ انتظام کیا۔ کہ وہ ہر روز دو گھنٹے کوٹھری کے باہر مسقف ساحت میں چہل قدمی کر لیا کرے۔ مگر وہاں میں اس بات کی نگرانی رکھتا تھا۔ کہ وہ کسی قیدی کے ساتھ بات چیت نہ کرے۔ یہاں تک۔ تو میری تجاویز کا عام خاکہ تھا۔ اب میں ہر ایک

قیدی کے صبا گانہ حالات کی طرف آتا ہوں۔"

ڈاکٹر نے اپنی کرسی حبشی کے قریب کھینچ لی۔ اور اس کے بیان کو غور کے ساتھ سننے کے لئے تیار ہوا۔

حبشی سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا۔ سب سے پہلے جس شخص نے اپنے بُرے افعال پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ وہ ٹڈمارش تھا۔ میں نے اس کے لئے ایک طویل رات کی سی تاریکی کا انتظام کیا۔ جس میں وہ ہر وقت بحالت تنہائی رہتا تھا۔ سوائے اُن اوقات کے جب میں یا میرے آدمی معینہ اوقات پر اُسے دیکھنے جاتے تھے۔ وہ اسے برداشت نہ کر سکا۔ اس سارے عرصہ میں وہ بوجہ تنہائی اپنے ہی خیالات میں محو رہتا تھا۔ اور چونکہ اس کمرہ میں جہاں وہ بند تھا۔ دن کی روشنی بالکل داخل نہ ہوتی تھی۔ اس لئے ایک مسلسل رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شدید اثرات جو اس کے خیالات کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ بدستور قائم رہتے تھے اس طرح پر رفتہ رفتہ اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہونے لگا۔ اور آخرکار ایک دن جب اسکے ندامتی خیالات ناقابل برداشت ہوگئے۔ اور ہر وقت خوفناک تصورات اس کے ذہن میں قائم رہنے لگے۔ تو اس نے بحالت مجبوری دعا کی۔ اس کے بعد جب میں اس سے ملا۔ تو وہ کہنے لگا کہ مجھے دعا کرنے سے کسی حد تک تسکین حاصل ہوئی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کئی بار دعا کروں۔ اگرچہ خیالات کی پراگندگی سے مجبور ہوں۔ میں نے سمجھا۔ یہ ایک ایسا موقعہ ہے۔ جب اس شخص کو راہ راست پر ڈالا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت میں نے اس سے کہا۔ کہ میں تمہیں پڑھنے کے لئے کوئی کتاب دے سکتا ہوں۔ میں نے اس کے سامنے ایک ناول اور انجیل کی ایک جلد پیش کی۔ مگر اس نے فوراً ہی انجیل کو ہاتھ میں لیا۔ اگر وہ پہلے ہی ناول کا مطالعہ کرتا تو میں سمجھتا۔ یہ شخص محض تفریح کا خواہشمند ہے۔ اس صورت میں میں اُسے نہ تو روشنی مہیا کرتا اور نہ کوئی کتاب دیتا۔ اور یہ سمجھتا کہ ابھی اس کے لئے امتحان کو کچھ اور عرصہ درکار ہے۔ اور اسے بدستور تاریکی میں رکھتا۔ خیر اس روشنی کے انتظام سے ٹڈمارش کو انجیل پڑھنے اور دعا کرنے کا موقعہ مل گیا۔ لیکن یہ بھی میں جانتا ہوں کہ ہر وقت مسلسل طور پر انجیل ہی پڑھتے رہتے ؛

سے طبیعت میں مجنونانہ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک انجیل پر ہی کیا موقوف ہے
میں جانتا ہوں سبھی مذہبی کتابوں کا مسلسل مطالعہ کسی نیک شخص کو بھی وہمی بنا دیتا
ہے۔ چنانچہ جب میں نے اسے افسردہ صورت ہوتے دیکھا۔ تو پھر اسے ایک سفرنامہ
پڑھنے کو دیا۔ اس تبدیلی مطالعہ نے اُسے مفرح کر دیا۔ مجھے امید سے زیادہ
تیزی کے ساتھ اس کے مزاج میں اصلاح ہوتی نظر آئی۔ ان ملاقاتوں کے دوران
میں میں نے اس کی کئی طریقوں پر آزمایش کی۔ اور کئی سوالات اس قسم کے پوچھے
جن کے دو گونہ جوابات ہو سکتے تھے۔ ایک جو سچے دل سے دئے گئے ہوں۔
اور دوسرے ریاکاری کے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان سوالات میں اس قسم
کی ترغیب شامل ہوتی تھی۔ کہ اگر جواب ریاکاری پر مبنی ہوا۔ تو قیدی کو رہا
کر دیا جائے گا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے جوابات ہمیشہ راستی اور نیک دلی
پر مبنی ہوتے تھے۔ بتدریج میں نے اسے اس قسم کے ناول پڑھنے کو دیئے مثلاً
"وکار آف ویکفیلڈ"۔ "پال اینڈ ورجینیا"۔ "الزبتھ یا جلا وطنان سائبریا"۔ مگر وہ سفرناموں
اور مشاہیر کے سوانح عمری کے مطالعہ کو ہی ترجیح دیتا رہا۔ چنانچہ اس شخص کی
حراست کے ڈیڑھ ماہ بعد جب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ وہ بالکل اصلاح
پذیر ہو چکا ہے۔ اور دیانتداری کی روزی کمانے کو آمادہ ہے۔ اس وقت میں
نے اسے اس تاریک کوٹھری سے نکال کر بالائی منزل پر ایک کمرہ میں رکھا۔ حقیقت
میں وہ اب بھی ایک قیدی کی حیثیت میں تھا۔ کیونکہ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش
کرتا۔ تو وہ شخص جنہیں میں نے در پردہ اس کی نگرانی کے لئے متعین کر رکھا تھا
اسے ضرور روک لیتے۔ لیکن اگرچہ اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں بالکل آزاد ہوں
اور کوئی شخص میرا نگران نہیں۔ تاہم اس نے کبھی اس آزادی سے فائدہ اٹھا کر
فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔ اس طرح پر سارے حالات اس شخص کی حمایت
میں ثابت ہوتے رہے حتےٰ کہ آخرکار پرسوں رات میں نے اسے اپنے ایک ملازم
کے ہمراہ پورٹسمتھ کو بھیج دیا۔ جہاں سے وہ اکٹھے جزیرہ آلڈرنی کو روانہ ہو گئے
اس جگہ ٹڈ مارشل تھوڑے سرمایہ سے جو اس کے لئے مہیا کر دیا گیا ہے۔ اپنا
کاروبار شروع کرے گا۔ میرا ملازم اس کے پاس چند ہفتے یا شاید چند مہینے

ٹھیر کر اس کے طرز عمل کی نگرانی کرتا رہے گا۔ اگر اس عرصہ میں اس نے کسی برائی کی رغبت ظاہر نہ کی۔ اور اس کی طرف سے استقلال کا ثبوت ملتا رہا۔ تو ہم سمجھ لیں گے کہ ایک ایسے مقام پر جہاں اس کی راہ میں کوئی بری ترغیب موجود نہیں۔ اس کا دوبارہ بگڑنا کم وبیش غیر ممکن ہے۔"

"اور یہ تمام حیرت انگیز اصلاح آپ کی فقط دو ماہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔" ڈاکٹر نے تعجب اور تعریف کے لہجہ میں کہا "معاملہ اتنا عجیب ہے کہ بادی النظر میں ناقابل یقین نظر آتا ہے۔"

حبشی بولا "اب ذرا دوسرے شخص کی کیفیت سنیے۔ آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ میرا طریقہ کس قدر اصلاح بخش ہے۔ میں اب مسٹر اور مسز بنس کا ذکر کرتا ہوں مرد کو تو میں ہمیشہ فطرتاً شریرالنفس ہونے کی بجائے بیوقوف اور زن مرید سمجھتا رہا ہوں۔ چنانچہ تاریکی میں رہنے کی چند ہی دن بعد جب اس نے خوف کی علامات کا اظہار شروع کیا۔ تو میں نے اس کے لئے لمپ اور انجیل مہیا کردی۔ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ وہ صرف چار دن کے عرصہ میں اصلاح پذیر ہوگیا۔ اس کی بیوی نے پشیمانی کی سب سے پہلی علامت یہ ظاہر کی۔ کہ کہنے لگی مجھے چند منٹ کے لئے اپنے شوہر سے گفتگو کر لینے دو۔ خواہ یہ گفتگو کوٹھری کے دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ کے ذریعہ ہی ہو۔ میں نے حکم دیا کہ اس عورت کی درخواست منظور کی جائے اور مجھے معلوم ہوا کہ اس رعایت سے اسے بہت تسکین اور آسایش حاصل ہوئی اس کے دوسرے دن میں نے اسے رخنہ کی راہ سے ہی نصف گھنٹہ کے قریب گفتگو کا موقعہ دیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس وقت اس نے اپنے شوہر سے اس سختی اور بدسلوکی کے لئے جو وہ اس سے کیا کرتی تھی۔ معافی مانگی۔ کئی دن تک اس قسم کی مختصر گفتگو کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ اور انہی اوقات میں سے ایک موقعہ پر ٹولی بنس نے جس کے کمرہ میں لمپ تھا۔ اپنی بیوی کو جو باہر کھڑی تھی۔ انجیل کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ وہ اسے غور سے سنتی رہی۔ اور اس نے اس عبارت کو جس توجہ سے سنا۔ اس سے یقین ہوگیا۔ کہ اگر اسے بھی روشنی اور انجیل مہیا کی جائے۔ تو بہتر ہوگا۔ اب اسے تین ہفتے مسلسل حراست

میں گذر چکے تھے۔ اور اس سارے عرصہ میں اسے تھوڑی دیر تہ خانہ کے سقف دار احاطہ میں ٹہلنے کے سوا باہر نکلنے کا کوئی اور موقعہ نہ دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب یقین کیجیے ایک عورت کو اس قدر سخت سزا دینے سے میرے اپنے دل کو تکلیف اور بے چینی تھی۔ لیکن میں نے دیکھا کہ گناہ اور جرائم کی کثرت نے اس کے دل کو پتھر بنا رکھا ہے۔ اور طویل عرصہ تاریکی ہی اس پر کوئی مفید اثر پیدا کر سکتا ہے۔ آخر کار جیسا کہ میں نے بیان کیا اسے ایک لیمپ مہیا کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد آج سے قریبًا ایک ماہ پیشتر میں نے اسے اس کی درخواست پر اپنے شوہر کے کمرہ میں رہنے کا موقعہ دیا۔ پھر جو میں نے دیکھا تو معلوم ہوا اس کی حالت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب یہ عورت بالکل رام ہو چکی تھی۔ اس کی تندی اور بدمزاجی رفع ہو گئی۔ اور اپنے شوہر سے جھگڑنے کی بجائے وہ اس سے انجیل۔ سفرناموں اور نصیحت بخش کتابوں کے متعلق جو وہ اسے پڑھ کر سناتا۔ سوالات پوچھا کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں بہتر تعلقات پیدا ہوتے گئے۔ اس عرصہ میں میں نے کئی بار اس کی آزمایش کی۔ چنانچہ ایک دن میرے نوکر ولٹن نے ٹوبی بنس سے کہا۔ تم چونکہ کمزور نظر آتے ہو اس لئے آج رات کے کھانے میں ایک پلیٹ مرغن غذا کی صرف تمہارے لئے مخصوص ہو گی۔ اس کے بعد ولٹن کوٹھری سے نکل آیا۔ لیکن دروازہ کے قریب ہی ٹھہرا رہا۔ اس نے سنا کہ بنس اپنی بیوی سے اصرار کر رہا تھا۔ کہ تم بھی اس غذا میں حصہ لو۔ مگر وہ برابر انکار کر رہی تھی۔ اس معاملہ میں بھی مسز بنس نے اپنے سابقہ اثر کا ثبوت دیا۔ مگر ایسے طریق پر نہیں کہ اس کے شوہر کو آزردگی ہوتی۔ اس سے دوسرے دن یعنی قریبًا ایک ہفتہ پیشتر میں نے ان دونو کو بالائی منزل کے ایک کمرہ میں منتقل کر دیا جہاں ٹڈ مارشس کی طرح یہ بھی اگر چاہتے۔ تو فرار کی کوشش کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی پروا ہی نہ کی۔ کل رات انہیں پھر عارضی طور پر ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا۔ چنانچہ بنس کو میرا ایک آدمی ساتھ لیکر سوتھمپٹن کو روانہ ہو گیا اور آج بالکل مسز بنس بھی میرے ایک اور وفادار نوکر ہارڈنگ اور اس کی بیوی کے ساتھ روانہ ہو جائے گی۔ یہ دونو اسے ساتھ

لیکر اس چھوٹے سے جزیرہ میں پہنچا دینگے۔ جو گورنسی کے مقابل واقع ہے۔ اور جہاں اس کا شوہر بنس پہلے پہنچ چکا ہے۔ بنس سے میں نے ایک درزی کی دکان کھلوادی ہے۔ اور ہارڈنگ اور اس کی بیوی چھ ماہ کے قریب اُن کے پاس رہ کر انہیں کاروبار چلانے میں مدد دینگے۔ چنانچہ جو کپڑے وہ تیار کیا کرینگے انہیں ہارڈنگ سینٹ کی بندرگاہ میں جو گورنسی کا صدر مقام ہے۔ فروخت کرنے کا انتظام کرے گا۔"

ڈاکٹر یہ ساری کیفیت سنکر خوش ہوا اور کہنے لگا "میرے دوست آپ نے اس طریقہ میں خوب ہی کامیابی حاصل کی ہے۔ اگر آپ کے اس انتظام کے نتائج دائمی طور پر مفید ثابت ہوئے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ آپ بنی نوع کے محسن سمجھے جائینگے۔ کیونکہ کسی مجرم کو چند ہفتے حراست میں رکھ کر حالات کے اثر سے اس کی اصلاح کرنا اسے جیلخانہ میں ڈالنے اور جرائم کے زہر سے متاثر کرنے یا جلا وطنی کے افسوسناک طریق سے بہرحال بہتر ہے۔ لیکن مہربانی سے میرے ایک سوال کا جواب دیجئے۔ بالفرض بنس یا ڈنمارش آپ کے ملازموں کے اقتدار کی پروا نہ کریں اور غیر مشروط آزادی کا مطالبہ کرنے لگیں۔ تو پھر آپ اُن پر کس طرح سے نگرانی کر سکیں گے؟"

حبشی بولا۔ "اصل بات یہ ہے کہ ان شخصوں کو جنہیں ابھی نیم قیدی سمجھنا چاہیئے اس بات کا علم نہیں کہ میں کون ہوں۔ اپنی پر اسرار گرفتاری اور عجیب و غریب حراست کی وجہ سے ان کے دلوں پر میرے متعلق بہت سا رعب طاری ہے۔ وہ آج تک یہی سمجھتے رہے ہیں۔ اور اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ میرا اُن پر کوئی غیر معمولی اقتدار ہے۔ اور اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو خوف ہی کی وجہ سے وہ میرا مطیع رہنا منظور کرینگے۔ اس طرح پر سردست ان کا خاموش اور اطاعت پذیر بنے رہنا یقینی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ وقت آجائے گا۔ جب وہ آزاد کر دیئے جائینگے۔ اور دیانتداری کے ساتھ آسایش کی روزی کما سکیں گے۔ اس وقت یہ بات انہیں پورے طور پر ذہن نشین کر دی جائے گی۔ کہ جس کاروبار سے تم روزی کما رہے ہو۔ اور تمہاری عزت کا موجب ہے۔ وہ اسی وقت تک تمہارے ہاتھ میں رہ سکتا

ہے۔ جب تک تم اپنے آپ کو اس کا مستحق ثابت کرو۔ میرا عقیدہ اور خیال یہ ہے کہ جو لوگ جرم کی زندگی شروع کرتے ہیں وہ محض اس لئے اسے جاری رکھے جاتے ہیں۔ کہ پھر ان کے لئے دیانتداری کی روزی کمانا عملی طور پر غیر ممکن ہو جاتا ہے مگر جس وقت وہ جرم کے خوفناک نتائج کو محسوس کر لیں۔ اور اس کے بعد انہیں دیانتداری سے اوقات بسری کا موقعہ دیا جائے۔ تو ان میں سے شاید ہی کوئی شخص اتنا برا ہوگا جو اپنی مرضی سے دوبارہ بری راہ اختیار کرے۔ پس مجھے امید ہے کہ بنس اور ٹڈمارش دونو حکمت عملی اور آسایش ہر دو باتوں کے لحاظ سے دیانتداری کی زندگی کے اس موقعہ کو جو انہیں حاصل ہوا ہے اور جو ان کے لئے ہر طرح سے نفع بخش ثابت ہو رہا ہے۔ ہاتھ سے نہ دینگے۔"

ڈاکٹر کہنے لگا "میں آپ کی دلیل کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور اگر دس مجرموں میں سے چھ کی بھی اس طریق پر اصلاح ہو جائے تو میں سمجھوں گا آپ کا طریقہ کامیاب ہے۔ لیکن مجھے امید ہے۔ آپ کو اس سے بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوگی"

حبشی نے کہا "یقیناً۔ اب ذرا ٹموتھی سیلنٹ کا قصہ سنئے یہ وہ شخص ہے جس نے سر سنری کورٹنی کو قتل کیا تھا"

ڈاکٹر کہنے لگا "اگر اس شخص کی اصلاح میں آپ کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ تو میں سمجھوں گا کوئی بھی مجرم آپ کے طریق سے مستثنےٰ نہیں مگر ٹھیریئے" ڈاکٹر نے کسی خیال کے زیر اثر کہا۔ "مجھے اولڈ ڈیتھ کی نسبت پوچھنا تو یاد ہی نہیں رہا۔ اگر آپ نے اس خوفناک شخص کی اصلاح کر لی تو یہ ایک معجزہ ہوگا۔ کیونکہ اسے رام کرنا اتنا ہی غیر ممکن ہے جیسے کسی اژدھا کو سدھانا۔"

حبشی نے کسی قدر افسردگی کے لہجہ میں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اولڈ ڈیتھ کے معاملہ میں اسے بھی اپنے طریق کی کامیابی میں مایوسی ہے کہا "اب میں تھوڑی دیر میں اسی کا ذکر کرونگا۔ لیکن پہلے آپ اس شخص ٹموتھی سیلنٹ کے متعلق سن لیجئے۔"

"خیر کہیئے۔" ڈاکٹر ٹیسلز نے کہا۔ "میں توجہ سے سن رہا ہوں۔ آپ کی داستان بہت عجیب ہے۔ اور اس لئے امید نہیں کہ وہ تھکانے والی ثابت ہو۔"

حبشی بولا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ ٹومی سپلنٹ کو باقی قیدیوں کی نسبت تاریکی سے زیادہ خوف ہے۔ مقتول بیرونٹ کی روح ہر وقت اسے اپنے سامنے نظر آتی تھی۔ اور اس کے خوف سے وہ خودکشی پر بھی آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس شخص کو مسلسل ایک ماہ تک شب کی تاریکی میں رکھا گیا۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس عرصہ میں اس نے نہایت خوفناک ذہنی اذیت برداشت کی ہوگی۔ اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوا کہ وہ دعا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور ایسا کرنے سے اسے تسکین بھی حاصل ہوئی۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اس نے ایک روز رات کے وقت جب میں اس سے ملنے گیا۔ تو گنوارانہ لیکن موثر طریق پر مجھ سے کہا کہ میری دعا کے اثر سے مقتول بیرونٹ کی روح بتدریج نظروں سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر چند کہ میں اس شخص کا ایسے خیالات میں مبتلا ہونا اپنے حق میں مفید سمجھتا تھا۔ تاہم میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہم پرستی کو ترقی دوں۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا۔ کہ روح جو تمہیں نظر آتی ہے۔ وہ فقط تمہارے گنہگار ضمیر کی پیدا کردہ ہے۔ مجھے یاد ہے۔ قریباً اکتیس دن کے بعد میں نے اس شخص کو روشنی اور انجیل مہیا کی۔ اور اس کے بعد اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ جیسا اس سے پیشتر ڈ مارش اور ربنس کے ساتھ کیا تھا یعنی اُسے بحری اور بری سفرنامے اور اخلاقی کہانیاں پڑھنے کو دیں۔ اس کے لئے وہ بہت شکر گذار ہوا۔ اور نہ صرف ظاہر میں بلکہ حقیقتاً بہت احسانمند نظر آتا تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ میرے حسن سلوک کا اس کے سخت دل پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد چند دن گذرے۔ اس نے میرے سامنے اپنی ابتدائی زندگی کے بعض حالات بیان کئے۔ اور ان سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص محض حالات سے مجبور ہو کر جرم کی راہ پر چلنے لگا ہے۔ اس صورت میں اس کی اصلاح کا کام اور بھی سہل ثابت ہوا۔ کیونکہ جب وہ اپنی سابقہ زندگی پر جو بے گناہی میں بسر ہوئی تھی غور کرتا۔ تو از خود اس کے دل میں افسوس پیدا ہوتا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں نے پیشتر کئی موقعوں پر اپنے ساتھی مجرم جوش پیڈلر کے ساتھ افسردگی کے لہجہ میں اس تاسف کا ذکر کیا تھا۔ جو ہر ایک جرائم پیشہ شخص کو گاہ بگاہ محسوس ہوا کرتا ہے۔ ان سب باتوں سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ اس بات کا خواہشمند ہے کہ اسے زمانہ مستقبل میں دیانتداری سے روزی کمانے کا موقعہ دیا جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ مجھے

اس کے متعلق کیا کرنا چاہیئے۔ جب کبھی مجھے یہ خیال آتا کہ یہ شخص قاتل ہے۔ اور ایک انسان کے خون کا داغ اس کے ہاتھوں سے کبھی مٹ نہیں سکتا۔ تو میں سوچتا اس کی حالت جبل اور ڈیٹ مارش سے مختلف ہے۔ بہت کچھ غور و فکر کے بعد آخر میں نے یہ سمجھا کہ بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اسے کسی دور دراز ملک میں بھیج دیا جائے۔ جب میں نے یہ تجویز اس کے روبرو پیش کی تو وہ بہت خوش ہوا۔ کیونکہ اس نے سمجھا میں اپنا نام تبدیل کر کے دنیا کے کسی اور حصہ میں اپنے دور زندگی کو از سر نو شروع کر کے اپنے قدیم مسکن سے دور اور ناخوشگوار واقعات کی یاد سے بالاتر رہ سکونگا۔ اور وہاں اس قسم کی ترغیبات بھی موجود نہ ہوں گی جو یہاں اپنی قدیم جائے سکونت میں پیش آسکتی ہیں۔ اُسے ایک اور خیال یہ بھی تھا۔ کہ میرے لئے نقل مکان کر کے کسی ایسے حصہ عالم میں جانا ضروری ہے جہاں دوست یا دشمن کوئی بھی پہچان نہ لے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر اس نے میری تجویز پر عمل کرنا منظور کر لیا۔ پھر جب وہ اس تجویز کا حامی بن چکا تو میں یہ معلوم کرنے کی فکر میں ہوا کہ میرا کوئی ملازم اس کے ہمراہ سمندر پار جانے کے لئے آمادہ ہوگا یا نہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے اس معاملہ میں بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ آج ہی علی الصباح ٹموتھی سلیٹ اور اس کے محافظ کو میں نے لورپول بھیج دیا ہے۔ جہاں سے وہ دو نو جہاز پر سوار ہو کر ممالک متحدہ امریکہ کو چلے جائینگے۔ وہاں پر مغرب بعید کے پس افتادہ مقامات میں امید ہے کہ یہ شخص . . . یہ قاتل جسے ہمارا موجودہ قانون پھانسی پر لٹکا کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت کر دیتا۔" یہ الفاظ کہتا ہوا حبشی نمایاں طور پر کانپا۔ "تو ہاں امید ہے کہ یہ شخص ٹموتھی سلیٹ کسی روز ایک صاحب عزت زمیندار بن جائے گا۔ اور اس وقت وہ اس زمانہ حراست کو یاد کر کے خوش ہوگا۔ جو اس نے اس تکلیف دہ زمین دوز قیدخانہ میں بسر کیا۔"

اتنا کہہ کر حبشی رک گیا۔ اور اس نے سرد کلیرٹ کا ایک گلاس پیا۔ درحقیقت اس ایک لفظ کو زبان سے نکالنے کے عمل سے جس کی وجہ سے یہ شخص نمایاں طور پر کانپا۔ اس کا حلق خشک ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر اچھی طرح سمجھتا تھا اس کے دل میں کیا خیالات گذر رہے ہیں مگر وہ خاموش رہا اور اس کے چند منٹ بعد حبشی نے سلسلہ داستان اس طرح جاری رکھا۔

"اب جب جوشو اپیڈل کے معاملہ کی طرف آتا ہوں۔ وہ فطرتاً وحشی اور خونخوار شخص

ہے۔ ایک طویل عرصہ تاریکی نے مختلف اوقات میں اس کے مزاج پر مختلف اثرات پیدا کیئے۔ اس کے خیالات خود اس کے لیئے نہایت خوفناک تھے اور گاہ بگاہ جب میں اسے ملنے جاتا تو شروع میں مجھ سے بڑی تندی سے بولا کرتا تھا۔ مگر جس وقت میں اس کے ساتھ نرمی اور ملائیت سے پیش آتا تو وہ بھی حلیم بن جاتا تھا۔ اسے تہ خانہ میں رہتے بہت دن نہیں گذرے تھے۔ کہ میرے اطوار سے متاثر ہوکر اس نے کہا کہ مجھے نہ صرف اپنی وجہ سے بلکہ اس عورت کی وجہ سے بھی بہت رنج ہے۔ جس کے ساتھ اس نے اس ادنی جماعت کے اصول کے مطابق شادی کی تھی۔ جس سے کسی زمانہ میں اس کا تعلق تھا۔ میں نے اس عورت کے معاش کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ جس سے پیڈلر اور بھی زیادہ میرا احسانمند بن گیا۔ چنانچہ میں نے ولٹن کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور معلوم ہوا کہ وہ سخت احتیاج اور پژمردگی کی حالت میں ہے۔ اس کے لئے کشیدہ کاری کے کام کا انتظام کردیا گیا۔ لیکن ان سارے انتظامات میں اس عورت کو ان حالات سے بالکل لاعلم رکھا گیا۔ جن میں اسے امداد دی گئی تھی۔ ظاہر یہی کیا گیا۔ کہ ولٹن نے محض اتفاقیہ طور پر اسے احتیاج کی حالت میں دیکھکر اس کی مدد کی ہے۔ جب میں نے پیڈلر کو یہ بتایا کہ میٹلڈا کے لئے اس قسم کے انتظامات کردیئے گئے ہیں تو اس کا اس پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اگرچہ اس کے بعد بھی بعض اوقات اس کی طرف سے وحشیانہ بےصبری کا اظہار ہوتا رہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کے خیالات زیادہ تر یہ تھے۔ کہ میں نے کس لئے گناہ کا دور زندگی شروع کیا۔ اس سے جو شرر انگیز فعل سرزد ہوئے۔ وہ انہیں احمقانہ سمجھکر سخت نادم تھا۔ تاریکی اور تنہائی اسے بہت ناگوار تھی۔ لیکن سلینٹ کی طرح وہ اس سے خوف نہیں کھاتا تھا۔ کامل ایک ماہ تاریکی میں رہتے ہوئے بھی اس نے کبھی مجھ سے دعا کا ذکر نہیں کیا۔ دو تین مرتبہ اس نے اشارتاً انجیل کا ذکر کیا۔ مگر یہ نہیں کہا کہ میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ آخرکار اس نے ایک دن میرے روبرو تسلیم کیا۔ کہ جو خیالات مجھ پر حاوی رہے ہیں۔ وہ اگرچہ ناگوار ہیں۔ مگر فائدہ بخش ضرور ہیں۔ میں نے جانا۔ کہ یہ موقعہ اس قسم کی آزمایش کا ہے کہ اسے کہاں تک مزید رعایت کا مستحق سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی میٹلڈا کے نام خط لکھنا چاہتے

ہو؟ میں نے جو بات سوچی تھی وہ درست ثابت ہوئی۔ یعنی اس ذریعہ سے وہ راہ راست پر آگیا۔ اور اسی رات اسے ایک لمپ اور سامان نوشت مہیا کر دیا گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ اس نے آنسو بہائے۔ اور اس کی حالت دیکھ کر میں نے بھی سمجھ لیا۔ کہ اس شخص کی فطرت میں اگرچہ تندی باقی ہے۔ تو اسے بھی رفع کرنا غیر ممکن نہیں۔ اس کے چند دن بعد اس نے مجھے وہ خط دیا۔ جو اس نے میٹلڈا کے نام لکھا تھا میں نے اسے کھول کر پڑھ لیا۔ کیونکہ حقیقت میں میں نے یہ خط اسی مطلب کے لئے لکھوایا تھا۔ کہ معلوم کروں اس کے خیالات کی موجودہ حالت کیا ہے خط کے مضمون سے میری امیدیں بڑی حد تک مضبوط ہوگئیں۔ اور میں نے جان لیا۔ کہ اسے اس عورت کے ساتھ جو محبت ہے اُسے اس پر مفید اثرات پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس عورت کو بھی اس مکان میں بلا کر ایک علیحدہ کوٹھری میں جو زمین دوز تہ خانہ میں نہ تھی رکھوا دیا۔ اور بتدریج مناسب لفظوں میں اسے اطلاع دی کہ جوشوا پیڈلر میری حراست میں ہے۔ اس اطلاع کو پاکر اس عورت نے غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا۔ جس کا ذکر بیکار ہوگا۔ مختصر یہ۔ کہ اس نے اس خط کو جو میں نے جوشوا پیڈلر سے اس کے نام لکھوایا تھا۔ اشک آلود آنکھوں سے پڑھا۔ اور اس کا جواب لکھنے پر بھی آمادہ ہوگئی۔ اس رات اس نے اس کا جواب لکھا۔ اور جب میں نے یہ جوابی خط قیدی کے ہاتھ میں دیا۔ تو وہ اُسے پڑھ کر بچوں کی طرح زار زار رونے لگا۔ اب میں نے سمجھ لیا۔ کہ اس کی اصلاح یقینی ہے۔ اس کے دو تین دن بعد اس نے انجیل کے لئے درخواست کی۔ جو منظور کی گئی۔ اب اس میں اور میٹلڈا میں خط وکتابت کا سلسلہ بھی قائم ہوگیا۔ اور یہ خطوط میری وساطت سے آتے جاتے رہے۔ قیدی کو یہ جتانے کے لئے کہ وہ اپنے خطوط میں جو چاہے لکھ سکتا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ میں تمہارے خطوط یا ان کے جوابات نہیں دیکھا کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مگر چونکہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے میں اسے قابل معافی سمجھتا ہوں۔ حقیقت میں میں اس ساری خط وکتابت کو پڑھ لیا کرتا تھا۔ اور میٹلڈا کو بھی اس کی خبر تھی۔ کہ اس ذریعہ سے میں اس غیر معمولی اور تدریجی اصلاح سے خبردار رہوں۔ جو جوشوا پیڈلر میں عمل میں آرہی تھی۔ آخر جب

میں نے دیکھا کہ اس کی اصلاح مکمل ہو چکی ہے۔ تو اس فکر میں ہوا۔ کہ اس کے لیے
کوئی ذریعہ معاش مہیا کیا جائے۔ یہ کام بھی اتنا ہی مشکل تھا جس قدر ٹموتھی سپلنٹ
کا معاملہ۔ میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ مجھے اس شخص کے متعلق کیا کرنا چاہیئے۔ کہ ایک
روزنامہ اخبار میں اس مطلب کا اشتہار میری نظر سے گذرا کہ ایڈی سٹون
کے روشنی کے مینار کے لئے دو مردوں یا ایک میاں بیوی کی خدمات درکار ہیں
ڈاکٹر صاحب آپ شاید اس کیفیت کو سنکر متعجب ہوں گے۔ اور غالباً مسکرائیں
گے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اشتہار عین میری منشا کے مطابق ثابت ہوا
چنانچہ میں نے بلا تاخیر اس کا ذکر میٹلڈا سے کیا۔ اور وہ کہنے لگی۔ جس طرح
آپ کی مرضی ہو۔ انتظام کریں۔ میری سب سے بڑی خواہش تو یہ ہے کہ کسی
طرح اپنے شوہر کے پاس رہوں۔ اس کی منظوری حاصل کرنے کے بعد
جوشوا پیڈلر کی رضامندی حاصل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ بخلاف ازیں وہ اس تجویز پر
خوشی اور شکر گذاری کے ساتھ آمادہ ہو گیا۔ میں نے سارے ضروری انتظامات
ولٹن کی معرفت مکمل کرائے۔ اور اس وقت جوشوا پیڈلر اور اس کی بیوی دونوں
ایڈی سٹون کے روشنی کے مینار کے منتظم ہیں۔"

ڈاکٹر مختلف قیدیوں کے نام اپنی انگلیوں پر گنتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس طرح پر میرے
عزیز دوست آپ نے ٹڈ مارش کو آلڈرنی میں بھیج دیا۔ جنس میاں بیوی کو سارک میں
بھیجنے کا انتظام کیا۔ سپلنٹ کو امریکہ روانہ کر دیا۔ اور جوشوا پیڈلر اور اس کی بیوی ایڈی
سٹون لائٹ ہوس میں کام کرتے ہیں۔"

حبشی نے کہا۔ ان میں سے صرف پیڈلر ایک ایسا شخص ہے جس کے ساتھ میں نے
اپنے کسی کارکن کو نہیں بھیجا۔ کیونکہ میٹلڈا ایک نیک صفت عورت ہے۔ اور میں اُسے ہر طرح
قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ میں یہ بات آپ کو بتانا بھول گیا۔ کہ انہیں اس نئے کام پر بھیجنے سے
پہلے ولٹن کی معرفت ان دونوں کی باقاعدہ طور پر شادی کرا دی گئی تھی۔ چنانچہ یہ رسم بلا کسی مشقت
کے گرجا میں ادا ہوئی۔"

ڈاکٹر کہنے لگا۔ "میں آپ کو تجاویز کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔
واقعی آپ نے صدر مقام کے چند نہایت شریر النفس شخصوں کی اصلاح کا ایسا عجیب

اور حیرت انگیز انتظام کیا ہے۔ کہ میں آپ کے ذہن رسا کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن میرے دوست مجھے سب سے زیادہ اضطراب اس شیطان اولڈ ڈیبیقہ کے متعلق ہے۔ اس نے کہاں تک اصلاح حاصل کی ہے۔ یہ بات سب سے پہلے بیان کیجیے"

عین اس وقت دروازہ کھلا اور حبشی کے نوکروں میں سے ایک نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا "جناب مسٹر بنس آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے میرے سینہ میں ایک ایسا راز ہے۔ جو سخت بے چینی پیدا کر رہا ہے۔ اور میں لندن سے روانہ ہونے سے پیشتر اس کی اطلاع ضرور آپ کو دینا چاہتی ہوں"

"راز!" حبشی نے متعجب ہو کر کہا۔

نوکر کہنے لگا "جی ہاں۔ اور وہ کہتی تھی۔ میں اسے زیادہ عرصہ اپنے سینہ میں چھپا نہیں سکتی۔ چنانچہ اس نے بمنت التجا کی تھی۔ کہ آپ ضرور تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے آکر ملیں"

حبشی چند منٹ سوچ کر کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب آپ جانتے ہیں اگرچہ میں نے اپنی صورت بالکل بدل رکھی ہے۔ تاہم میں اس عورت کے روبرو روشنی میں جانا نہیں چاہتا۔ اس کے ساتھ میری جس قدر گفتگو آج تک ہوتی رہی۔ وہ اس کی کوٹھری کے دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ میں سے ہی ہوتی تھی۔ جب سے وہ یہاں آ رہی ہے۔ میں نے اُسے اپنی صورت نہیں دکھائی۔ میں چاہتا ہوں اس احتیاط کو آخر تک برقرار رکھا جائے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میری طرف سے آپ جا کر اس کا اقبالی بیان حاصل کریں۔ اور دیکھیں وہ کیا کہنا چاہتی ہے"

لیسلز نے کہا "مجھے کچھ عذر نہیں" اور یہ کہکر وہ نوکر کے ساتھ کمرہ سے رخصت ہوا۔

باب ۱۱۲ اولڈ ڈیبیقہ کی اصلاح کا مشکل سوال

اس کے قریباً پاؤ گھنٹہ بعد ڈاکٹر لیسلز واپس آیا۔ اور اسی کرسی پر بیٹھ کر جس پر پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا "اس میں شک نہیں یہ عورت اپنے افعال سے پورے

طور پر تائب ہو چکی ہے۔"

"کیا آپ کو اس کا کوئی نیا ثبوت ملا؟"

لیسلی کہنے لگا "جو بات اس نے میرے روبرو بیان کی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ جس مدعا کو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنا راز مجھ پر ظاہر کیا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں زیادہ عرصہ آپ کو کشمکش و پیچ کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس کی گفتگو سے اس شبہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو میری رائے میں مدت گذری۔ خود آپ کے دل میں ایک بار پیدا ہوا تھا۔"

"اور وہ شبہ؟"

"جیکب سمتھ کی ذات کے متعلق ہے۔" لیسلی نے کہا۔

"آہ! تو کیا اس عورت نے اس کا اعتراف کر لیا؟" جبشی نے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"ہاں وہ مانتی ہے کہ جیکب سمتھ میرا اپنا بیٹا ہے۔ اور رچمبن بونز اس کا باپ ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"الہٰی ایسا سنگدل باپ دنیا میں بہت کم دیکھا ہوگا۔" جبشی نے بڑی افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ اس کی بھویں سکڑ گئیں۔ اور آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس راز کے انکشاف سے نہایت خوف زدہ ہو گیا ہے۔ پھر کہنے لگا "جب مجھے غریب جیکب کی داستان زندگی کی تفصیلات یاد آتی ہیں۔ یعنی کس طرح بچپن میں اس کی طرف سے غفلت برتی گئی۔ اور اس کو جوانی میں خراب کیا گیا۔ اور جو کچھ ہوا اس کے کرنے والا اس کا اپنا باپ تھا یعنی خود رچمبن بونز نے اپنے لخت جگر کو عمداً گناہ اور جرم کے راستہ پر ڈالا۔ جب میں ان سب باتوں کو دیکھتا اور ان پر غور کرتا ہوں۔ تو دل میں خیال آتا ہے کہ ایک ایسے دیو سیرت کی اصلاح میرے طریقہ پر بھی غیر ممکن ہے۔"

"سکون۔ میرے دوست سکون۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "یہ معاملات اس قسم کے ہیں کہ ان پر جوش کے ساتھ نہیں بلکہ صبر و سکون کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیئے۔"

جبشی کہنے لگا "بہتر پہلے آپ اس گفتگو کی کیفیت بیان کریں۔ جو مسز بنس کے ساتھ ہوئی۔ میں اسے توجہ کے ساتھ سنتا ہوں۔"

لیسلی نے کہا "میں اس کمرہ میں جو بالائی منزل پر واقع ہے۔ اور جس میں آپ نے

اسے رکھا ہوا ہے گیا۔ مجھے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ کرسی سے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اور پھر میری صورت کو دیکھ کر تعجب اور مایوسی سے پیچھے کو ہٹ گئی۔ کہنے لگی معاف فرمایئے۔ میں نے آپ کو تکلیف نہیں دی تھی۔ میں جانتی ہوں۔ صاحب خانہ کوئی سانولے رنگ کے آدمی ہیں۔ کیونکہ جب وہ میری حرارت کی کوٹھری کے باہر کھڑے تھے۔ تو میں نے ایک دو موقعوں پر ان کی صورت سرسری طور پر دیکھی تھی۔ میں نے اس سے کہا میں اُن صاحب خانہ کا دوست ہوں۔ اور انہیں نے مجھے تمہارا پیغام سننے کو بھیجا ہے۔ وہ ایک منٹ کے لئے متامل نظر آئی۔ اور اس کے بعد زار زار رو کر سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی۔ اے صاحب میں نے اپنی زندگی میں بے شمار خطائیں کی ہیں۔ ان خطاؤں کا احساس مجھے اب ہوا ہے۔ اور یہ ان صاحب کی بدولت ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر چکی ہوں۔ اب انہوں نے بڑی نیک دلی سے میرے اور میرے شوہر کے آیندہ گذارہ کا انتظام کر دیا ہے۔ لیکن میں اس وقت تک اس گھر سے نہیں جا سکتی۔ جب تک ہر ایک بات جو میرے ذہن میں ہے۔ ان کے سامنے بیان نہ کر دوں۔ میں نے اُسے مختصر لفظوں میں تسلی دی۔ اور کہا۔ جو کچھ تم میرے سامنے بیان کرو گی۔ وہ انہی صاحب خانہ کے کانوں تک پہنچا دیا جائے گا۔ چند منٹ کے عرصہ میں اس نے میرے روبرو اعتراف کیا کہ لڑکا جیکب سمتھ میرا بیٹا ہے۔ اور وہ اس زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ جب جس کے ساتھ شادی کرنے سے پیشتر اولڈ ڈیتھ سے میرا تعلق تھا۔ میں نے اُسے اطلاع دی کہ جیکب کے خاطر خواہ گذارہ کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور وہ ہر طرح خوش ہے۔ اس سے اس کا اطمینان ہو گیا۔ اور وہ احسان مند نظر آنے لگی۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا تم نے یہ راز اپنے شوہر پر ظاہر نہ کرنا۔ کیونکہ اب جب کہ تم ایک نیا دور زندگی شروع کرنے لگے ہو یہ نامناسب ہوگا کہ اس راز کے اظہار کو تشویش پیدا کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اس نے میری ہدایت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ راز مجھ پر ظاہر کرنے کے بعد اس کا بہت کچھ اطمینان ہو گیا۔"

حبشی کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب آپ نے بلاشبہ اُسے نہایت قابل تعریف مشورہ دیا ہے۔" پھر چند منٹ سوچ کر وہ کہنے لگا "میری رائے میں مناسب نہ ہوگا۔ کہ

جیکب کو اس کی ولدیت کے خوفناک راز سے آگاہ کیا جائے۔ کم از کم سر دست اس معاملہ کو یہیں پر چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "آپ درست کہتے ہیں۔ ان دنوں وہ بالکل پرسکون مطمئن اپنی موجودہ حالت پر قانع اور آپ کی دوستی کے فخر سے ہر طرح مسرور ہے۔ اس لئے مناسب نہیں کہ کسی ناگوار واقعہ کو اس سکون میں حائل ہونے کا موقعہ دیا جائے۔"

حبشی بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ہاں یہ درست ہے۔ اس کے علاوہ ایسا کرنا بے جا اور غلط ہوگا۔ مجھے یاد ہے۔ اس نے مجھے اپنی جو سرگذشت سنائی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ مسز بنس گاہ بگاہ اس کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آتی رہی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ بعض اوقات اس کے منہ سے نرمی کے جو کلمات نکلتے تھے۔ یا محبت سے وہ ملائمت کا جو سلوک کرتی تھی۔ اس کا مجھ پر بہت اثر ہوتا تھا۔"

نیک دل ڈاکٹر کہنے لگا۔ "میرے دوست یہ تقاضائے قدرت تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں جس کا ذکر جیکب نے آپ سے کیا۔ مسز بنس ایک بہت بری عورت تھی۔ تاہم اس وقت بھی اس کے اندر بعض قدرتی میلان ایسے تھے۔ جنہیں وہ دبا نہ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ جیکب چونکہ اس کا بیٹا ہے۔ اس لئے اس کے اندر بھی مسز بنس کی طرف کشش موجود تھی۔ اگرچہ اس اثر کو وہ بوجہ لاعلمی سمجھنے سے قاصر تھا۔ غور کیجئے اس بدذات جیمبن بونز نے کتنی عظیم خرابیاں برپا کی ہیں۔"

"افسوس! افسوس!" حبشی تلخی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "بارہا اس کی حالت دیکھتے ہوئے میرے دل میں اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ شاید اس کی اصلاح غیر ممکن ثابت ہو۔ لیکن جلدی ہی اس نے اپنے لہجہ کو فیصلہ کن بنا کر کہا۔ "نہیں ہمیں بہرحال اپنی جدوجہد سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔"

لیسانز بولا۔ "اب میں اس شخص کے متعلق آپ کی کیفیت سننے کا منتظر ہوں۔"

حبشی نے کہا "میں نے اسے اب تک تاریکی میں رکھا ہوا ہے یعنی اس کی طبیعت کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا۔ اس واقعہ کو عجب میں اول مرتبہ اس کی کوٹھری میں گیا

ایک مہینہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے بعد چار ہفتوں کے عرصہ میں میں کئی بار اس سے اس طریق پر ملا ہوں۔ یہ ملاقاتیں بالکل تاریکی کی حالت میں ہوتی رہی ہیں۔ اور ہر مرتبہ مجھے بڑی دقت اور تکلیف کے ساتھ اپنے لہجہ کو بدلنا پڑا ہے۔ جب میں اوّل مرتبہ اس کی کوٹھری میں گیا۔ تو اس نے خوف اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ آپ کی آواز ٹامس رین فورڈ کی آواز سے ملتی ہے۔ لیکن پھر معلوم ہوا۔ اس کے دل میں یہ خیال جاگزین ہے۔ کہ میں ارل آف ایلنگھم ہوں۔ ارل کے خلاف اُسے بے حد غصہ ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا۔ کہ گاہ بگاہ اس کے نرمی کا لہجہ اختیار کرنے کی وجہ محض یہ ہوتی تھی۔ کہ میں اس کے اصلی خیالات کے متعلق دھوکا کھا جاؤں۔ اور اُسے اگر بالکل رہا نہ کروں۔ تو کم از کم اُسے کچھ رعایت ضرور دوں۔ اس پہلی ملاقات کے دوسرے دن رات کو میں پھر اس سے ملا تھا۔ اس وقت وہ نسبتاً کم وحشیانہ لہجہ میں بلکہ زیادہ حلیمی سے پیش آیا۔ لیکن میں نے پھر بھی اس پر اعتماد نہیں کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ بے اعتمادی صحیح وجوہ پر مبنی ہے۔ اس کے بعد ہماری جو ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کی میں کوئی خاص کیفیت آپ کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ کبھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس پر میری گفتگو کا بہت اثر ہوا ہے۔ اور وہ اپنے زمانہ ماضی کے متعلق تاسف اور پشیمانی بھی ظاہر کرنے لگتا تھا۔ لیکن ذرا دیر بعد پھر اس کی طرف سے اسی تندی اور وحشت کا اظہار ہوتا تھا۔ جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔ کبھی وہ خوشامدانہ لہجہ اختیار کر لیتا اور منتیں کرتا تھا۔ کہ میں اس کے لئے لیمپ مہیا کروں۔ لیکن میری طرف سے آج تک انکار ہی ہوتا رہا ہے۔ بہر حال میں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میری پہلی ملاقات کے بعد جتنی بار میں اس سے ملا۔ ان موقعوں پر اس نے نہ تو کبھی اس بات کا دوبارہ ذکر کیا۔ کہ آپ کی آواز فلاں شخص کی آواز سے ملتی ہے اور نہ اس نے کبھی مجھے لارڈ ایلنگھم کے نام سے مخاطب کیا۔ بارہا جب وہ بڑے جوش اور غصہ کی حالت میں ہوتا تھا۔ تو جھلا کر پوچھتا تھا۔ تم کون ہو۔ لیکن جواب کا انتظار کئے بغیر وہ فوراً ہی کبھی تو بالکل خاموش ہو جاتا۔ اور کبھی ظاہرداری کے لئے منت آمیز لہجہ اختیار کر لیتا تھا۔ جب سے وہ میری حراست میں آیا ہے۔ میں نے معلوم

گیاہے کہ اس کی فطرت میں بعض ایسی باتیں داخل ہیں۔ جو میرے لئے ناقابل فہم ہیں۔ بہرحال اتنا یقینی طور پر معلوم ہوچکا ہے۔ کہ تاریکی کا اس پر ویسا تیز اور اتنا مفید اثر نہیں ہوا۔ جیسا باقی پانچ زیر حراست شخصوں پر ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اُسے اس سے زیادہ سخت سزا دی جائے یا کوئی ایسی ترکیب عمل میں لائی جائے۔ جس سے اس کا دل متاثر ہو۔ اتنا میں جانتا ہوں۔ کہ اس کی ضد ایک حد تک دور ہوچکی ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کا کام وقت طلب اور طویل نگرانی کا محتاج ہے۔"

"بہرحال مجموعی طور پر آپ کو یہ امید ہے کہ اس کی اصلاح کی جاسکے گی؟"

حبشی نے جواب دیا۔ "ہاں میرا عقیدہ یہی ہے۔ پہلی ملاقات سے لے کر آخری ملاقات تک جب میں اس کے طرزعمل اور انداز گفتگو پر اچھی طرح غور کرتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ معیف۔ تبدیلی ضرور پیدا ہوچکی ہے۔ فی الحقیقت میرا پختہ خیال یہ ہے۔ کہ اگر میں اس کے ساتھ مفصل گفتگو کرسکوں۔ میں اُسے یہ جتلا دوں کہ تمہاری گذشتہ زندگی کس قدر حماقت اور شرارت میں بسر ہوئی۔ اور بلا تکلف اس کے ساتھ استدلال کرسکوں تو ضرور اس کے دل پر اثر ڈال سکتا ہوں۔ مگر دقتیں دو ہیں۔ ایک تو مجھے ہر وقت اس کے ساتھ مصنوعی لہجہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے میں اس کے کمرہ میں روشنی نہیں لے جاسکتا۔ ورنہ روشنی کی مدد سے میں معلوم کرسکتا۔ کہ اس کی طبیعت پر میرے لفظوں کا کیا اثر ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ مجھے جو بھیس اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور احتیاطیں جنہیں میں عمل پر لانے پر مجبور ہوں۔ اس شخص کے معاملہ میں میری کامیابی کی راہ میں بڑی حد تک حائل ہیں۔"

ڈاکٹر کہنے لگا۔ "میں خود آپ کی طرف سے اس سے ملتا۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسا کرنا عاقبت اندیشی سے بعید ہوگا۔ اس قابل یادگار رات کو جب لارڈ ایلنگھم نے اُسے ٹڈ مارش اور مسز ہبس کو پاس والے کمرہ میں مجبور کرکے ان کی خوفناک سازشوں کے راز معلوم کئے تھے۔ تو میں بھی وہیں موجود تھا۔ ان حالات میں یہ ظاہر ہے کہ اولڈ ڈیتھ کے دل میں میرے خلاف سخت کینہ ہوگا۔"

"درست" حبشی نے کہا۔ اس کے بعد وہ چند منٹ تک گہری سوچ میں رہنے کے بعد

بولا۔ ڈاکٹر صاحب میرے دل میں ایک تجویز پیدا ہوئی ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ فطرت انسانی کی اصلاح کا اور کوئی کارگر طریقہ نہیں۔ لیکن میں اسے عمل میں لاتے جھجکتا ہوں۔"

لیسلڈ کہنے لگا "میرے دوست آپ وہ تجویز بیان کیجئے۔ میں اس کے متعلق اپنا مشورہ بڑی نیک نیتی سے پیش کرونگا۔"

جبشی کہنے لگا "میرا عقیدہ یہ ہے کہ عورت کی نرم گفتگو اور اس کا ترغیبی اثر پتھر دل کو بھی موم کرسکتا ہے۔ اسلئے میری یہ خواہش ہے کہ اس نیک کام میں اسٹھرڈی مڈیناسے مدد حاصل کروں۔ مگر سوال یہ ہے کیا وہ اس عظیم گنہگار شخص سے ملنا منظور کرے گی؟ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کی کوٹھری کے دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ میں سے اسے مخاطب کرکے گفتگو کرے۔ تو اس کی فصاحت اس کی سریلی آواز اور اثر آمیز گفتگو ضرور اس شیطان کی طبیعت میں بھی اصلاح پیدا کرسکے گی۔ کیونکہ ممکن ہے اس کے الفاظ اس بدمعاش کے دل کے کسی ایسے حصہ پر اثر انداز ہوسکیں۔ جہانتک میرے الفاظ کی رسائی غیر ممکن ہے۔"

ڈاکٹر نے اس تجویز کو غور سے سنا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے فکرمند رہا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حبشی نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ عورت اگر اپنے اثر کو صحت و درستی کے ساتھ استعمال کرے۔ تو کوئی زبردست سے زبردست طاقت بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ خدا نے عورت کو مرد کی وحشت اور تندی پر ترجیح کرنے اور اسے حلیم و مطیع بنانے کے لئے ہی پیدا کیا۔ اس لئے اگر عورت اپنے اندر حلیم بنانے کی زبردست طاقت رکھتی ہے۔ تو وہ کسی ایسے مرد کو بھی جو بالکل ہی وحشی اور گنہگار ہو۔ بآسانی رام کرسکتی ہے۔ مجھ میں ہونز ایک نہایت کمینہ تونڈ اور وحشی صفت مرد ہے۔ اور اسٹھرڈی مڈینا نہایت حلیم [illegible] کرنے والی عورت ایک کی روح ہر قسم کے جذبے سے آزاد [illegible] کی فطرت فرشتوں کی طرح پاک اور بے داغ ہے۔ پھر کیا یہ [illegible] کہ آخر الذکر اول الذکر کی طبعی خرابیوں پر غالب آسکے؟"

ڈاکٹر لیسلڈ کا بست دیر سے چپ اور غور کرنے کے بعد کہنے لگا "میرے عزیز دوست

میں اس تجویز کو پسند کرتا ہوں اور میری رائے میں اس پر عمل کرنے میں کوئی اعتراض وار د نہیں کیا جا سکتا۔ کیا آپ کی رائے میں مس ڈی مڈینا اس کام کے لئے آمادہ ہونگی؟"

جشی نے کہا "میری رائے میں اسے کچھ انکار نہ ہوگا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سوال کس قدر دقت طلب ہے۔ میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ بنجمن بونز یہاں سے جا کر دنیا میں از سرِ نو گناہ کا دور شروع کرے۔ اس کے علاوہ موجودہ حالت میں اُسے رہا کر دینے سے وہ مدعا ہی فوت ہو جائے گا جو اس جماعت کو منتشر کرنے میں میرے پیش نظر تھا۔ پس سردست اُسے رہا کرنا غیر ممکن ہے۔ اور دوسری طرف میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے غیر معین عرصہ تک اس طرح تاریکی میں بند رکھوں۔ پھر اگر میں اسے اس تہ خانہ سے نکال کر اس مکان میں یا ٹرنمل سٹریٹ والے مکان کے کسی حصہ میں رکھوں۔ تو اس جگہ کا غیر محفوظ ثابت ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ ایسے مسلمہ بدمعاش کو پتھر کی بنی ہوئی بھاری دیوار اور آہنی زنجیروں کی مدد سے ہی قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ میں اُسے کہاں رکھوں اور کس جگہ بھیجوں؟ مجھے امید ہے کہ ایستھر ضرور اس مشکل کو حل کرنے میں مدد دے گی۔ خدا کرے کہ اس کی کوشش اولڈ وسیتھ کے دل پر کوئی مفید اثر پیدا کرنے میں کامیاب ہو۔"

یکایک ڈاکٹر کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور وہ کہنے لگا۔ "آپ کو یاد ہے۔ اس بدمعاش کی سازشوں کا مدعا یہ بھی تھا کہ لارڈ ایلنگھم سے بدلہ لینے کے لئے ایستھر ڈی مڈینا کو اذیت دی جائے۔"

جشی نے کہا "یہ درست ہے۔ مگر جس وقت یہ شخص اس کی سریلی آواز سے گا [illegible]ن سے معلوم ہوگا کہ میرے خوفناک منصوبوں کا اُسے بھی علم ہے اور وہ ا[illegible]شوں کے لئے تہ دل سے معاف کرنے پر آمادگی ظاہر کرے گی۔ غرض یہ کہ جب یہ شخص معلوم کرے گا کہ اس عورت کے مزاج میں کس قدر نیکی اور درگذر موجود ہے۔" جشی نے نسبتاً پرجوش لہجہ میں کہا۔ "تو ضرور اس پر اثر ہوگا۔ وہ سوچے گا۔ کہ میرا قلب کتنا سیاہ ہے۔ اور اس نیاص دل فرشتہ کی سیرت

کے مقابلہ میں اپنی فطری برائیوں کو دیکھ کر وہ ضرور متاثر ہوگا۔"
"درست ہے بالکل درست ہے۔" ڈاکٹر نے تسلیم کیا "پس مناسب یہی ہے کہ اس تجویز کو عمل میں لایا جائے۔ اس شخص کے قلب سیاہ پر اثر پیدا کرنے کا بس اب یہی ایک ذریعہ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ اگر وہ اسٹھر جیسی نیک عورت کی تلقین سے بھی متاثر نہ ہوا تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی فطرت ناقابل اصلاح ہے۔"
عین اس وقت کلارکن ویل کے گرجا نے رات کے گیارہ بجائے۔ یہ آواز ابھی ہوا میں مرتعش تھی کہ مکان کے دروازہ پر ایک سفری گاڑی کے ٹھکنے کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر حبشی کہنے لگا "مسز بنس کی روانگی کا وقت آگیا۔ اس کے متعلق ہر قسم کی تیاری پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ اور میں نے ہارڈنگ اور اس کی بیوی کو ضروری ہدایات اور اخراجات دے دیئے ہیں۔ جس قدر جلد یہ عورت بری ترغیبات پیدا کرنے والے شہر سے رخصت ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔"
اتنے میں کئی شخصوں کے سیڑھیوں سے اترنے کی آواز سنائی دی اور اس کے لمحہ بھر بعد گاڑی کے روانہ ہونے کی گڑگڑاہٹ کانوں میں پہنچی۔
جب گاڑی رخصت ہو گئی۔ تو حبشی کہنے لگا "میرے تمام قیدیوں میں سے اب صرف اولڈ ڈیتھ کا معاملہ ہی غور طلب رہ گیا ہے۔"
"لیکن میں امید کرتا ہوں۔ اب اس کا مسئلہ بھی حل ہو جائیگا۔ اور اسے بھی چند ہفتوں سے زیادہ زیر حراست رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔" ڈاکٹر ٹیسلنے کہا۔
اور یہ کہہ کر وہ رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔

باب ۱۱۳ اسٹھر ڈی مارینا اور اولڈ ڈیتھ

اس گفتگو کے بعد تیسرے دن شام کے پانچ یا چھ بجے کا عمل تھا کہ اسٹھر ڈی مڈینا حبشی کے ساتھ اس زمین دوز مسقف راستہ میں پہنچی جس کی ایک بغلی کوٹھری میں اولڈ ڈیتھ زیر حراست تھا۔ حبشی کے ہاتھ میں شمع تھی۔ اور اسٹھر اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

یکایک حبشی نے آواز دبا کر پوچھا "کیا تم چاہتی ہو۔ میں تمہارے ساتھ رہوں؟"
وہ کہنے لگی "نہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں۔ یہ مقام بہت تاریک اور خوفناک ہے۔ لیکن مجھے تنہائی کا چنداں خوف نہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ اس بدنصیب شخص سے دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ سے ہی گفتگو کرنا ہے۔ اس لئے کسی ضرر کا احتمال نہیں ہے"

اتنا کہکر اس نے شمع حبشی کے ہاتھ سے لے لی۔ اور اگرچہ اس کے چہرہ پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ مگر اس کے انداز میں استقلال اور مضبوطی نمودار تھی۔

"استھر خدا تمہیں برکت دے" حبشی نے پرزور لہجہ میں کہا "تمہاری صفات حسنہ کا میں مدت سے قائل ہوں۔ لیکن آج اس معاملہ میں تمہارے امداد دینے پر آمادہ ہو جانے سے تمہاری منزلت میرے دل میں کئی گنا بڑھ گئی ہے"

حسین یہودن کہنے لگی "یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں اسے ایک فرض ... اگرچہ نہایت تکلیف دہ فرض سمجھتی ہوں۔ خیر آپ جائیے میں تنہا قیدی کی کوٹھری کی طرف جاتی ہوں۔"

حبشی بولا "اس کی کوٹھری اس راستہ کے اخیر میں ❀ بائیں طرف کو واقع ہے" اتنا کہکر حبشی پتھر کے بنے ہوئے زینہ کے راستہ ریڈ لائین سٹریٹ والے مکان کی طرف واپس چلا گیا۔ اور استھر شمع ہاتھ میں لئے جس کی دھندلی روشنی اس تہ خانہ کی تاریکی کو بہت ہی کم دور کر سکتی تھی۔ آگے کو بڑھی۔

ایک لمحہ کے عرصہ میں وہ اولڈ ڈیتھ کی کوٹھری کے دروازہ کے قریب پہنچ گئی۔ اور وہاں ذرا دیر کے لئے متامل کھڑی رہی۔ اس شخص کے متعلق اس کے دل میں اس قدر نفرت اور وحشت تھا۔ کہ اس نے فوراً ہی اس سے مخاطب ہونا پسند نہ کیا اس سے پہلے حبشی نے استھر ڈی مڈینا کو اولڈ ڈیتھ کے ان تمام خوفناک منصوبوں سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا۔ جو اس خوفناک شخص نے خود اس کے اور لیڈی ہیٹ فیلڈ کے خلاف سوچے تھے۔ اور جن کا علم حبشی کو جان جیسٹر کی وساطت سے ہوا تھا۔ ایسے حالات میں یہ قدرتی امر تھا۔ کہ استھر ڈی مڈینا کو ایک ایسے خوفناک شخص کے ساتھ گفتگو کرنے میں پس و پیش ہو۔ لیکن یہ تامل بالکل عارضی

تھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہی استھر ڈی مڈینا نے اس آزمایش کے لیۓ اپنے دل کو مضبوط کر لیا۔

اس کوٹھری کے قریب پہنچ کر جو حبشی نے اُسے بتادی تھی۔ استھر نے بھاری دروازہ کے اندر بنے ہوۓ چھوٹے سے رخنہ کو کھولا۔ اور اپنی ملائم سریلی آواز میں کہنے لگی۔ "قیدی کیا تم چند منٹ کے لیۓ میری طرف متوجہ ہو سکتے ہو؟"

"تم کون ہو؟" اولڈ ڈیتھ نے اس طرح چونک کر کہا۔ گویا وہ اس سے پیشتر نیم بیخبری کی سی حالت میں پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ اور اس چارپائی کی جنبش کی آواز سنائی دی۔ جس پر وہ بیٹھا تھا۔

"میرا نام استھر ڈی مڈینا ہے۔" اس حسینہ نے جواب دیا۔ اس کے بعد اس نے شمع کو رخنہ کے قریب اس انداز سے رکھا۔ کہ اس کی روشنی میں اولڈ ڈیتھ اس کے خط وخال کو پورے طور پر دیکھ سکے۔ پھر فوراً ہی اس نے شمع کو وہاں سے اٹھا کر باہر مسقف راستہ کے فرش پر رکھ دیا۔ جس سے کوٹھری میں دوبارہ تاریکی ہو گئی۔

"بے شک تم استھر ڈی مڈینا ہو۔" نیجمن بونز نے ایسی آواز سے کہا جس میں حتے الامکان نرمی اور مصالحت کا انداز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ "نیک خاتون خدا کے لیۓ اس خوفناک کوٹھری کا دروازہ کھول دو۔ تاکہ میں یہاں سے رخصت ہو جاؤں۔ میں جانتا ہوں آپ بڑی نیک نہاد اور رحم دل ہیں۔۔۔"

استھر قطع کلام کر کے کہنے لگی "میں تمہاری تعریف کی محتاج نہیں۔ مگر اتنا کر سکتی ہوں کہ تم نے قریباً دو ماہ پیشتر میرے خلاف جو خوفناک سازش سوچی تھی۔ اس سے درگذر کر دوں۔" یہ الفاظ کہتے ہوۓ اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ پھر وہ سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی۔ "ہاں مجھے سارے حالات کا علم ہو چکا ہے۔ تم چاہتے تھے کہ مجھے قابو میں لا کر میری بصارت ضایع کر دو۔ حالانکہ میں نے تمہیں کبھی کوئی ضرر نہیں پہنچایا تھا۔"

"لیکن آپ کہتی ہیں کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔" اولڈ ڈیتھ بے صبری سے کہنے لگا۔ "اس لیۓ اگر آپ کی معافی سچی ہے۔ تو اے نیک دل حسینہ جلدی سے دروازہ کھول دیجیۓ۔ میں آپ کو اس کا مناسب اور معقول معاوضہ دونگا۔" پھر وہ رخنہ کے قریب آ کر

اور آواز دبا کر آہستگی سے کہنے لگا۔ "جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے ناراض نہ ہونا میں جانتا ہوں آپ کو عمدہ زیورات کا بہت شوق ہے۔ اور ایک ایسی حسین عورت کے لئے جیسی آپ ہیں۔ اس قسم کا شوق قدرتی سمجھا جا سکتا ہے۔۔۔"

"خاموش!" استھر نے جلدی سے قطع کلام کرکے کہا "میں سمجھتی ہوں۔ تمہارا اشارہ کس معاملہ کی طرف ہے۔" پھر وہ فخریہ انداز سے کہنے لگی "میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ اس بارہ میں تمہارا مغالطہ رفع کر دیا جائے۔ کیونکہ اب اس راز کو چھپانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے جو کچھ میں کہتی ہوں اُسے غور سے سنو۔ تمہارے دل میں میرے متعلق بعض سراسر غلط خیالات جاگزین ہیں۔ اور میں نہیں چاہتی کہ تمہارے جیسا شخص بھی انہیں اپنے دل میں رکھے۔ بس یہ جان لو۔ کہ میری ایک اور بہن شکل وصورت میں مجھ سے اس قدر مشابہ موجود ہے۔۔۔"

"شیطان کی قسم! ضرور ایسا ہوگا۔" اولڈ ڈیتھ نے یکایک کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جب اس نے ان تمام حالات پر غور کیا۔ جن کی وجہ سے اس نے یہ فرض کیا تھا کہ استھر نے ہی مسٹر گارڈن کے ہیرے چرائے ہیں۔ اور یہی ٹامرین کی داشتہ ہے۔ تو اسے فوراً اپنی غلط فہمی کا احساس ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا "ہاں اب میں اس سارے معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گیا۔" اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس وجہ سے نہایت پریشان اور نادم ہے۔ کہ میں نے ان باتوں کو پہلے ہی اُن کی اصلی صورت میں کیوں نہ سمجھ لیا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر استھر کہنے لگی "اس معاملہ کے متعلق مجھے اس بہن کا ذکر جو مجھے بے حد عزیز ہے۔ بڑے ہی رنج والم کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ تشریح نہ صرف میری اپنی خاطر ضروری تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ تمہیں بتا دیا جائے کہ مجھے انعام یا رشوت کے لالچ سے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کہ میں تمہاری کوٹھری کا دروازہ کھول دوں۔ کس قدر بے سود اور فضول ہے۔ میری آمد کا مدعا یہ ہے کہ میں تمہیں اس سوال پر غور کرنے کے لئے آمادہ کروں کہ تم نے اپنی ساری زندگی میں کتنے خوفناک فعل کئے۔ اور تم کیسے کیسے گناہوں کے مرتکب ہوتے رہے ہو۔۔۔"

"تو کیا تم مجھے رہا کرنا نہیں چاہتی ہو؟" اولڈ ڈیتھ نے غصہ اور فطری تندی کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی نہیں ابھی نہیں۔" استھر نے کہا۔ "مگر اس کے باوجود تم میری گفتگو کو غور سے سنو۔"

"خیر کہتی جاؤ۔" اولڈ ڈیتھ نے غرا کر کہا۔ اور اس کے بعد وہ پھر دروازہ سے ہٹ کر اپنی چارپائی کی طرف چلا گیا۔

استھر بدستور ملامت آمیز مصالحانہ لہجہ میں کہنے لگی۔ "اگر تمہارے دل میں بعید ترین خیال بھی اس بات کا موجود ہو۔ کہ تمہیں دوبارہ جرم اور شرارت کا دور زندگی شروع کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ تو یہ تمہاری سخت غلطی ہے۔ اگر تمہیں اس وقت رہا بھی کر دیا جائے۔ تو بہرحال اس قسم کے انتظامات ضرور عمل میں لائے جائینگے۔ کہ آئندہ کے لیے تمہیں ہر قسم کی سفاکیوں کو عمل میں لانے سے بے بس کر دیا جائے۔ پس تم اپنے دل میں سوچو۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ تم اپنی زندگی کے بقیہ ایام کو جو یقیناً اب بہت ہی کم ہونگے۔ قادر مطلق سے معافی کا خواستگار ہونے میں صرف کرو۔ تمہیں بھی اس کی معافی سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ جس صورت میں میں ایک کمزور فانی عورت تمہاری خطاؤں سے درگذر کر سکتی ہوں۔ تو کیا وہ قادر کریم جو سارے عالم کا خلاق ہے۔ اپنی مخلوق کے ساتھ رحم کا سلوک نہ کرے گا؟ اس لیئے اب بھی اپنی زندگی کو سدھارنے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کسی دن ان شرارتوں اور سازشوں میں ہی تمہارا دم نکل جائے۔ اگر اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی تم اپنے بُرے افعال سے توبہ کرلو۔ اور سچے دل سے اظہار تاسف کرو۔ تو خدا کی شفاعت ضرور حاصل ہوگی۔ اس کی صفات رحم لامحدود ہیں۔ اور اس کے حضور میں کبھی کسی گنہگار کی توبہ و استغفار بے اثر ثابت نہیں ہوا۔"

اولڈ ڈیتھ بڑے حلیمانہ انداز سے جو اس کی سابقہ گفتگو کی تندی اور بے صبری کے مقابلہ میں حیرت انگیز تھا کہنے لگا۔ "نیک خاتون مجھ سے اسی انداز سے گفتگو کیجیئے۔"

استھر یہ محسوس کرکے کہ میری باتوں کا اس شقی القلب شخص پر بھی خوشگوار اثر ہو رہا ہے۔ بڑے جوش کے لہجہ میں کہنے لگی "میں صدق دل سے چاہتی ہوں۔ کہ تم اپنی خطاؤں اور جرموں کو محسوس کرکے آیندہ کے لئے ان سے باز رہنے کا اقرار کرو۔ دیکھو۔ تمہاری زندگی کا بڑا حصّہ ہر قسم کی برائیوں میں صرف ہو چکا ہے۔ اب تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ اور معلوم نہیں کب دست اجل تمہیں اس دنیا سے عالم فنا میں لے جائے۔ اس وقت دم آخر میں جب تم اس بات کو سوچوگے کہ مجھے عنقریب خدائے دو جہان کے حضور میں پیش ہونا ہے جس کے زبردست قوانین اور اصول کی تم نے خلاف ورزی کی تو کیا تمہارے دل میں خوف اور بدن پر لرزہ پیدا نہ ہوگا؟ اس کے علاوہ تم خود محسوس کر سکتے ہو۔ کہ ساری عمر جرم اور گناہ میں بسر کرکے بھی تم نے کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ تمہاری تمام سازشوں کا انجام یہی ہوا۔ کہ برسوں کی کمائی ایک لمحہ میں ہاتھ سے جاتی رہی۔۔۔"

"افسوس!" اولڈ ڈیتھ نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔ جس کے متعلق یہودن نے سوچا کہ وہ اس کے دلی تاسف کو ظاہر کرنیوالی ہے۔

موثر طریق پر سلسلہ کلام جاری رکھ کر وہ کہنے لگی "تمہاری سالہا سال کی جمع کی ہوئی دولت جو ہر قسم کے گناہوں اور سازشوں کا ثمرہ تھی۔ آناً فاناً تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور اس قادر مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے تمہیں اسی تہ خانہ میں زیر حراست رکھایا۔ جہاں تم مدتوں حکومت کرتے رہے تھے۔ کیا ان باتوں سے یہ صریح ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ خدا بھی تمہیں جتلاتا ہے۔ کہ تمہارے گناہ کا دور زندگی کامیابی سے جاری نہیں رہ سکتا۔ کیا تمہارے اپنے ضمیر کی ملامت تمہیں توبہ اور پشیمانی پر آمادہ نہیں کرتی۔ اگر کرتی ہے تو دیکھو۔ اس ملامت کی طرف سے غافل نہ ہونا کیونکہ یہ تمہیں صحیح راہ پر ڈالنے والی چیز ہے۔"

"فیاض خاتون آپ کے ان الفاظ نے مجھ پر بہت ہی اچھا اثر کیا ہے" اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "میں خوش ہوں کہ آپ نے آکر مجھے صحیح رستہ دکھایا۔"

وہ پوچھنے لگی "کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس پر غور کروگے؟"

"ہاں۔ مگر آپ مجھے اس طرح چھوڑ کر نہ جائیے۔ مجھ سے وعدہ کیجئے کہ آپ پھر آئینگے"
اولڈ ڈیتھ نے التجا کے لہجہ میں کہا۔ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے اس سوال کے
جواب کا بتابی سے منتظر ہے۔

استھر کہنے لگی "ہاں میں کل پھر آؤں گی"

اولڈ ڈیتھ بڑے پرشوق لہجہ میں بولا "میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں"

لیکن استھر فوراً ہی وہاں سے رخصت نہ ہوئی۔ یہ سوچ کر کہ میری باتوں کا اس
عمر رسیدہ مجرم پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ اس تلقین کو پوری کوشش
سے جاری رکھا جائے۔ چنانچہ وہ نصف گھنٹہ اور اس سے اسی قسم کی باتیں
کرتی رہی۔ اس کی گفتگو نیک ہدایات سے پر اور سچی مذہبی معلومات پر مبنی
تھی۔ اس کے انداز میں کسی ریاکاری کو دخل نہ تھا۔ اور نہ اس کے لہجہ میں
مذہبی دیوانگی کی بو پائی جاتی تھی۔ ہر چند کہ ایک یہودی عورت کی حیثیت میں وہ
عہد عتیق کی قائل تھی۔ مگر اس نے اس میں سے کسی قسم کے حوالے پیش نہیں کئے
یہی کہتی رہی کہ خدا رحم مجسم ہے۔ وہ سارے گنہگاروں کو بخش دیتا ہے
جو لوگ اپنے گناہوں پر زندگی میں پشیمان نہیں ہوتے۔ انہیں بوقت نزع سخت
تکلیف ہوتی ہے۔ اور جرم اور گناہ کا دور کبھی سرسبز نہیں ہوگا۔ اولڈ ڈیتھ ان
باتوں کو چپ چاپ سنتا رہا۔ وہ بہت کم بولتا تھا۔ اور جب کچھ کہتا بھی۔ تو ایسے
انداز سے کہ حسین یہودن کو اس بات کا یقین ہو جاتا تھا۔ کہ میں نے جو کام اپنے
ہاتھ میں لیا ہے۔ وہ بے سود ثابت نہ ہوگا۔

آخر کار وہ اس بات کا وعدہ کر کے رخصت ہوئی۔ کہ میں کل پھر تم سے ملنے
آؤنگی۔ چنانچہ یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ اور نیک دل حسینہ ایک خوفناک مجرم اور گنہگار
کے دل میں اچھے خیالات پیدا کرنے کے قابل تعریف فرض کو بڑے استقلال کے
ساتھ ادا کرتی رہی۔ جب کبھی وہ پوچھتی کیا تم اپنی روحانی حالت پر غور کیا کرتے
ہو؟ تو اولڈ ڈیتھ اس کا جواب بڑے شوق سے اثبات میں دیتا۔ چنانچہ دوسری
ملاقات کے موقعہ پر اس نے نوجوان حسینہ کو نہ صرف بہت دیر تک باہر دروازہ

کے قریب کھڑے رہنے پر مجبور کیا۔ بلکہ صدق دل سے اس بات کا یقین دلاتا رہا کہ آپ نے میرے اندر روحانیت کا نور پیدا کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ بے سود ثابت نہیں ہوئی۔

تیسرے دن استھر پھر اس سے ملنے گئی۔ اور اس روز اولڈ ڈیچ نے اسکی باتوں کا اس انداز سے جواب دیا کہ اس نیک نہاد دوشیزہ کو یقین ہو گیا۔ کہ اس گنہگار کی حالت دن بدن اصلاح پذیر ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ جب تک وہ دروازہ کے باہر پرجوش لفظوں میں اُسے نیکی کی تلقین کرتی رہی۔ ایک مرتبہ بھی اس عمر رسیدہ بدمعاش نے اس تندی یا وحشیانہ بےصبری کا اظہار نہیں کیا۔ جو اس نے پہلی ملاقات کے موقعہ پر ظاہر کی تھی۔

اسی طرح دو ہفتے کا عرصہ گذر گیا۔ اس عرصہ میں استھر روزمرہ اولڈ ڈیچ سے ملنے جاتی لیکن اس کی کوٹھری میں داخل ہونے کی جرات نہ کرتی تھی۔ بلکہ دروازہ کے باہر ہی کھڑی اُسے ہدایات کیا کرتی۔ پندرہویں دن جب وہ قیدی کے کمرہ کے قریب پہنچی۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ بڑی بیتابی سے میری آمد کا منتظر ہے۔ چنانچہ جس وقت اس نے دروازہ کا رخنہ کھولا۔ اور اولڈ ڈیچ کو اس کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا "عزیز خاتون مجھے آپ کی آمد کی بےحد خوشی ہے۔ آپ مجھے روزمرہ جو ہدایات دے جاتی ہیں میں ان پر تنہائی میں بہت غور و فکر کرتا ہوں۔ آپ کی باتیں میری گنہگار روح کے لئے موجب تسکین ثابت ہوئی ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت سخت گناہ کئے۔ اور مجھے واجب طور پر ان کی سزا مل رہی ہے۔ لیکن ایک بات کا مجھے سخت رنج ہے۔ یعنی اگرچہ میں بالکل تائب ہو چکا ہوں۔ مگر آپ کو مجھ پر ذرا اعتماد نہیں۔ کیا آپ اب بھی یہ سمجھتی ہیں۔ کہ میں آپ کو کسی طرح کا ضرر پہنچا سکتا ہوں؟"

استھر بولی "مجھے امید کرنی چاہیئے۔ کہ اب تم کسی فرد بشر کو نقصان نہ پہنچاؤ گے اور اس بات کا بھی میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہیں میرے متعلق بے اعتمادی کی شکایت بھی زیادہ عرصہ باقی نہ رہے گی۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ تم آخرکار اس بات کو محسوس کرنے لگے ہو۔ کہ دوسروں کی نظر میں ناقابل اعتماد اور مشتبہ ہونا کس قدر رنجدہ ہے۔"

بنجمن بونز چارپائی سے اٹھ کر دروازہ کے قریب پہنچا۔ جس کے باہر حسین بہ

کھڑی تھی اور کہنے لگا "نیک خاتون آپ ایک فرشتہ رحمت ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوا اس دنیا میں اور کوئی میرے دل پر اتنا مفید اثر پیدا نہ کر سکتا۔ لیکن ایک بات کا مجھ سے وعدہ کیجئے۔"

"کیا؟" استھر نے پوچھا۔

اولڈ وٹیچ کہنے لگا "میری درخواست یہ ہے کہ آیندہ کسی مرد کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے نہ بھیجئے۔ آپ کا تعلق صنف نازک سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ملائم آواز میرے دل پر بے حد اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر آپ کی بجائے وہی مرد جو پہلے آیا کرتا تھا... مجھے معلوم نہیں وہ کون ہے... بدستور مجھ سے ملنے آیا کرتا تو لاکھ کوشش کرنے پر بھی اس کی باتیں میرے دل پر کوئی اثر پیدا نہ کر سکتیں۔ میری زندگی جن حالات میں گذری ہے ان کی وجہ سے میرے دل میں مردوں کی طرف سے ایک قسم کی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مرد اتنا صادق اور اس قدر ضمیر پرست نہیں ہو سکتا..."

استھر قطع کلام کر کے بولی "اطمینان رکھو۔ وہ صاحب جن کا تم ذکر کرتے ہو آئیندہ تمہاری مرضی کے بغیر تم سے ملنے نہ آئینگے۔ میں نے اس کام کو اب اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہے میں اسے کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کی کوشش کروں گی۔ آج میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتی ہوں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ اتنا عرصہ تاریکی میں رہنے کے بعد تم اس اطلاع سے بہت خوش ہو گے کہ آئندہ کے لئے تمہیں ایک لیمپ مہیا کر دیا جائے گا۔"

"عالی قدر خاتون" بنجمن بونز نے خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے پرشوق لہجہ میں کہا "میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں دروازہ کھولئے اور مجھے لیمپ دے دیجئے۔ اس کی مجھے بہت ضرورت تھی۔"

وہ کہنے لگی "میں یکایک تم پر اعتماد نہیں کر سکتی۔ دیکھ لو۔ مدت مدید تک جرم اور گناہ کرتے رہنے کا انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے جسے فوراً ہی رفع نہیں کیا جا سکتا۔"

اولڈ وٹیچ فکر مند لہجہ میں کہنے لگا "پھر اب آپ کا ارشاد کیا ہے؟ میں آپ کو کیونکر اس بات کا یقین دلاؤں کہ میں بالکل تائب ہو چکا۔ اور آپ کا تہ دل سے احسان مند

ہوں گا۔"

استھر نے کہا۔ "اس کا اندازہ میں خود تمہارے الفاظ اور حرکات سے کر لوں گی۔ تم دیکھتے ہو مجھے تمہاری اصلاح کی نسبت بہت کچھ امید پیدا ہو گئی ہے۔ اور اسی لئے میں آج تمہیں لیمپ دینے لگی ہوں۔ اور اگر تمہیں اس بات کی خواہش ہو۔ تو میں مطالعہ کے لئے ایک کتاب بھی دے سکتی ہوں۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے استھر نے اس رخنہ کی راہ سے لیمپ اندر داخل کر کے اولڈ ڈیچ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک کتاب بھی اس کے حوالے کی۔

جس وقت اولڈ ڈیچ ہاتھ بڑھا کر لیمپ لینے لگا۔ اور لیمپ کی روشنی اس کے چہرہ پر پڑی تو استھر کو ایسا معلوم ہوا کہ مسرت اور اطمینان کی جھلک۔ جو اس بد ہیئت سے اس بدمعاش کے چہرہ پر نمودار تھی۔ وہ اپنے اندر کوئی تسلی بخش اثر رکھنے کی بجائے خوفناک انداز رکھتی تھی۔ مگر اس نے سوچا جس شخص کی صورت سالہا سال ایسے کام کرتے رہنے سے مکروہ ہو چکی ہو۔ اس کے اندر کتنی بھی اصلاح عمل میں لائی جائے بہرحال وہ اصلی صورت کو آن واحد میں بدل نہیں سکتی۔

لیمپ کو کمرہ کے اندر میز پر رکھ کر اولڈ ڈیچ نے کہا "نیک خاتون میں پھر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔" اس کے بعد وہ چند منٹ تک کتاب کے ورق الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ اور آخر کار تعجب کے انداز سے کہنے لگا "کیا بات ہے کہ آپ میرے لئے ایک ایسی انجیل لائی ہیں جس میں عہد عتیق و جدید دونوں شامل ہیں۔ حالانکہ آپ صرف اول الذکر کی معتقد ہیں؟"

استھر ڈی مڈینا ملائمت آمیز لہجہ میں بولی "کیا ہوا اگر مجھے صرف عہد نامہ عتیق کی تعلیم دی گئی ہے۔ اپنے دل میں میں عیسائیت کی اتنی ہی مداح ہوں جس قدر یہودیت کی۔ مگر اب مجھے رخصت ہونا چاہیئے کل میں پھر تم سے ملنے آؤں گی۔"

جب کہ استھر واپس ہوئی۔ تو دل میں سوچ رہی تھی کہیں زمانہ حال کے سب سے بڑے مجرم کی اصلاح میں پورے طور پر کامیاب ہو گئی ہوں۔ جب اس نے ان واقعات کی اطلاع [illegible] کر دی۔ تو وہ بھی بہت خوش ہوا۔ اور اس نے تہہ دل سے ان کوششوں کے لئے بہت شکریہ ادا کیا۔ جو اس نے اس کار نیک کے لئے سرانجام دی تھیں

حسینہ نے اس کے تعریفی کلمات کو مسکراتے ہوئے منقطع کرکے کہا۔ "کیا آپ آج رات میرے ساتھ کھانے کی میز کو نہ چلیں گے؟"

وہ کہنے لگا۔ "استھر مجھے بہت سے کام درپیش ہیں۔ اس لئے معذرت چاہتا ہوں۔"

لیکن پھر وہ خود مسکرا کر کہنے لگا۔ "تم نے مجھے اس جوان لیڈی کے متعلق کوئی بات نہیں سنائی۔۔۔ تم سمجھ سکتی ہو۔ میرا اشارہ کس کی طرف ہے۔۔۔ میرا ارادہ کل رات اس سے ملنے کا ہے۔"

"کل؟" استھر نے تعجب سے کہا۔ "کیا آپ بھول گئے۔۔۔؟"

حبشی قطع کلام کرکے کہنے لگا۔ "بے شک میں بھول گیا تھا۔ کل آرتھر نے واپس آنا ہے۔ اس لئے مجھے بیرون نہ جانا چاہیئے۔ اس کے پندرہ دن غیر معمولی جلدی سے گذر گئے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔" اس نے پھر مسکرا کر کہا۔ "اس عرصہ میں اس نے اپنے دیہاتی مکان واقع کینٹ کو اپنی دولہن کی سکونت کے لئے آسائش دہ بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی ہوگی۔ استھر اس میں شرمانے کی بات نہیں۔ وہ ایک نہایت شریف مرد ہے۔ اور تمہاری محبت کا پورے طور پر مستحق۔ ایک لحاظ سے اس کی پندرہ دن کی غیر حاضری میرے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ اگر وہ شہر میں رہتا۔ تو تمہیں یہ وقت جو اس بدنصیب مجرم کی اصلاح کے لئے تم نے صرف کیا۔ نہ مل سکتا۔"

استھر نے کہا۔ "لیکن اندیشہ ہے کہ آئندہ مجھے اس سے ملنے کا موقع نہ ملے گا۔ میں نے اس کا ذکر خود اس شخص سے نہیں کیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو وہ سمجھے میں اس کام سے جو میں نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ تھک گئی ہوں۔"

حبشی جلدی سے پرجوش لہجہ میں کہنے لگا۔ "استھر میں تمہاری خوبیوں سے اس قدر باخبر ہوں کہ تمہارے متعلق میرے دل میں کبھی کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ عنقریب تمہاری آرتھر سے شادی ہونے والی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر تمہارا ایک ایک [illegible] میں سمجھ سکتا ہوں کہ تمہاری مصروفیتیں آئندہ [illegible] آنے کی اجازت نہ دیں گی۔"

استھر شرما کر کہنے لگی۔ "یہ درست ہے اور اگرچہ مجھے اس شخص کی اصلاح کا بے حد

خیال ہے۔ اور اس بدنصیب قیدی کو بہتر انسان بنانے کی کوشش میں کامیابی حاصل ہونے پر ہماری بہت سی اہم اغراض و مقاصد کا دارومدار ہے۔ تاہم میں نہیں چاہتی۔ کہ روزانہ کئی گھنٹے گھر سے باہر رہنے کے متعلق ارل کے روبرو کسی طرح کی دروغ بیانی کروں۔ اس میں شک نہیں والد کو ان معاملات کا علم ہے۔ اور انہوں نے اس کارروائی کو جو آپ نے اختیار کی۔ اور جس میں میں نے امداد دینا منظور کیا۔ خود بھی پسند کیا تھا۔۔۔"

"لٹھیرو مجھے ایک اور خیال پیدا ہوا ہے۔" حبشی یکایک قطع کلام کر کے کہنے لگا "تم نے بتایا ہے کہ تجمین یونز درخواست کرتا ہے کہ تم روزمرہ اسی طرح اس سے ملتی رہو۔ اور اس بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ انجام کار ضرور تائب ہو جائے گا۔ اور ہماری کوششیں بارور ثابت ہوں گی۔ وہ تمہیں اپنا محافظ فرشتہ اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم نے اس سے ملنا بند کر دیا۔ اور اسے آئندہ اس طرح پر نیکی کی تلقین نہ ہوتی رہی تو شاید اس میں پھر مجرمانہ اثر نمودار ہو جائے۔ اور وہ سمجھے کہ تم نے اسے ناقابل اصلاح سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ میری رائے میں اس شخص کی اصلاح کا کام تم نے اس حد تک مکمل کر لیا ہے کہ اب تمہارے اس فرض کو کوئی اور اپنے ذمہ لے۔ تو اس میں ہرج نہ ہوگا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ تجمین یونز یہی سمجھتا رہے کہ استھر ڈی مڈینا ہی مجھ سے ملنے آتی ہے۔۔۔ کیا تم میرا مطلب سمجھتی ہو؟"

یہودن اس مشورہ سے جو ایک دقت طلب سوال کے حل کرنے کا ذریعہ تھا بہت خوش ہوئی۔ اور کہنے لگی "مگر کیا آپ اس انتظام سے ہر طرح مطمئن ہیں؟"

حبشی بولا "اس کے سوا چارہ کار نہیں۔ آرتھر روزانہ فینچلے میز میں جایا کرے گا۔ اور اگر تم اسے وہاں نہ ملیں۔ تو اسے ضرور تعجب ہوگا۔"

استھر التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ آرتھر کو فوراً ہی سارے معاملہ سے خبردار کر دیا جائے؟"

"نہیں میری رائے یہ نہیں" حبشی کہنے لگا "میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے اپنی تجویز کو کامیاب خاتمہ تک پہنچا لوں۔ اور اس وقت جب ہر قسم کا خطرہ دور ہو جائے۔ فخریہ انداز سے کہہ سکوں آرتھر تم بے شمار خطرات میں محصور تھے۔ جن کا تمہیں علم نہ تھا۔ کئی شیطان تمہارے خلاف نہایت خوفناک سازشیں کر رہے تھے۔ لیکن میں نے ان کی تمام سازشوں کو تہ و بالا کر دیا

اور خود ان بدمعاشوں کی بھی ایسی اصلاح کر دی ہے۔ کہ وہ آئندہ اس کام کی جرأت نہ کرینگے
۔ مختصر یہ میرا خیال ہے اور میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم مجھے اس تجویز سے باز رکھنے کی
کوشش نہ کرو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اپنی زندگی میں خود مجھ سے جو خطائیں سرزد ہوئیں
ان کی تلافی اسی ذریعہ سے ممکن ہے۔ جو شخص دنیا میں ایک نیک کام کرے وہ درحقیقت
بہت سی برائیوں کی تلافی کا موجب ثابت ہوتا ہے۔"

زمانہ گذشتہ کا ذکر آنے سے حسین دوشیزہ کی رنگت زرد ہوگئی۔ اور وہ کانپ کر
کہنے لگی "خدا کے لئے آپ ان پچھلی باتوں کا ذکر نہ کیجئے۔"

حبشی نے کہا "بیشک ہمیں زمانہ حال کی باتوں کا ہی ذکر کرنا چاہیئے۔ جتنا زیادہ میں
اپنی تجویز پر غور کرتا ہوں۔ اسی قدر اس کی مناسبت ثابت ہو رہی ہے۔" پھر وہ سلسلہ
کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "ہاں اب معاملے کی صورت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ
تم آیندہ آنے کی تکلیف نہ کرو۔ لیکن بنجمن بونز کو اسی خیال میں رہنے دو کہ تم ہی اس سے
ملتی ہو اور یہ کہ اس کے متعلق کسی قسم کا تغافل نہیں برتا گیا۔ اس سے زیادہ تشریح غیر ضروری
ہے۔ مفصل کیفیت تم خود سمجھ سکتی ہو۔"

بیوہ دن بولی "میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ اور آپ کے حسب منشا انتظام کر دیا جائیگا"
اتنا کہکر وہ اس مکان سے رخصت ہوئی۔

باب ۱۱۴ اولڈ ڈینیہ کا وار

اس سے دوسرے دن شام کے پانچ کا عمل تھا۔ اور اولڈ ڈینیہ اسی کوٹھری میں جس
کے اندر اب اسکفرڈی مڈینا کا دیا ہوا لیمپ جل رہا تھا۔ اپنی چارپائی پر اس طرح بیٹھا تھا۔
جیسے کوئی درندہ شکار کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہو۔

ایک تو وہ قدرتی طور پر دبلا پیدا ہوا تھا۔ اس پر طویل حراست کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اب وہ
بالکل ہڈیوں کا پنجر ہی نظر آتا تھا۔ کپڑے بدن پر استنے ڈھیلے تھے۔ گویا اس کے لئے بنائے
ہی نہیں گئے۔ اس نے اپنے پرانے خاکستری کوٹ کو اچھی طرح بدن کے گرد لپیٹا ہوا تھا کیونکہ
اگرچہ جون کا مہینہ تھا۔ مگر اس تہ خانہ میں غیر معمولی سردی محسوس ہوتی تھی۔ چہرہ زرد اور

خوفناک تھا۔ اور اُسے دیکھ کر کسی شخص کے دل میں جذبۂ رحم پیدا ہونا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ اس قسم کی شیطانی تندی جیسی اس چہرہ پر نمودار تھی بہت کم کسی شخص کی صورت میں دیکھی جاتی ہے۔ اس کا چہرہ ایسے خوفناک جذبات اور اس قدر وحشیانہ خواہشات کا آئینہ تھا۔ کہ اُن کے خیال کو بھی ذہن میں لاتے ہوئے دل کانپ اُٹھتا ہے۔

دبے لفظوں میں غراتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ رُکے ہوئے جذبات کی وجہ سے سخت بھپرا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا "ابھی آتی ہے ... ناہنجار ابھی آتی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں گھنے ابروؤں کے نیچے اس طرح چمکنے لگیں۔ جیسے رات کی تاریکی میں قبرستان کے اندر کسی چڑیل کی آنکھ میں نظر آتی ہیں۔ غالباً اب وہ مجھے اس قدر تابع سمجھتی ہے۔ کہ آئندہ مجھے خطرناک نہ جانے گی۔ اس صورت میں ... اس صورت میں ..."

وہ رک گیا اور وحشیانہ انداز سے دانت کٹکٹانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مٹھیاں اس زور سے کس لیں۔ کہ ناخن ہتھیلیوں میں گھس گئے۔

دوبارہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا۔ "ڈھائی مہینے گذر گئے کہ اس شیطان ملعون نے جو میرا جانی دشمن ہے۔ مجھے یہاں لا کر زیر حراست رکھا۔ ڈھائی مہینوں سے میں اس کا قیدی ہوں خدا کرے اس پر قہر آسمانی نازل ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے میری تباہی ... میری راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور مجھے تکلیف دینے کے لئے ہی پیدا کیا گیا تھا۔ آج سے چھ سات ماہ پیشتر جب اول مرتبہ میری اس سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت سے ہی میرے سارے انتظامات درہم برہم ہو رہے ہیں۔ لیکن کیا ہوا۔ ایسے انتقام کا دن قریب آرہا ہے۔ میں اس سے نہایت خوفناک بدلہ لونگا۔ خواہ اس میں میری جان ہی چلی جائے۔ بے وقوف سمجھتا ہے۔ میں اس کے راز سے بیخبر ہوں۔ لیکن میں سارے معاملہ کو خوب اچھی طرح جان چکا۔ اول مرتبہ ہی جب وہ اس کمرہ میں آیا تو اگرچہ لیمپ کی روشنی صرف ایک سکنڈ کے لئے اس کے چہرہ پر پڑی تھی۔ تاہم اس ایک ثانیہ میں ہی میں حقیقت حال سے خبردار ہو گیا۔ اب میں اس کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے ایک خوفناک قہقہہ لگایا۔ "ہاں مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی ... وہ زندہ کیسے رہا؟ اُسے کیا پایا کیونکر گیا؟ ...

تھوڑی دیر بحالت فکر چارپائی پر بیٹھا رہا۔ اور آخر بولا "اس کا مضایقہ نہیں کہ وہ کیونکر بچا۔ بہرحال اس کا یقین ہے کہ یہ وہی ہے اور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے ۔ ۔ ۔ ہاں میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اور میں کتنا بے وقوف تھا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے لارڈ اینگھم سمجھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ اگر اس لیمپ کی روشنی اس کے چہرہ پر نہ پڑتی تو شاید میں آج تک اسے لارڈ اینگھم ہی سمجھا کرتا۔ آہ اُسے معلوم نہیں۔ میں اس حقیقت سے خبردار رہ چکا ہوں۔ اسے علم نہیں کہ میں نے اس کے خط وخال کو سیاہی کی تہ میں بھی پہچان لیا ہے۔" پھر وہ دوبارہ قہقہہ لگا کر کہنے لگا "بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ میں تائب ہو چکا ہوں۔ انہوں نے جان لیا ہے کہ میری اصلاح کا کام حقیقی طور پر شروع ہو گیا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنی چال میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ میں نے نرمی کا جو رویہ اختیار کیا تھا۔ وہ بروقت ثابت ہوا۔ انہوں نے سمجھا تھا میں بہت ضدی ہوں اور میری اصلاح سہل امر نہیں۔ بہرحال میری تدریجی درستی کو اب وہ حقیقی سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اور بھی زیادہ آسانی سے میرے دام میں آجائیں گے ۔ ۔ ۔"

یکایک کوٹھری کے باہر کچھ آواز ہوئی جس سے یہ چونک گیا۔ اور فوراً اس نے اپنے چہرہ پر اس قسم کی افسردگی کا انداز زاہدانہ اثر پیدا کرلیا۔ جو اس قسم کے مکروہ صورت شخص کی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔

اتنے میں دروازہ میں بنا ہوا رخنہ کھلا۔ اور ایک شیریں آواز یہ کہتی سنائی دی "میں حسب وعدہ آگئی ہوں۔ دیکھو میں نے تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا۔"

اولڈ ڈیتھ نے بڑے نرم لہجہ میں کپکپاتی ہوئی آواز سے کہا "نیک دل خاتون مجھ جیسے گنہگار کے ساتھ آپ کا یہ حسن سلوک قابل تعریف ہے۔ الٰہی جب میں سوچتا ہوں کہ میں نے آپ کے خلاف کیسی کیسی سازشیں کیں۔ تو جی چاہتا ہے آپ سے کہہ دوں۔ آپ مجھ بدنصیب کے قریب نہ آئیں۔ کیونکہ آپ کے لئے میرا قرب ہی نفرت انگیز ہوگا۔"

حسینہ نے جس کا خوبصورت چہرہ اولڈ ڈیتھ کو دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ میں صاف نظر آرہا تھا۔ کہا "کیا میں تمہیں اس بات کا یقین نہیں دلا چکی کہ میں نے تمہاری سابقہ خطاؤں کو بالکل معاف کر دیا ہے؟"

بدنصیب قیدی اور بھی زیادہ ملائم آواز اختیار کر کے کہنے لگا "مس ٹری ملڈینا آپ درحقیقت

کہتی ہیں۔ آپ میرے نزدیک فرشتہ ہیں اور میں شیطان ہوں۔ ہاں میں یقیناً اپنے آپ کو ایک دیو سیرت شخص سمجھتا ہوں۔ کل رات میں اس انجیل کو جو آپ مجھے دے گئی تھیں پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دل میں اتنا سکون پیدا نہیں ہوتا۔ کہ میں اسے چند منٹ کے لئے بھی مسلسل پڑھ سکوں۔ میں چاہتا ہوں۔ کوئی مجھے ہر روز نصف گھنٹے کے لیے اس کا مضمون پڑھ کر سنایا کرے۔ لیکن اسے میں غیر ممکن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آپ ہی جن کا اتنا مفید اثر میرے دل پر ہوا ہے۔ مجھ پر بے اعتباری کر کے میرے کمرہ میں آنے سے ڈرتی ہیں۔ کل بھی آپ نے انکار کر دیا تھا۔ مگر میں پوچھتا ہوں کیا میں انسان نہیں؟ کیا میں وحشی درندہ ہوں؟ نیک نہاد حسینہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کو ضرر پہنچاؤں؟" اتنا کہکر اس عمر رسیدہ بدمعاش نے ایسا لہجہ اختیار کر لیا کہ کوئی جلانے زمنے لگا ہے۔

حسینہ نے پوچھا "میں تمہاری کوٹھری میں آ کر تمہیں انجیل کا کچھ حصہ سناؤں تو اس سے تمہیں سکون حاصل ہو سکیگا؟"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا۔ "فیاض حسینہ کس لئے آپ ایک عمر رسیدہ شخص کو جو پہلے ہی مصیبت زدہ ہے۔ ایسی طنز آمیز باتیں کہتی ہیں؟ کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں پہلے ہی بار گناہ سے دب کر مٹی میں نہیں مل چکا ہوں؟ اگر آپ کو میری کوٹھری میں آنے سے کسی طرح کا خوف ہے۔ تو کسی پادری کو ہی بھیج دیجئے۔ .. لیکن نہیں" اس نے پھر کچھ سوچکر کہا۔ "آپ کے سوا میں کسی اور کے ساتھ ملکر دعا نہیں کر سکتا۔ آپ ہی میرے لئے فرشتہ ثابت ہوئی ہیں۔ اور آپ ہی کا اثر میرے دل پر ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں آپ نے جو مفید کام شروع کیا ہے۔ اُسے کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کی کوشش کرینگی مجھے اگر سال بھر یہاں رہنا پڑے۔ تو بھی آپ کے سوا میں کسی سے تسکین حاصل کرنے پر آمادہ نہیں ہونگا۔"

حسین یہودن نے کہا۔ "اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ تم حقیقت میں اس قدر تائب ہو چکے ہو . . . "

"کیا آپ کو کسی قسم کا شبہ ہے؟" قیدی نے جلدی سے پوچھا "کیا آپ کو اپنی قوت ترغیب پر اتنا ہی کم اعتماد ہے؟ عزیز خاتون" بدمعاش بڈھے نے کوٹھری کے اندر قرینا

پر دو زانو ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر کہا۔ مجھ پر رحم کرو۔ خدا کے لئے رحم کرو۔ آپ کی یہ بدگمانی میرے سینہ میں خنجر کی طرح چبھتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں آپ کی احسانمندی کا کوئی عملی ثبوت دوں۔ اور یہ ثبوت اسی صورت میں دیا جا سکتا ہے کہ آپ کو میرے تائب ہونے کا پورے طور سے یقین ہو جائے۔ نوجوان حسینہ مجھ بدنصیب بڈھے پر رحم کرو۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جس مقام پر آپ قدم رکھیں گے۔ میں اُسے آنکھوں سے چوما کرونگا۔"

باہر سے اسی شیریں آواز حسینہ نے کپکپاتے ہوئے لہجہ میں جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ دلی جذبات سے بے حد متاثر ہو چکی ہے کہا "ایسے حالات میں تمہارے مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار نامناسب بلکہ داخل جرم ہوگا۔ ٹھہرو۔ میں اس کوٹھری کی کنجی لے آؤں۔ واپس آکر میں تمہیں انجیل سناتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر یہودی عورت کوٹھری سے رخصت ہوئی۔ اور پتھر کا بنا ہوا عمودی زینہ طے کر کے اس کمرہ میں داخل ہوئی جس میں حبشی رہا کرتا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ اس جگہ موجود نہیں۔ وہ رک گئی اور سوچنے لگی۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آیا۔ کہ حبشی مجھے اولڈ ڈیتھ کے متعلق ضروری ہدایات دے کر فوراً ہی کسی کام کے لئے تھوڑی دیر کے واسطے باہر چلا گیا تھا۔

اپنے دل سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی "میری رائے میں یہ کام اس کی مرضی کے بغیر کرنا نامناسب ہوگا۔ مگر دوسری طرف قیدی اس قدر تائب اور پشیمان نظر آتا ہے۔ کہ اس کے دل پر جو مفید اصلاحی اثر پڑ چکا ہے۔ اسے مضبوط نہ کرنا جرم اور گناہ میں داخل ہوگا۔"

پھر وہ ذرا سوچ کر دوبارہ کہنے لگی "نہیں بہتر یہی ہے کہ میں اس کام کو اپنی ذمہ داری پر کروں اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ پر ہدایات مقررہ کے باہر کوئی کارروائی کرنے سے ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ جو کچھ میں کرنے لگی ہوں۔ اس کا نتیجہ مفید ثابت ہونا یقینی نظر آتا ہے۔"

یہ سوچتے ہوئے اس نے ایک کپاٹ کا دروازہ کھول کر میخ سے لٹکی ہوئی بڑی سی کنجی اتاری اور اسے لے کر تہ خانہ کی طرف چلی۔

دوسری طرف اس دس منٹ کے وقفہ میں جب تک یہودن واپس نہ آئی اولڈ ڈیتھ

کے دل میں ہزاروں قسم کے پیچ وتاب پیدا ہوتے رہے۔ کبھی اُسے اپنے دل میں غیر معمولی شیطانی خوشی کا احساس ہوتا۔ اور وہ فرط مسرت سے دونو ہاتھ ملنے لگتا تھا لیکن ذرا دیر کے بعد خوفناک شبہات اسکے چہرہ کو بھیانک بنا دیتے۔ اور وہ سوچنے لگتا کہیں ایسا نہ ہو کسی وجہ سے یہودن واپس نہ آئے۔ یہ دس منٹ کا عرصہ اسے ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔ اور اس عرصہ میں اس کے اندر اتنا جوش اضطراب پیدا ہوا۔ کہ اس نے سوچا۔ اگر یہی حالت ایک گھنٹہ قائم رہی۔ تو میں دیوانہ ہو جاؤنگا۔ اس کی شیطانی فطرت کے بدترین جذبات امواج بحر کی طرح متلاطم تھے۔ اور اس مختصر عرصہ میں اس کے سینہ میں اس قسم کے احساسات پیدا ہوئے۔ جو بلحاظ شدت کینہ و انتقام اس سے پہلے شاید کبھی کسی انسان کے دل میں پیدا نہ ہوئے ہونگے۔

آخر دس منٹ کے بعد کوٹھری کے باہر ریشمی پوشاک کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے قدم اٹھانے کی آواز اس کے کانوں تک آئی۔ ذرا دیر کے بعد یہودن اسی رخنہ کے قریب نمودار ہوئی۔ اُسے دیکھ کر اولڈ ڈیتھ نے اپنے خوفناک جذبات پر فوراً قابو پالیا۔ اور شکرگذاری اور احسان مندی کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا "نیک دل حسینہ خدا آپ کو ان احسانات کا عوض دیگا۔"

"خدا کرے میں جو کام کرنے لگی ہوں۔ وہ تم پر کوئی دائمی اصلاح کا اثر ڈالنے کا موجب ثابت ہو" یہودن نے قفل میں کنجی داخل کرتے ہوئے صدق دل سے کہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے دروازہ کی بھاری زنجیریں کھولیں اور اس کوٹھری کے اندر داخل ہوئی جس میں ایک ایسا فتنہ ساز شخص جسکے برابر نوع انسانی کو بدنام کرنیوالا آدمی کبھی روئے زمین پر نہیں دیکھا گیا۔ اس طرح بیہار پائی پر دبکا بیٹھا تھا۔ جیسے شیر شکار کی تاک میں جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھتا ہے۔

ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک شخص کے دل میں اس قدر حیرت اور استعجاب پیدا ہوا۔ کہ اسے اپنی قوت باصرہ اور احساس پر یقین نہ ہوتا تھا۔ سوچتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت سچ مچ میری موجودگی میں۔ ۔ ۔ میرے اختیار میں آگئی ہے ایک لمحہ کے لئے اُسے سارا معاملہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اور اُسے اپنے دماغ میں

چکاچوند سی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔
حسین یہودن واقعات آئندہ سے بیخبر ایک کرسی پہ بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی "لاؤ انجیل مجھے دو۔ اور تم میرے قریب تر ہو جاؤ"
"لیجیئے" اولڈ ڈیتھ نے گہری آواز میں کہا۔ جسکے متعلق یہ غلط فہمی ممکن تھی۔ کہ شاید سنجیدہ خیالات کی علامت ہے۔ اور حقیقت میں اس حسینہ نے اُسے ایسا ہی سمجھا۔
یہودن نے مقدس کتاب اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ اور اس خیال سے اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ کہ کوئی ایسا حصہ جو موقعہ کے حسب حال ہو تلاش کر کے سناؤں وہ باب نکال کر جس کی اُسے تلاش تھی۔ اس نے اولڈ ڈیتھ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ وہ سننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جس وقت اس نے اس بدمعاش کی صورت کو لیمپ کی ہلکی روشنی میں غور سے دیکھا۔ تو اس کے دل میں انتہا درجہ کا خوف اور تشویش پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر بغض و کینہ کی نہایت خوفناک شیطانی علامات نمودار تھیں۔
یکایک۔ وہ معمر بدمعاش خوفناک غصہ میں بھر کر خونریز انتقام کے جوش میں دیو کی سی طاقت حاصل کر کے شدت کے ساتھ خوف زدہ عورت پر ٹوٹ پڑا۔ وہ اس زور سے اس نازک اندام حسینہ پر حملہ آور ہوا کہ صدمہ سے کرسی ٹوٹ گئی۔ اور حسین یہودن خوفناک چیخیں مارتی ہوئی فرش زمین پر گر پڑی۔ بدمعاش نے اس کی گردن کو اپنے ہاتھوں سے بڑی مضبوطی کے ساتھ دبا لیا۔ اور اس حالت میں اس کے قریب دوزانو بیٹھ گیا۔
ذرا سی دیر میں چیخوں کی آواز کراہنے کی آواز میں بدل گئی۔ کیونکہ اس ظالم کی انگلیاں اس نازک سفید گردن کے گرد زنبور کی مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی تھیں۔ حسینہ نے نزع کی حالت میں بڑی زور دار جد وجہد کی۔ لیکن جتنی زیادہ اس کی طرف سے جد وجہد ہوتی تھی۔ اتنا ہی بنجمن بونز کا جوش بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت کو انتہا درجہ مضبوط کر لیا۔ اس کے منہ سے وحشیانہ غراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔
رفتہ رفتہ اس حسینہ کی جد وجہد کم ہونے لگی۔ اور بدن سرد پڑنے لگا۔ مگر اس

کے دل میں ہزاروں قسم کے پیچ وتاب پیدا ہوتے رہے۔ کبھی اُسے اپنے دل میں غیر معمولی شیطانی خوشی کا احساس ہوتا۔ اور وہ فرط مسرت سے دونو ہاتھ ملنے لگتا تھا لیکن ذرا دیر کے بعد خوفناک شبہات اسکے چہرہ کو بھیانک بنادیتے۔ اور وہ سوچنے لگتا کہیں ایسا نہ ہو۔ کسی وجہ سے یہودن واپس نہ آئے۔ یہ دس منٹ کا عرصہ اسے ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔ اور اس عرصہ میں اس کے اندر اتنا جوش اضطراب پیدا ہوا۔ کہ اس نے سوچا۔ اگر یہی حالت ایک گھنٹہ قائم رہی۔ تو میں دیوانہ ہوجاؤنگا۔ اس کی شیطانی فطرت کے بدترین جذبات امواج بحر کی طرح متلاطم تھے۔ اور اس مختصر عرصہ میں اس کے سینہ میں اس قسم کے احساسات پیدا ہوئے۔ جو بلحاظ شدت کینہ وانتقام اس سے پہلے شاید کبھی کسی انسان کے دل میں پیدا نہ ہوئے ہونگے۔

آخر دس منٹ کے بعد کوٹھری کے باہر ریشمی پوشاک کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے قدم اٹھانے کی آواز اس کے کانوں تک آئی۔ ذرا دیر کے بعد یہودن اسی رخنہ کے قریب نمودار ہوئی۔ اُسے دیکھ کر اولڈ ڈیتھ نے اپنے خوفناک جذبات پر فوراً قابو پالیا۔ اور شکر گذاری اور احسان مندی کا لہجہ اختیار کرکے کہنے لگا "نیک دل حسینہ خدا آپ کو ان احسانات کا عوض دیگا"

"خدا کرے میں جو کام کرنے لگی ہوں۔ وہ تم پر کوئی دائمی اصلاح کا اثر ڈالنے کا موجب ثابت ہو" یہودن نے قفل میں کنجی داخل کرتے ہوئے صدق دل سے کہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے دروازہ کی بھاری زنجیریں کھولیں اور اس کوٹھری کے اندر داخل ہوئی جس میں ایک ایسا فتنہ ساز شخص جسکے برابر نوع انسانی کو بدنام کرنیوالا آدمی کبھی روئے زمین پر نہیں دیکھا گیا۔ اس طرح چارپائی پر دبکا بیٹھا تھا۔ جیسے شیر شکار کی تاک میں جھاڑی کے پیچھے چھپ کر بیٹھتا ہے۔

ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک شخص کے دل میں اس قدر حیرت اور استعجاب پیدا ہوا کہ اسے اپنی قوت باصرہ اور احساس پر یقین نہ ہوتا تھا۔ سوچتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت تنہا میری موجودگی میں۔ ۔ ۔ میرے اختیار میں آگئی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اُسے سارا معاملہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اور اُسے اپنے دماغ میں

چکاچوند سی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔

حسین یہودن واقعات آئندہ سے بیخبر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی "لاؤ انجیل مجھے دو۔ اور تم میرے قریب تر ہو جاؤ"

"لیجیئے" اولڈ ڈیتھ نے گہری آواز میں کہا۔ جسکے متعلق یہ غلط فہمی ممکن تھی۔ کہ شاید سنجیدہ خیالات کی علامت ہے۔ اور حقیقت میں اس حسینہ نے اُسے ایسا ہی سمجھا۔

یہودن نے مقدس کتاب اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ اور اس خیال سے اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ کہ کوئی ایسا حصہ جو موقعہ کے حسب حال ہو تلاش کر کے سناؤں وہ باب نکال کر جس کی اُسے تلاش تھی۔ اس نے اولڈ ڈیتھ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ وہ سننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جس وقت اس نے اس بدمعاش کی صورت کو لمپ کی ہلکی روشنی میں غور سے دیکھا۔ تو اس کے دل میں انتہا درجہ کا خوف اور تشویش پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر بغض و کینہ کی نہایت خوفناک شیطانی علامات نمودار تھیں۔

یکایک۔ وہ معمر بدمعاش خوفناک غصہ میں بھر کر خونریز انتقام کے جوش میں دیوکی سی طاقت حاصل کر کے شدت کے ساتھ خوف زدہ عورت پر ٹوٹ پڑا۔ وہ اس زور سے اس نازک اندام حسینہ پر حملہ آور ہوا کہ صدمہ سے کرسی ٹوٹ گئی۔ اور حسین یہودن خوفناک چیخیں مارتی ہوئی فرش زمین پر گر پڑی۔ بدمعاش نے اس کی گردن کو اپنے ہاتھوں سے بڑی مضبوطی کے ساتھ دبا لیا۔ اور اس حالت میں اس کے قریب دوزانو بیٹھ گیا۔

ذرا سی دیر میں چیخوں کی آواز کراہنے کی آواز میں بدل گئی۔ کیونکہ اس ظالم کی انگلیاں اس نازک سفید گردن کے گرد زنبور کی مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی تھیں۔ حسینہ نے نزع کی حالت میں بڑی زور دار جد وجہد کی۔ لیکن جتنی زیادہ اس کی طرف سے جد وجہد ہوتی تھی۔ اتنا ہی ہیجان بوڑھے کا جوش بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت کو انتہا درجہ مضبوط کر لیا۔ اس کے منہ سے وحشیانہ غراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

رفتہ رفتہ اس حسینہ کی جد وجہد کم ہونے لگی۔ اور بدن سرد پڑنے لگا۔ مگر اس

شیطان کی انگلیاں اور بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ کستی گئیں حتیٰ کہ اس کے لمبے ناخن حسینہ کی نازک اور ملائم جلد میں داخل ہو گئے۔ اس زیر زمین تہ خانہ میں بے دردانہ قتل کی یہ واردات نہایت ہی خوفناک تھی۔

آخر کار یہودن کی حرکات نے محض تشنجی صورت اختیار کر لی۔ کراہنے کی آواز غرغراہٹ میں بدل گئی۔ اور اس کی موٹی سیاہ آنکھیں جن میں غیر معمولی چمک نمودار تھی اولڈ ڈیبیتھ کی طرف خوفناک طریق پر جم گئیں۔ مگر اب بھی اس بدذات کے دل میں ذرا خوف پیدا نہ ہوا۔ نہ اسے پشیمانی یا افسوس کا احساس ہوا۔ اب تک وہ بدستور اس کی گردن کے گرد اپنی انگلیاں جمائے بیٹھا تھا۔ اس کی اپنی آنکھیں ان آنکھوں کی طرف جن پر مردنی چھا رہی تھی خوفناک طریق پر دیکھتی تھیں۔ اور اس کے چہرہ پر شیطانی کامیابی کی جھلک نظر آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جس خوفناک فعل کا وہ مرتکب ہوا ہے اس کے متعلق اس کے دل میں وحشیانہ خوشی پیدا ہو رہی ہے۔

بدنصیب یہودن پر حملہ آور ہونے کے وقت سے اب تک قریباً پانچ منٹ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ مقتولہ کا بدن سرد ہوتے دیکھ کر اب وہ بھی گردنت ہٹا کر کھڑا ہو گیا۔ اور میز سے لیمپ اٹھا کر اس نے زور سے بدنصیب عورت کے سر پر دے مارا۔ ایک آخری ہلکی سی کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

لمپ کے گرنے سے کمرہ میں تاریکی پھیل چکی تھی۔ اس تاریکی اور خاموشی میں اولڈ ڈیبیتھ اب کوٹھری سے نکلنے کی فکر میں ہوا۔

وہ ان تہ خانوں سے پوری طرح واقف تھا۔ چنانچہ اندھیرے میں ہی تیزی سے قدم اٹھاتا عمودی زینہ پر چڑھنے لگا۔ دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ اب اس وحشیانہ انتقام کی تکمیل کے بعد کیا مجھے رہائی کی تشویشناک جدوجہد میں انجام کار کامیابی حاصل ہو جائے گی؟

پتھر کے زینہ کو طے کر کے وہ اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں وہ سالہا سال تک اس وقت سے پہلے کہ لارڈ ولنگھم نے یہ مکان اس سے زبردستی حاصل کیا سویا کرتا تھا۔ اور پھر تجربہ گاہ میں پہنچا۔ یہاں تک کوئی اس کا مزاحم نہ ہوا۔ اب وہ خوش خوش اس زینہ سے اتر رہا تھا۔ جو ہال کی طرف جاتا تھا۔ جہاں سے گذرنے کے بعد اس کے لئے

آزادی کا رستہ کھلا تھا۔

کیا وہ بلا مزاحمت یہاں سے رخصت ہوجائیگا؟ اب تک قسمت اس شیطان صفت قاتل کی حامی کار نظر آتی تھی۔ اس نے صدر دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور اب وہ اس وسیع دنیا میں قدم رکھنے کے لئے تیار تھا جس کے اندر بدمعاشوں کے لئے اپنے بُرے افعال کے بے اندازہ وسائل مہیا ہیں۔ سارا مکان خالی معلوم ہوتا تھا کسی نے اُسے آواز تک نہ دی۔ سوائے اس کے اپنے قدموں کی چاپ کے کوئی آواز اس کے کانوں تک نہ پہنچی۔ آزادی اب بالکل یقینی نظر آتی تھی۔ حالانکہ جس وقت وہ اپنے خوفناک انتقام کی تجاویز سوچ رہا تھا۔ تو اس ارادے میں اُسے سینکڑوں مشکلات حائل معلوم ہوتی تھیں۔

اس نے صدر دروازہ پر ہاتھ رکھا۔ اور وہ آسانی سے کھُل گیا۔ مگر آہ! اُسے فوراً خیال آیا۔ کہ میرے ہاتھ مقتول یہودن کے لہو سے سرخ ہیں۔ انہیں دیکھکر وہ چونکا۔ مگر صرف ایک منٹ کے لئے۔ اولڈ ڈیتھ ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ کسی سوال کے متعلق زیادہ عرصہ تک پس وپیش کرتا۔

پھر وہ اپنے خون آلود ہاتھوں کو جیبوں میں ڈال کر اس طرح سکون اور اطمینان کے ساتھ مکان سے باہر نکلا۔ گویا وہ اس کی اپنی ملکیت ہو۔ اور اسے کسی کا ذرا بھی خوف نہ ہو۔ دس ہفتے کے طویل عرصہ کے بعد فضائے آسمانی کی تازہ ہوا اُسے نہایت فرح بخش معلوم ہوئی۔ وہ اپنی آزادی کو محسوس کرکے بہت خوش ہوا۔

لیکن دفعتاً اس کے کانوں میں ایک آواز آئی کسی نے چونک کر کہا "آہ" اولڈ ڈیتھ نے مڑکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص بے تحاشہ اس کی طرف دوڑا چلا آتا ہے۔ اس کے لمحہ بھر بعد جبشی نے اُسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

دونوں میں تھوڑی دیر زوردار جدوجہد ہوتی رہی۔ اور اتنے میں بے شمار خلقت جمع ہوگئی۔ چونکہ عدالت سشن کا اجلاس سیشنس ہال واقع کلرکن ویل گرین میں ہوتا تھا۔ اس لئے شہر کے اس حصہ میں لوگوں کا ہجوم غیرمعمولی طور پر زیادہ تھا۔

اولڈ ڈیتھ نے مکان سے نکلتے وقت دروازہ کو کھلا ہی چھوڑ دیا تھا جبشی جس وقت اسے اپنی گرفت میں لیکر دروازہ کی طرف بڑھا۔ تو مجرم بدمعاش نے چلا چلا کر کہنا شروع

کیا ”اسے پکڑلو... جانے نہ دو...“

حبشی کے دل میں اولڈ ڈیتھ کے ہاتھ خون آلود دیکھ کر یہودن کی نسبت کئی طرح کے اندیشے پیدا ہو گئے تھے۔ اور وہ سخت مضطرب تھا۔ مگر اس نے زور سے آواز دی ”یہ شخص دیوانہ ہے اور پاگل خانہ سے بھاگ کر آ گیا ہے۔“

”نہیں نہیں میں دیوانہ نہیں ہوں“ اولڈ ڈیتھ نے چیخ کر کہا ”اسے پکڑلو... جانے نہ دو.... یہ شخص پھانسی کے تختہ سے بچکر آ گیا ہے... یہ ٹام رین رہزن ہے۔“

ان الفاظ کا حبشی پر ایسا اثر ہوا کہ نہ زبان میں طاقت گویائی اور نہ بدن میں توانائی باقی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسپر دفعتاً ایک بجلی سی گر گئی ہے۔ اس کے لمحہ بھر بعد ڈاکس اور بنگھم سراغرسانوں نے جو عدالت سشن کو جاتے ہوئے ریڈلائن سٹریٹ میں ہجوم کے ساتھ ہی رک گئے تھے۔ اُسے پکڑ لیا۔

”اسے مضبوط پکڑو... بھاگ نہ جائے“ بنگھم بوزر نے بدستور چلاتے ہوئے کہا ”یہ شخص ٹام رین ہے... یقیناً وہی ہے... اس نے اپنے چہرہ کو عمداً سیاہ کر رکھا ہے۔“

رین فورڈ نے... کیونکہ حبشی حقیقت میں وہی تھا۔ اوسان سنبھال کرکے کہا ”اس بدمعاش کو بھی پکڑ لو“ اور پھر اس نے اس کے خون آلودہ ہاتھوں کی طرف اشارہ کرکے کہا ”اس نے اس مکان میں کسی کو قتل کر دیا ہے... الٰہی کیا آفت ہے!...“

اب بازار میں اس قدر ہجوم تھا۔ کہ لوگوں کے لئے رستہ چلنا محال ہو گیا۔ لیکن جب خلقت میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشہور رہزن ٹام رین کسی معجزانہ طریق پر پھانسی سے بچ گیا ہے۔ اور اب پھر زیر حراست ہے تو لوگوں میں بے حد سنسنی پیدا ہوئی۔ ڈاکس اور بنگھم یہ سوچکر کہ ایسے حالات میں ہجوم قیدی کا طرفدار ہو جایا کرتا ہے۔ اسے اور اولڈ ڈیتھ کو ساتھ لیکر مکان کے اندر چلے گئے۔ اور ان کے پیچھے پیچھے تین چار کانسٹبل بھی گھس گئے۔ ہجوم بھی ان کے پیچھے اندر جانا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے مضبوطی کے ساتھ اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

پہلی منزل کی نشستگاہ میں پہنچکر یہ لوگ ٹھہر گئے۔ اور اولڈ ڈیتھ جو واقعات پیش آمدہ کی وجہ سے بالکل مغلوب ہو چکا تھا۔ تھک کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

سراغرساں ڈائیکس کینہ آمیز لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا "مسٹر رین فورڈ مجھے تم کو دوبارہ گرفتار کرنے کا رنج تو ہے۔ مگر یہ تو کہو۔ تم پھانسی کی رسی سے کیونکر بچ گئے؟ میں نے تو تمہیں اپنے سامنے لٹکتے دیکھا تھا۔"

رین فورڈ زور دار لہجہ میں کہنے لگا "بس ان باتوں کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ میرے ساتھ نیچے چلو۔ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اس بدمعاش نے قتل کی واردات کی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اولڈ ڈیتھ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ اور وہ اس کی خوفناک نگاہوں کی تاب نہ لا کر کانپنے لگا۔ "اگر تمہیں یقین نہ ہو۔ تو دیکھ لو اس کے ہاتھ خون آلودہ ہیں۔"

ڈائیکس اپنے ساتھی افسر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "بنگھم تم اسے ساتھ لے آؤ۔"

"نہیں نہیں میں وہاں نہیں جاؤنگا۔" قاتل نے چیخ کر کہا۔ اس کے چہرہ پر انتہائے خوف سے تشنجی اثرات نمودار تھے۔ کیونکہ اب جرم کے ارتکاب کے بعد مراجعانہ اثرات نے اسے بالکل ہی خوف زدہ بنا دیا تھا۔

ڈائیکس کہنے لگا "خیر تم اسے یہیں زیر حراست رکھو۔ میں دو سپاہیوں کو لے کر مسٹر رین فورڈ کے ساتھ قتل کی واردات دیکھنے جاتا ہوں۔"

اتنا کہکر سراغرساں افسر دو منتخب سپاہیوں کو لیکر ٹام رین کے ساتھ اس کمرہ میں گیا۔ جہاں عمودی زینہ کا چور دروازہ بنا ہوا تھا جس وقت اولڈ ڈیتھ تہ خانہ سے نکلنے لگا تو وہ اسے کھلا ہی چھوڑ گیا تھا۔ سپاہیوں نے اس چور دروازہ کو دیکھکر ایک دوسرے پر حیرت اور تشویش کی نظر ڈالی۔

رین فورڈ نے ایک لمپ جلاتے ہوئے حقارت آمیز لہجہ میں کہا "کیا تم لوگ نیچے جانے ہوئے ڈرتے ہو؟ اپنا فرض ادا کرو۔ اور میرے ساتھ نیچے چلو۔ ممکن ہے۔ ابھی اس میں جان ہو۔ اور دیر کرنا خطرناک ہے۔"

ڈائیکس کہنے لگا "ہاں ہم چلنے کو تیار ہیں" اور یہ کہکر وہ سب سے آگے زینہ سے اترنے لگا۔ اس کے پیچھے رین فورڈ اور سب سے آخر میں دونو سپاہی تھے۔

تین منٹ کے عرصہ میں یہ مختصر جماعت اس کوٹھری میں داخل ہوئی۔ جہاں آج

تک اولڈ ڈیتھ زیر حراست تھا۔ اس جگہ جو نظارہ انہیں دکھائی دیا۔ وہ اتنا خوفناک تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ مقتول حسینہ کی لاش مرطوب فرش پر پڑی تھی۔ چہرہ کی رنگت سیاہ اور منہ سوجا ہوا تھا۔ اور اولڈ ڈیتھ نے چلتے وقت اس کے سر پر لیمپ چونکہ بڑے زور سے دے مارا تھا۔ اس لئے اس کے صدمہ سے اس کی پیشانی پر گہرا زخم نمودار تھا۔ آنکھیں کھلی اور باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بلور کی بنی ہوئی ہیں۔

"ٹامر جان سے پیاری ٹامر" ٹام رین نے ذہنی اذیت کے زیر اثر نہایت تلخ لہجہ میں لاش کے قریب دو زانو ہوکر دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

پولیس کے افسر ہرچند کہ اپنے پیشہ کی وجہ سے عموماً سنگدل اور نازک اثرات سے بالاتر ہوتے ہیں۔ مگر اس وقت رہزن کی زبان سے اس قسم کے غمناک کلمات سن کر وہ احترام کے ساتھ چپ چاپ تھوڑے فاصلہ پر کھڑے رہے۔

دونوں ہاتھوں کو دعائیہ انداز سے جوڑ کر رین فوراً کہنے لگا "میرے دل وجان کی مالک ٹامر ہائے تو آج کہاں ہے۔ افسوس تیری قبل از وقت موت کی خبر میں کس منہ سے تیرے باپ اور بہن کو پہنچاؤنگا؟ کیا وہ مجھے اس کے لئے سخت ملامت نہ کرینگے؟ کیا وہ یہ نہ سمجھینگے۔ کہ میں نے بجمن بونز کی اصلاح کے متعلق جو تجویز سوچی تھی وہی تمہاری جان لیوا ثابت ہوئی؟ ٹامر میری پیاری ٹامر کسے معلوم تھا کہ تیری قسمت میں ایسی خوفناک موت لکھی ہے"

سخت پشیمانی اور پریشانی کی حالت میں وہ اس تاریک کوٹھری میں بیٹھا سر کو جھکا کر بچوں کی طرح رونے لگا۔

اتنے میں کھردری زینہ کے اوپر سے آوازیں سنائی دیں۔ کوئی ڈاکس کو اوپر بلا رہا تھا۔

سراغرساں افسر نے ٹام رین سے جلدی لیکن ادب کے لہجہ میں کہا "آئیے اب یہاں ٹھیرنا بیکار ہے" لیکن ٹام رین پر کچھ ایسی بے حسی چھا گئی تھی۔ کہ وہ ان کلمات کو سمجھتا ہی نہ تھا۔ ناچار افسر مذکور نے اس کا بازو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے نیم بے خبری کی سی حالت میں ساتھ لئے زینہ کی راہ سے اوپر پہنچا۔

زینہ کے اوپر بنگھم اب تک اسے آوازیں دے رہا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا۔ کیوں کیا معاملہ ہے؟ کس لئے بار بار آوازیں دے رہے ہو؟"

کہنے لگا۔ "آپ کو یاد ہوگا۔ گورنمنٹ نے اس شخص کا پتہ معلوم کرنے کے لئے انعام مشتہر کیا تھا۔ جو سر کرسٹوفر بلنٹ اور ڈاکٹر لیسلز کو بھگا کر لے گیا۔ آپ کو یاد ہوگا یہ واقعہ ٹارنسز والے معاملہ کے سلسلہ میں پیش آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ مگر اب اس واقعہ کا کیا ذکر ہے؟"

بنگھم نے کہا۔ "وہ شخص ٹام رین ہی تو تھا۔ اور چونکہ ہم نے اس کا پتہ لگایا۔ اور گرفتار کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ڈھائی ڈھائی سو پونڈ انعام کے ملیں گے۔"

ڈاہنکس کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار ہوگئے۔ اور وہ خوفناک نظارہ جسے دیکھ کر وہ ابھی واپس آیا تھا اس کے ذہن سے خارج ہوگیا۔ کہنے لگا۔ "بخدا یہ تو بڑی خوشخبری ہے" پھر وہ اس کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے جو اس زینہ کے قریب واقع تھا کہنے لگا۔ "تمہیں یہہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ مسٹر رین فورڈ نے ہی نائٹ اور ڈاکٹر کو اغوا کیا تھا؟"

بنگھم نے جواب دیا۔ "بڈھے بن بونز کی باتوں سے معلوم ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس شخص نے مجھے اغوا کر کے دس ہفتے اس تہ خانہ میں زیر حراست رکھا۔ یہی کارروائی کئی اور شخصوں سے کی گئی۔ جن میں قابل ذکر جوش پیڈلر اور ٹم سیلنٹ تھے۔ چنانچہ جب اس نے ان شخصوں کا نام لیا۔ تو میرے کان کھڑے ہوگئے۔ میں نے اس سے سوالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ ان سب کو اسی طرح اغوا کیا گیا تھا۔ اس سے معاملہ صاف ہوگیا۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ واقعات اسی زمانہ میں ہوئے تھے۔ جب ٹارنسز والے معاملہ پر بہت کچھ شور و غل مچا ہوا تھا۔"

بنگھم کہنے لگا۔ "لیکن معلوم ہوتا ہے۔ بن بونز کو سر کرسٹوفر اور ڈاکٹر لیسلز والے معاملہ کا کچھ علم نہیں۔ کیونکہ ان کے اغوا کا واقعہ مشتہر ہونے سے پہلے ہی بونز کو زیر حراست کر لیا گیا تھا۔ مگر میں پوچھتا ہوں نیچے تہ خانہ میں کیا واقعہ پیش آیا ہے؟"

ڈاہنکس نے جواب دیا۔ "کچھ نہیں بس ایک جوان عورت کو جان سے مار دیا گیا ہے۔ اس سے تم دیکھ سکتے ہو کہ ہمیں دن بھر کے لئے کافی کام مل گیا ہے۔ اول تو ہم نے ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا ہے جسے پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ لیکن وہ کسی طرح بچ نکلا۔ پھر ہم نے

ایک قاتل کا سراغ لگایا اور اسے گرفتار کیا۔ اور اب یہ سرکاری انعام کا معاملہ ثابت ہوا ہے۔ کچھ عرصہ سے ہمیں بیکاری کی شکایت رہا کرتی تھی۔ آج وہ بالکل رفع ہوگئی۔"

اس قسم کی باتیں کرتے مسٹر ڈائیکس اور مسٹر بنگھم اس کمرہ میں پہنچے۔ جہاں اولڈ ڈیتھ دو سپاہیوں کے زیر نگرانی کرسی پر بیٹھا تھا۔ لیکن جس وقت رین فورڈ کو اس کمرہ میں پہنچایا گیا۔ تو اگرچہ وہ اب تک نیم بے خبری کی حالت میں تھا۔ اور جو واقعات اس کے گرد وپیش ہو رہے تھے۔ ان کو سمجھنے سے قاصر معلوم ہوتا تھا۔ تاہم اولڈ ڈیتھ کو دیکھکر وہ نفرت آمیز طریق پر پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور کہنے لگا "میں اس خوفناک شخص کی موجودگی میں نہیں رہ سکتا مجھے کسی دوسری جگہ لے چلو۔"

اولڈ ڈیتھ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا وحشیانہ انداز سے مسکرایا۔ لیکن اتنے میں رین فورڈ ڈائیکس اور دونوں سپاہیوں کے ساتھ اس کمرہ سے نکلکر تجربہ گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی لڑکا قیصر جو رین فورڈ کا اس زمانہ میں جب وہ حبشی کی حیثیت رکھتا تھا۔ ملازم تھا۔ مکان کے باہر ہجوم کی زبان سے طرح طرح کی خبریں سنکر جن کی بنا پر اس نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ رین فورڈ کی اصلیت دریافت کر لی گئی ہے۔ اور اس کا پتہ اولڈ ڈیتھ نے دیا ہے جسے خود بھی قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اسی کمرہ میں جہاں رین فورڈ داخل ہوا تھا پہنچا اور اپنے آقا کے قدموں میں گر کر پر وحشت طریق پر کہنے لگا "میرے فیاض مربی۔ میں آپ کو ان لوگوں کے ساتھ نہ جانے دونگا۔ آپ میرے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور آپ کی حفاظت میں میں جان تک لڑا دونگا۔"

"جیکب" ٹام رین نے اس پریشان حال نوجوان کو جو حقیقت میں جیکب سمتھ کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا جس سے ہمارے ناظرین پیشتر ہی واقف ہیں مخاطب کرکے کہا۔ "اس طرح غمزدہ ہونا لاحاصل ہے۔ ایسے موقعوں پر ہمت اور استقلال سے کام لینا چاہئے۔ مجھے اپنی گرفتاری کی پروا نہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ آج مجھے زندگی میں اول مرتبہ ایک ایسا صدمہ پہنچا جس نے میرے ہوش گم کر دیئے۔ یہ وار میرے نازک ترین مقام پر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے میں خود صبر کو برقرار نہ رکھ

رکھ سکتا۔ مگر اس کے باوجود ہمارا فرض ہے۔ کہ مصیبتوں کا پورے استقلال سے مقابلہ کریں
تم ابھی فیچلے جاؤ۔ اور یہ افسوسناک خبر مناسب طریق پر مسٹر ڈی ڈینا اور اسٹھر کو پہنچا دو
جیکب انہیں یہ خبر آہستہ آہستہ ... بڑی ملائمت سے سنانا۔ کیونکہ بہت دہشتناک
ہے۔ ان کے لئے یہ صدمہ ناقابل برداشت ہوگا۔ بہرحال ان سے کہنا آج ہنجمن بوننر نے
اپنی سفاکیوں کو حد انتہا تک پہنچا دیا۔"

"الہٰی! کیا یہ امر واقعہ ہے۔" نوجوان نے اپنے چہرہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپاتے ہوئے
کہا۔

"ہاں جیکب آج ٹام اس جہان میں نہیں۔" ربن فورڈ نے زار زار روتے اور سسکیاں
لیتے ہوئے کہا۔ "اس بدمعاش نے اسے بڑی بے دردی اور وحشیانہ طریق پر
قتل کر دیا۔"

یہ اطلاع پاکر جیکب سمتھ وہاں سے رخصت ہوا۔ لیکن فرط الم سے اس کا اپنا دل
ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔

اس کے چلے جانے پر ٹام ربن ڈائیکس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ "میرے دوست
افسر پولیس کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک انسان کی حیثیت میں میں آپ سے درخواست کرتا
ہوں کہ اجازت دیجئے میں اس خاتون کی لاش کو جو میری عزیز بیوی تھی۔ اس خوفناک
تہخانہ سے اٹھوا کر کسی مناسب جگہ پر رکھ دوں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میری ذات
تمہارے حوالے ہے تمہیں اختیار ہے جہاں چاہو لے جانا۔"

سراغرساں ڈائیکس کہنے لگا۔ "تمہیں گھنٹہ سوا گھنٹہ کے لئے مضائقہ نہیں بلکہ ہم چاہتے
ہیں کہ مکان کے باہر ذرا ہجوم منتشر ہو جائے۔ اس لئے اگر تم چاہو تو ہم تاریکی کے وقت
تک انتظار کرینگے ..."

ٹام ربن قطع کلام کر کے بولا۔ "میری خواہش تو اس وقت تک یہاں ٹھہرنے کی ہے۔
جبکہ متوفیہ کے رشتہ دار اس لاش کو اپنی سپردگی میں لینے آجائیں۔ لیکن میں نے یہ
درخواست پیش کرنے کی جرأت نہ کی۔ بہرحال اب چونکہ آپ لوگ اسے منظور کرتے ہیں
اس لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ڈائیکس کہنے لگا۔ "مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غروب آفتاب تک بیٹھے

بن بونسر کو بھی یہیں ٹھہرنے دیا جائے۔ کیونکہ اگر لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس نے ایک عورت کو مار دیا ہے۔ تو وہ جوش کی وجہ سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ سردست اسے یہیں رہنے دیں۔ اور پھر کسی ڈھنگ سے اسے یہاں سے لے جائیں۔"

رین فورڈ نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ واقعات پیش آمدہ اور مصیبتوں کی ہجوم کی وجہ سے وہ نہایت افسردہ خاطر اور مغلوب تھا۔ اور اس بات پر آمادہ نہ تھا۔ کہ اس سوال پر کسی قسم کی بحث شروع کرے۔

باب ۱۱۵ غیبی امداد

ٹام رین اور اولڈ ڈیتھ کی گرفتاری شام کے پونے چھ بجے کے قریب عمل میں آئی تھی۔ اور رات کے دس بجے تک یہ خبر اتنی مشہور ہوئی۔ کہ بچہ بچہ کی زبان پر اس کا ذکر تھا۔

ان دو شخصوں کی گرفتاری کے متعلقہ واقعات اتنی ہی سنسنی پیدا کرنے والے تھے۔ جیسی دس ہفتے پیشتر ڈاکٹر لیسلز اور سر کرسٹوفر بلنٹ کے اغوا نے پیدا کی تھی۔

اول تو یہی بات حیرت خیز تھی۔ کہ جس شخص کو ہورس مونگر لین میں عوام کے سامنے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ وہ دوبارہ کس طرح زندہ ہو گیا۔ اکثر لوگ یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ ٹام رین کو پھانسی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ پھانسی کی رسم کسی ایسے قیدی پر جس کا حال ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ادا کی گئی۔

اس سے دوسرے درجہ پر یہ خبر موجب حیرت تھی۔ کہ اسی ٹامس رین فورڈ نے انصاف کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر ڈاکٹر لیسلز اور سر کرسٹوفر بلنٹ کو اغوا کیا اور مسٹر ٹارنر کی بے گناہی ثابت کرنے کے متعلق ضروری انتظامات عمل میں لانے کے بعد سرہنری کورٹنی کے اصلی قاتلوں کو کہیں روپوش کرا دیا۔

تیسرا حیرت خیز معاملہ بنجمن بونسر کی گرفتاری کا تھا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ وہ جوری

کا مال خریدنے میں کافی شہرت رکھتا تھا۔ لیکن سالہا سال سے باوجود بڑی کوشش کے پولیس اور قانون کی گرفت سے محفوظ رہا۔ ایسے شخص کا اب ٹامس رین فورڈ کی بیوی کو قتل کرکے زیر حراست آنا قدرتی طور پر ایک تعجب خیز امر تھا۔

چوتھا اور آخری موجب حیرت امر یہ تھا۔ کہ وسط لندن میں دو ایسے مکانات دریافت ہوئے۔ جن کا ایک دوسرے سے ایک زمین دوز راستہ کے ذریعہ تعلق تھا۔ اور اس زمین دوز راستہ کے پہلوؤں میں کئی تاریک کوٹھریاں تھیں۔ جن میں مختصر سامان آسائش موجود تھا۔ اور جن میں چھ سات قیدیوں کو حال ہی زیر حراست رکھا گیا۔ ان چھ قیدیوں میں سے ایک بنجمن بونز تھا۔ مگر سوال یہ تھا۔ کہ باقی پانچ کہاں گئے۔

غرض یہ باتیں تھیں۔ جنہوں نے سارے شہر لندن میں ایک سرے سے دوسرے تک ایک عجیب سنسنی پیدا کردی۔ حتےٰ کہ ان کی خبر لیڈی ہیٹ فیلڈ کے کانوں تک بھی پہنچی اگرچہ وہ سوسائٹی سے الگ تنہائی میں اوقات بسر کیا کرتی تھی۔

اس قابل ذکر رات کو ۸ بجے کے تھوڑی دیر بعد ایک پرائیویٹ گاڑی ریڈ لائین سٹریٹ والے مکان کے سامنے رکی اور اس میں سے مسٹر ڈی مڈینا۔ اسنھر اور لارڈ ایلنگھم اترے۔ رچیکب سمتھ کوچبان کے قریب باہر کی نشست پر بیٹھا تھا۔ وہ بھی اتر آیا۔ اور اس کے بعد یہ سب لوگ مکان کے اندر داخل ہو گئے۔

یہودی۔ اسکی بیٹی اسنھر اور لارڈ ایلنگھم کو رینفورڈ کے ایک ملازم نے اس کمرہ میں پہنچایا۔ جہاں مقتول ٹامر کا بدنصیب اور غم رسیدہ شوہر بے چینی سے ٹہل رہا تھا اور سراغرساں ڈانکیس صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا اس کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ رینفورڈ اب حبشی کی صورت میں نہ تھا۔ کیونکہ گرفتاری کے بعد اس نے ڈانکیس کے مشورہ سے ہاتھوں اور منہ کی سیاہی دھو ڈالی تھی۔ اس وقت اس کی صورت پر قدرتی استقلال اگرچہ صاف طور پر نمایاں تھا۔ تاہم چہرہ سے وہ مایوسی بھی ظاہر ہوتی تھی جو اس کے دل پر طاری تھی۔

لارڈ ایلنگھم نے کمرہ میں داخل ہوکر بڑے بھائی سے بغلگیر ہوتے ہوئے سچی محبت کے جوش سے کہا۔ ٹامس یہ کیا آفت ہے!

رین فورڈ کہنے لگا۔ "اوتھو خدا کے لئے مجھے ملامت نہ کرو۔ میرا غم پہلے ہی بہت

زیادہ ہے" اور اتنا کہکر وہ زار زار رونے لگا۔

مسٹر ڈی مڈینا نے اپنے غم نصیب داماد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "نیک دل نوجوان تمہارا کوئی فعل قابل ملامت نہیں۔ مگر ہائے میری بیٹی! . . . میری ٹامر الٰہی تونے سارے اسباب راحت مہیا کرکے یہ کیا ستم برپا کردیا۔"

اس اثنا میں اسنتھر ڈی مڈینا ایک کرسی پر بیٹھکر زار زار رونے لگی تھی۔ اور ایلنگہم اس کے قریب کھڑا تسلی دے رہا تھا۔ مگر رین فورڈ کی گرفتاری سے خود اس پر سخت پریشانی طاری تھی۔ لیکن اگر وہ زیادہ پرسکون بھی ہوتا۔ تو اسنتھر ڈی مڈینا کو اس کی جان سے عزیز بہن کی بے وقت موت اور خوفناک قتل کے واقعہ پر تسکین دینا اس کے لئے غیر ممکن تھا۔

آخر ارل نے دوبارہ اپنے سوتیلے بھائی کی طرف مخاطب ہوکر کہا "ٹامس کیا وہ خوفناک کیفیت جو جیکب سمتھ نے ہمارے روبرو بیان کی ہے۔ بالکل صحیح ہے؟ کیا بنجمن بونز نے ہی یہ خوفناک واردات کی ہے؟ افسوس میں ان ہیبت ناک تفصیلات کو اپنی ذہنی پریشانی کی وجہ سے پورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہا ہوں۔"

"درست ہے . . . بالکل درست ہے۔" مسٹر ڈی مڈینا نے اپنا سر مایوسانہ انداز سے ہلاتے ہوئے کہا "میں جانتا ہوں میری عزیز بیٹی ٹامر اس جہان سے رخصت ہوچکی ہے لیکن خدا کے لئے مجھے اس کی لاش تو دیکھ لینے دو۔"

رین فورڈ نے سراغرساں ڈاٹکیس کی طرف التجا کی نظر سے دیکھا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے ان شخصوں کے ساتھ اس کمرہ میں جہاں لاش رکھی گئی ہے تنہا اور بلا محافظ جانے کی اجازت دی جائے۔

ڈاٹکیس نے اس نگاہ کا مطلب سمجھ لیا۔ اور رعب و استقلال کے لہجہ میں کہنے لگا "میں آپ کو آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کا موقعہ نہیں دے سکتا۔"

ارل آف ایلنگہم بولا "میں اس کا ضامن بنتا ہوں۔ یقیناً تم مجھ سے ناواقف نہیں ہوگے میں . . ."

"مائی لارڈ میں جانتا ہوں آپ کون ہیں۔" ڈاٹکیس نے جواب دیا "لیکن اس

حالت میں میں آپ کو ممنون احسان نہیں کرسکتا۔"

امیر مارکورہ نے مقتول خاتون کی روتی ہوئی بہن اور باپ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کیا اس غم کا عالم زدہ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اس قابل نہیں۔ کہ ایسے موقع پر خاص رعایت سے کام لیا جائے؟ یہ صریحاً نامناسب ہوگا۔ کہ کوئی غیر شخص ماتم کے کمرہ میں جائے"۔

ڈانیکس کہنے لگا۔ آپ مجبور کرتے ہیں۔ لیکن معاملہ اتنا سنگین ہے کہ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ درحقیقت مسٹر رین فورڈ کے خلاف دو الزامات ہیں۔۔۔"

" دو الزامات" ارل نے متعجب ہوکر کہا۔ اور پھر واقعات گذشتہ کو یاد کرکے وہ افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "کیا ایک ہی الزام کافی نہیں؟"

ڈانیکس کہنے لگا۔ جیسا آپ فرماتے ہیں۔ ایک الزام کا تعلق۔۔۔"

یہ فقرہ ابھی ناتمام ہی تھا۔ کہ ایک اور پرائیویٹ گاڑی مکان کے دروازہ پر رکی اور ایک خاتون اضطراب اور بے چینی کی حالت میں اس سے اتری۔ اس کے لمحہ بھر بعد جنکیپ سمنڈ اسے اس کمرہ میں لے گیا۔ جہاں ماتمی جماعت موجود تھی۔

وہاں پہنچ کر اس نے نقاب ہٹائی۔ اور سام رین نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار لیڈی ہیٹ فیلڈ کا لفظ نکلا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طریق پر گویا اس وقت اس خاتون کی موجودگی نے سے اور بھی زیادہ صدمہ پہنچانے والی تھی لڑکھڑا گیا۔ اگر ارل آف اینگھم اس کو اپنے بازوؤں میں نہ تھام لیتا۔ تو وہ یقیناً فرش پر گرجاتا۔

جارجیانہ آگے بڑھ کر کہنے لگی "میں اس بیجا مداخلت کے لئے عذرخواہ ہوں۔ لیکن یقین جانئے۔ میں اس وقت تخلیہ میں ہرگز دخل انداز نہ ہوتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ میں آپ کے مصائب کو ایک حد تک کم کرسکوں گی۔ میری آمد کا مدعا خصوصیت سے یہی ہے۔ ذرا دیر ہوئی۔ وہ خوفناک خبریں جو سارے شہر میں مشہور ہیں مجھ تک بھی پہنچیں اور انہیں سن کر میں نے اس طرف آنا ضروری سمجھا۔ یہاں آکر اب میں افسوس کے ساتھ دیکھتی ہوں کہ خبریں بالکل صحیح ہیں۔ لیکن مسٹر رین فورڈ۔۔۔"

اس لفظ کو منہ سے کہتے ہوئے وہ حسینہ نمایاں طور پر کانپی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نا قابل اظہار جذبات کا ہجوم اس کے سینے میں تلاطم پیدا کررہا ہے۔ حاضرین کے دلوں کو تلخی اور غم کی شدت لیڈی ہیٹ فیلڈ کے الفاظ سے جن سے امید کی بو آتی تھی اگرچہ

کوئی نہیں جانتا تھا، وہ امید کس قسم کی ہے۔ نمایاں حد تک کم ہو گئی تھی۔ لیکن جب وہ فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر خاموش ہوئی۔ تو حاضرین کا اضطراب بہت بڑھ گیا۔

فوراً ہی بعد اپنے جذبات پر قابو پا کر اس خاتون نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "مسٹر رین فورڈ آپ کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا ہے کہ میرے لئے آپ کو کسی قسم کی تسکین دینا غیر ممکن ہے۔ لیکن اس ہجوم یاس میں بھی جو آپ پر طاری ہے۔ میرے لئے یہ بیان کرنا ایک حد تک موجب اطمینان ہے۔ کہ فوجداری عدالت کا فیصلہ اب آپکے خلاف ناطق نہیں۔ زمانہ گذشتہ کو ہمیشہ کے لئے گذرا ہوا سمجھ لیجئے۔ کیونکہ اس کے واقعات کی تجدید غیر ممکن ہے۔۔۔"

"جارجیانہ" ارل آف ایلنگھم نے اس حسینہ کو تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "تم کیا کہتی ہو؟"

لیڈی ہیٹ فیلڈ بولی "میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ٹامس رین فورڈ کا وہ جرم جس کے لئے اُسے سزا دی گئی تھی۔ معاف کیا جا چکا ہے۔" پھر اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے جبکہ حاضرین انتہائے حیرت سے لب بستہ تھے۔ کہا "میرے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوفناک فیصلہ جو فوجداری عدالت نے مسٹر رین فورڈ کے خلاف کئی ماہ پیشتر صادر کیا تھا۔ منسوخ اور موقوف ہو چکا ہے۔ چنانچہ میرے پاس امیرالامرا کا دستخطی حکم موجود ہے۔ جس میں ٹامس رین فورڈ کو کامل معافی دی گئی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ اس پر اُن کے اہلکاروں کے بھی دستخط ثبت ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک کاغذ لارڈ ایلنگھم کے ہاتھ میں دیا۔ لیکن وہ فوراً ہی اس کے ہاتھ سے فرش پر گر پڑا۔ کیونکہ اس نے دیکھا۔ کہ رین فورڈ غش کھا کر زمین پر گر گیا ہے۔

اس کے منہ میں پانی ڈالا گیا۔ اور اسے ہوش میں لانے کی باقی تدابیر استعمال کی گئیں۔ لیکن کئی لمحوں تک ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس پر موت کی سی حالت طاری ہے آخر جب اسے ہوش آیا۔ تو اس نے جارجیانہ کو اشارہ سے اپنی طرف بلا کر مری ہوئی آواز سے کہا۔ "نیک دل خاتون خدا تمہیں برکت دیگا۔ تم انسان نہیں فرشتہ ہو۔"

جس وقت حاضرین کو معلوم ہوا۔ کہ رین فورڈ کو کامل معافی دی جا چکی ہے۔ اب

عبادت

ر ایلڈیلی نے اس کے خلاف موت کا جو حکم صادر کیا تھا۔ وہ اب قائم نہیں رہا۔ تو ان کا غم بھی حد تک رفع ہو گیا۔ ارل آف ایلنگھم نے رین فورڈ کے ہوش میں آنے پر وہ کاغذ غور سے دیکھا اور پھر مسٹر ڈانکیس کے روبرو پیش کیا۔

افسر مذکور کہنے لگا۔ "مائی لارڈ صاف ظاہر ہے کہ جن الزامات میں میں نے مسٹر رین فورڈ کو گرفتار کیا تھا۔ ان میں سے ایک بے اثر ہو چکا ہے۔ اور اس کے لئے مجھے بہت خوشی ہے۔ کیونکہ سنگین الزام وہی تھا لیکن چونکہ اس کے خلاف ابھی ایک اور الزام سر کرسٹوفر بلنٹ اور ڈاکٹر لیبلز کے اغوا کا باقی ہے۔ اس لئے میں اُسے رہا نہیں کر سکتا . . ."

"ٹھہرو مجھے یاد آگیا۔" رین فورڈ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ یکایک اس کے قوا پھر تازہ دم ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد جبکہ حاضرین فرط حیرت سے اس کی حرکات کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے قریب ہی رکھی ہوئی میز کی دراز کھولکر اس میں سے ایک پاکٹ بک نکالی اور اس کے اندر رکھے ہوئے کاغذات کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگا۔ آخر کار ان کاغذات میں سے ایک کو ہاتھ میں لیکر اس نے فاتحانہ انداز سے اسے لارڈ ایلنگھم کے حوالہ کیا۔ وہ بے اختیار اسے بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

میں حامل رقعہ کا بہت ممنون ہوں۔ کیونکہ اس نے ایک موقعہ پر مجھے خاص مدد دی تھی۔ پس اگر کسی موقعہ پر اسے میری امداد کی ضرورت ہو۔ اور وہ امداد میری شان مراتب کے خلاف نہ ہو۔ تو مجھے اس قسم کی مدد دینے سے انکار نہ ہوگا۔ جارج

۱۸۲۰ء

اس مضمون کو سنکر مسٹر ڈی مڈینا نے اپنے داماد کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ اور اس وقت جبکہ اس کے قابل احترام چہرہ پر خوشی اور غم کے مشترکہ آنسو بہ رہے تھے اس نے کہا۔ "تم بچ گئے۔ تم سب الزامات سے بچ گئے۔"

ارل آف ایلنگھم کہنے لگا۔ "معاملہ اتنا حیرت خیز ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔" پھر وہ لیڈی ہیبلٹ فیلڈ سے متوجہ ہو کر بولا "تمہاری نیک نہاد بہن۔ مجھے معلوم ہے تم نے ٹامس رین فورڈ کی معافی کا یہ حکم کب حاصل کیا تھا۔ میں اس کے سارے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔"

"آپ!" جار جیانہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ارل کہنے لگا "ہاں میں نے وہ گفتگو جو کارلٹن ہوس کے نیلی مخمل کے کمرہ میں امیرالامرا اور تمہارے درمیان ہوئی تھی۔ سن لی تھی۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے اس گفتگو کو سن کر تمہارے جیسی نیک باطن خاتون کے متعلق کسی طرح کے مضر شبہات کو اپنے دل میں جگہ دی۔"

"اس داستان کا باقی حصہ میں بیان کر سکتا ہوں" ٹام رین نے جلدی سے کہا "کیونکہ جس سیاہ فام حبشی نے آپ کو کارلٹن ہوس میں گستاخانہ سلوک سے محفوظ رکھا۔ وہ میں ہی تھا۔" پھر اس نے سراغرساں ڈائکیس کی طرف پرمعنی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "ان واقعات کی توضیح کسی اور موقعہ پر کی جائے گی۔ اس اثنا میں آر نغفر یہ فرض آپ کا ہے کہ امیرالامرا کے اس دستخطی پروانہ کو لے جاکر اس کے متعلق ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائیں۔ جس وقت آپ یہ دستاویز وزیر ملکی کو دکھائیں گے تو وہ مناسب احکام جاری کر دینگے۔ اور اس طرح پر میری آزادی کے متعلق ساری کارروائی ہر پہلو سے مکمل ہوجائے گی۔"

ارل آف الینگہم نے اس کام کو شوق سے اپنے ذمہ لیا۔ اور اگرچہ رات بہت جا چکی تھی۔ تاہم ارل کو معلوم تھا کہ وزیر موصوف کے مکان پر آج ایک دعوتی جلسہ ہے اس لئے یقیناً وہ گھر پر ہی ملیں گے۔

ڈائکیس کچھ تو لیڈی ہیٹ فیلڈ کی پیش کردہ دستاویز سے ہی متعجب تھا۔ اب وہ یہ دیکھ کر اور بھی حیرت زدہ ہوا کہ ٹامس رنفورڈ کو نہ صرف ارل آف الینگہم جیسے صاحب اثر دوست کی امداد حاصل ہے۔ بلکہ خود امیرالامرا کا عدہ امداد بصورت تحریر اس کے پاس موجود ہے۔ ان باتوں کے یکے بعد دیگرے ظہور میں آنے سے اس شخص پر ایسا اثر ہوا کہ وہ صرف اتنا وعدہ لیکر دوسرے کمرہ میں جانے پر آمادہ ہوگیا کہ جب تک وزیر ملکی کی طرف سے ملزم کو رہائی کا آخری پروانہ وصول نہ ہو ٹامس رین فورڈ اس مکان سے باہر نہ جائے۔ ٹام رین نے یہ وعدہ فوراً سچے دل سے دے دیا۔ اور ڈائکیس اب اس کمرہ میں چلا گیا۔ جہاں بنجمن یونز نگہم اور باقی سپاہیوں کے زیر حفاظت بیٹھا تھا۔

ڈائکیس کے چلے جانے پر جارجیانہ بھی رخصت ہونے کے لئے اٹھی۔ یہ پہلا

موقعہ تھا۔ کہ اس کی خاندان مڈینا کے افراد سے ملاقات ہوئی۔ لیکن وہ ایک شریف اور نجیب خاتون تھی۔ اور اس نے اسٹنفرڈی مڈینا اور اس کے والد سے اس صدمہ عظیم میں جو انہیں برداشت کرنا پڑا تھا۔ دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ انھوں نے بھی جارجیانہ کا سچے دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور جارجیانہ اُن سے رخصت ہوئی۔ تو فریقین میں گہرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔ اور اس نے ان سے پرتپاک طریقہ سے ہاتھ ملایا۔

پھر چلتے وقت اس نے اپنا ہاتھ اس شخص کی طرف بھی بڑھایا۔ جس کا نام ہی اب تک اس کے بدن میں لرزہ پیدا کر دیتا تھا۔ . . ہاں اس نے عیسائیت کے سچے اصول سے کام لیکر اپنا ہاتھ ٹامس رینفورڈ کی طرف بھی بڑھایا۔ اور آنکھیں اُٹھائے بغیر صرف اتنا کہا۔ "مسٹر رینفورڈ خدا کرے آپ اب بھی سالہائے مسرت سے بہرہ اندوز ہو سکیں"۔

اس نے اس نازک ہاتھ کو اندازشت گذاری سے دبایا۔ اور آنسو کا ایک قطرہ . . اس کے پشیمان دل کے ثبوت کی حیثیت میں اس کی پلکوں پر نمودار ہوا۔ مگر وہ ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہ کر سکا۔ اس کا دل مختلف جذبات سے اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ وہ لفظوں کے ذریعہ شکریہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس خاتون کی شرافت اور درگذر کا جس کے ناموس کو اس نے عارضی جوش دیوانگی میں برباد کر دیا تھا۔ مداح اور پرستار تھا۔ اس وقت جب ٹامس رین اپنی محسنہ کے روبرو لب بستہ سر جھکائے آنکھوں کو پرنم کئے کھڑا تھا۔ زمانہ ماضی کی تلخ یاد اس کے سینہ میں برچھی کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

مسٹر ڈی مڈینا نے اپنے داماد کو اس حالت ندامت میں دیکھکر جس کی وجہ سے وہ بیخبر نہ تھا۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو گاڑی تک لے جانے کے لئے اپنا بازو پیش کیا۔ جسوقت جارجیانہ اپنی گاڑی پر مکان کی طرف واپس جا رہی تھی۔ تو دل میں خوش تھی کہ میں نے لارڈ ولنگھم کی خاطر اس کے بھائی پر یہ احسان کیا۔

جارجیانہ کو گاڑی پر سوار کرا کے مسٹر ڈی مڈینا پھر اس کمرہ میں گیا۔ جہاں اسٹنفر اور رینفورڈ موجود تھے۔ اور تینوں بہت دیر تک ٹامس رین ٹامر کی بے وقت اور دردناک موت پر آنسو خون بہاتے رہے۔

یہاں ہم اس دردناک سین پر پردہ گرا دیتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کا غم جو اس وقت انہیں محسوس ہوا۔ کیفیت بیان سے بالاتر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد جب وہ اس کمرہ میں پہنچے۔ جہاں ٹامر کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ تو اسے دیکھ کر ان کے غم نے جو شدت اختیار کی اس کی کیفیت کو بھی ہم قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں ہمارے لئے اس قسم کے فرض کی انجام دہی کتنی رنجدہ اور الم خیز ہے۔

ان حالات میں جس وقت مسٹر ڈیمی ڈینا۔ اسٹفر اور رینفورڈ ٹامر کی بے وقت موت پر گریہ وزاری کر رہے تھے۔ اور لارڈ ایلنگھم امیر الامرا کا دستخطی رقعہ لیکر وزیر ملکی کے پاس ضروری احکام حاصل کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ہم اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ اس کمرہ میں چلنے کی زحمت گوارا کریں۔ جہاں اولڈ وینچ ہنگھم اور اس کے ماتحتوں کے زیر حفاظت بیٹھا تھا۔

باب ۱۱۶ تیزاب کی بوتل

جس وقت ڈائیکس اس کمرہ میں پہنچا۔ تو بنجمن بونز کرسی پر بیٹھا اضطراب اور بے چینی کی حالت میں آگے پیچھے ہل رہا تھا۔ اور ہنگھم اور اس کے سپاہی ایک میز پر بیٹھے کچھ کھا رہے تھے۔

معمر بدمعاش کی رنگت اس وقت نہائت زرد تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک وحشیانہ چمک پائی جاتی تھی جس نے اس کے چہرہ کی ہیبت ناک صورت کو دوبالا کر دیا تھا اس وقت اس کی صورت دیکھ کر خوف آتا تھا۔

اب جس وقت اسے واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے کا وقفہ ملا اور وہ جوش جو کشت و خون کے وقت انسان پر سوار ہوتا ہے رفع ہو گیا۔ تو اس نے اپنی موجودہ خوفناک اور ہیبت بخش حالت پر غور کرنا شروع کیا۔ اگرچہ اس کے باوجود اس نے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا اور نہ کسی پشیمانی کے خیال کو دل میں آنے دیا۔ اگر اسے پھر آزادی مل جاتی۔ اور اس قسم کا کوئی اور جرم کرنے کا موقعہ پیش آتا۔ تو وہ یقیناً ایسا کرنے سے اب بھی باز نہ رہتا۔

جس وقت سر اغرساں ڈائیکس کمرہ میں داخل ہوا۔ تو ہنگھم کہنے لگا مسٹر ڈائیکس

آپ بھی کچھ تناول کیجیے۔ یہ سر گوشت جو ہم کھا رہے ہیں بہت مزیدار ہے۔ اور میرے بھی اعلے قسم کی ہے۔"

"اور یہ اچار بھی تو کم لذیذ نہیں" سپاہیوں میں سے ایک نے جو فطرتاً تلخ طبیعت کا تھا غراہٹ کے لہجہ میں کہا۔ وہ خوشی کے موقعہ پر بھی اس غراہٹ کو دبا نہ سکتا تھا۔

مسٹر بنگھم نے دوبارہ اصرار کر کے کہا "بیٹھیے کچھ تو کھا لیجیے۔ اور ہاں یہ تو کہیے ٹام رین کا کیا ہوا؟"

"کیا ہوا؟" مسٹر ڈانکس نے اپنی چھاتی اس شخص کی طرح پھیلا کر جس نے کوئی نہائت اہم خبر سنائی ہو۔ کہا "یوں کہو کہ کیا کچھ نہیں ہوا۔"

"کیا اس نے اپنا گلا کاٹ لیا؟ یا زہر کھا لیا؟" اولڈ ڈیتھ نے شوق سے پوچھا۔

"واہ! اُسے کیا مصیبت پڑی تھی۔" ڈانکس نے کہا "بیوقوف بڈھے تمہارے دل میں ہمیشہ بُرے خیالات ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ مسٹر رین فورڈ حقیقت میں ایک نہایت شریف باطن آدمی ہے۔ اور میں ہمیشہ سے جانتا ہوں کہ اس میں جوہر شرافت موجود ہے۔ اس کے حامی و مددگار ایسے صاحب اثر دوست ہیں جو یقیناً اُسے زیادہ عرصہ کسی مشکل میں مبتلا نہ چھوڑتے۔"

یہ کہتے ہوئے افسر مذکور نے حاضرین کی طرف پرمعنی انداز سے دیکھا۔ بنگھم اور باقی سپاہی اس وقت سخت تعجب کی حالت میں تھے۔

اولڈ ڈیتھ یہ جاننے کے لئے بے قرار ہو کر کہ رین فورڈ نے کیا کیا ہے۔ گھبرا کے پھر سے بولا۔ "آخر بتائیے تو سہی اس نے کیا کیا؟ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ وہ ۔۔۔ فر ۔۔ فرار ہو گیا؟" اس نے رکتے رکتے پوچھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو ٹام رین جس کے خلاف اسے سخت کینہ تھا۔ پھر ایک بار پھانسی کے تختہ سے بچکر نکل جائے۔

"صبر! صبر!" مسٹر ڈانکس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "پہلی بات میں تمہیں یہ سناتا ہوں۔ کہ اس کی مدد کے لئے ایک عورت آئی۔ وہی عورت جس کا نام لیڈی ہیٹ فیلڈ مشہور ہے۔ اور جس کی نقدی چند ماہ پیشتر ٹام رین نے ہونسلو کے قریب چھین لی تھی۔ اگرچہ اس وقت مقدمہ میں یہ بات ثابت نہ ہو سکی ۔۔۔"

"اچھا۔ اچھا پھر کیا ہوا؟" اولڈ ڈیتھ نے سخت پریشانی کی حالت میں قطع کلام کر کے

پوچھا۔

مسٹر ڈائکیس سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "میں یہ بتانا بھول گیا کہ اس سے بھی پہلے مس ڈی مڈینا اپنے باپ اور لارڈ الینگھم کو ساتھ لیکر آئی تھی۔"

اولڈ ڈیتھ نے وحشیانہ انداز سے غصہ میں بھر کر غرانا شروع کیا۔

ڈائکیس کہنے لگا "یارننگھم اب میں اس ہیروں والے معاملہ کو بھی اچھی طرح سمجھ گیا۔ کیونکہ اگرچہ دونو بہنوں میں سے ایک مرچکی ہے۔ اور اس کی صورت بالکل بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسی مشابہت جیسی ان دونوں بہنوں میں پائی جاتی ہے۔ بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔"

اس جگہ ہم یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اولڈ ڈیتھ ان سپاہیوں کی زبانی جنہیں اس کی نگرانی کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ یہ بات سن چکا تھا۔ کہ جسے میں نے قتل کیا وہ استھر ڈی مڈینا نہیں بلکہ ٹامر ہے یعنی اس شخص کی بیوی جسے وہ اپنا دشمن جانی سمجھتا تھا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر ڈائکیس پھر کہنے لگا۔ "جیسا کہ میں بیان کر رہا تھا۔ اتنے میں لیڈی ہیٹ فیلڈ بھی آگئی۔ اور اس نے ایک باقاعدہ تقریر کر کے ہمیں اس واقعہ کے لئے جو پیش آنے والا تھا۔ تیار کیا۔ اسکے بعد وہ جھٹ سے کہنے لگی۔ ٹام رین کے جرم کی معافی میرے پاس موجود ہے۔ اور یہ معافی نامہ امیر الامرا سے حاصل کیا گیا ہے۔"

"نہیں! نہیں!" اولڈ ڈیتھ نے چیخ کر کہا۔ "یہ بالکل جھوٹ ہے ۔۔۔ بالکل جھوٹ ہے۔"

"بکواس نہ کرو۔" مسٹر ڈائکیس نے اس وجہ سے بہت ناراض ہو کر کہا کہ مجھے دروغ گو سمجھا گیا ہے۔ اور میری بات پر اعتبار نہیں کیا گیا۔" لیڈی ہیٹ فیلڈ کے پاس وہ کاغذ ہر پہلو سے مکمل اور تیار موجود تھا۔"

"یہ جعل سازی ہے ۔۔۔ بھاری جعل سازی ہے۔" بنجمن بونز نے اور زیادہ جھنجھلا کر کہا اور اب ذہنی جوش کی وجہ سے اس کی صورت بے حد خوفناک نظر آنے لگی۔" کیا تم نے اسے محض اس بہانہ پر چھوڑ دیا؟ ۔۔۔ کیا تم نے اُسے رخصت ہو جانے دیا؟"

اتنا کہہ کر وہ نیم بیہوشی کی سی حالت میں پیچھے کی طرف کرسی پر گر پڑا۔

"کتنا ضدی شخص ہے کہ اپنی ہی بات رٹے جاتا ہے۔" ننگھم نے کہا۔ پھر وہ ایک

سپاہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اس کمبخت کے منہ میں تھوڑی سی تو ڈال دو ایسا نہ ہو اس طرح دم گھٹ کر مر جائے اور پھانسی کی رسی اس کی لاش سے محروم رہے"

جس سپاہی کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ وہ پورٹ شراب کا گلاس لیکر بڈھے کے قریب گیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن گلاس کو بڑے جوش کے ساتھ پرے ہٹا دیا اور خوفناک طریق پر غرانے لگا۔

"جانے دو نہیں پیتا تو جہنم میں جائے" بگھم نے ناراض ہو کر کہا۔

اس پر وہ سپاہی پھر اپنی جگہ پر آبیٹھا اور دوبارہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

ڈنکس کہنے لگا "مسٹر بونٹر سنو میں تمہیں ساری کیفیت بتاتا ہوں۔ بہت لوگوں کے جرم معاف کر دیئے جاتے ہیں خصوصاً ایسی حالتوں میں کہ مجرم کوئی شریف آدمی ہو۔ کیونکہ غریب کے متعلق تو کسی کو ہمدردی ہی نہیں ہوتی۔ میں نے اس سے پہلے بھی کئی معافی نامے دیکھے ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ معافی نامہ بالکل درست اور بجا تھا۔ اس کے اوپر امیر الامراء کے دستخط اور نشان موجود تھا۔ اور نیچے وزیر ملکی کے بھی دستخط تھے"

"وہ بچ گیا! ہائے افسوس وہ بچ گیا" اولڈ بڈھے نے ذہنی اذیت کی حالت میں دونوں ہاتھ ملا کر چلاتے ہوئے کہا۔ "بدبخت ابھی پھانسی سے بچ جائیگا ... وہ ... وہ ..."

اور ایک بار پھر وہ بے دم ہو کر اس طرح پیچھے کی طرف جھک گیا کہ آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ اور اس کا خشک بدن تشنج میں مبتلا نظر آنے لگا۔

آخر ایک طویل وقفہ کے بعد جس کے دوران میں اس کی خوفناک صورت کو دیکھ کر خبریں بھی ہیبت زدہ اور متعجب ہو گئے تھے۔ اس نے کہا "آہ! مجھے ایک اور بات یاد آئی ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے کینہ آمیز طریق پر مسکرانے کی کوشش کی "کیا آپ لوگوں کو یاد نہیں۔ کہ اس [illegible] والے معاملے میں بعض آدمیوں کو اغوا کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ آپ نے خود میرے سامنے بھی بیان کیا تھا ..."

"بیشک کیا تھا" بگھم نے جس سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے جواب دیا "اور اس کام کو کرنے والا بھی [illegible] ہی تھا۔ کیوں مسٹر ڈنکس اس کے متعلق آپ نے کیا کیا؟"

اس نے جواب دیا "یہ الزام بھی رد ہو چکا ہے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ہمیں ہمارا انعام ضرور مل جائیگا۔ کیونکہ ہم نے اسے گرفتار کر کے اپنا فرض سرانجام دے دیا ہے۔ گو وزیر ملکی نے اس معاملہ میں بھی اُسے معافی دے دینا منظور کیا!"

"نہیں وہ ہرگز معافی نہیں دے گا" اولڈ ڈیتھ نے سخت بے صبری اور جوش کی حالت میں کہا "وہ ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر سابقہ جرم میں شامرین کو بیشک معافی مل چکی ہے۔ تو اس جرم میں ضرور اُسے پھانسی پر لٹکنا پڑیگا۔ کیونکہ جو کچھ اس نے کیا۔ وہ اعانت قتل کے برابر ہے۔ اس نے قاتلوں کو اپنے ہاں پناہ دی۔ ہا ہا! وہ اس کے لئے ضرور پھانسی پر لٹکے گا!"

ڈامکیس کہنے لگا "مجھے امید نہیں۔ کیونکہ اس کے پاس امیر الامرا کا دستخطی رقعہ موجود ہے۔ اور اگرچہ مجھے معلوم نہیں۔ اس نے یہ رقعہ کیونکر حاصل کیا۔ بہرحال وہ ایک ضابطہ کی دستاویز ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے شامرین کو کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ لارڈ ایلنگھم نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور وہ وزیر ملکی سے اجازت حاصل کرنے گیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے رین فورڈ سے وعدہ لے کر اس سے نگرانی ہٹالی ہے"

"وہ آپ لوگوں کو دھوکہ دیگا ۔۔۔ وہ ضرور فرار ہو جائیگا ۔۔۔ وہ بچکر نکل جائے گا" اولڈ ڈیتھ نے چلا کر کہا "اس پر اعتماد کرنا دیوانگی ہے۔ اُسے جا کر پکڑ لو ۔۔۔ اُسے ہتھکڑی لگا دو! ۔۔۔"

"اس پر نہیں تو تم پر تو ضرور ہی لگ جائیگی" ڈامکیس نے قطع کلام کر کے کہا "خصوصاً اس صورت میں کہ تم نے اس کا اس کو پتہ نہ دیا" پھر وہ ہنگھم اور سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "واقعہ بڑا دلچسپ ہے عمر رسیدہ یہودی ایک نہایت عزت دار شخص معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر میں مجسٹریٹ ہوتا۔ تو کسی بڑی سے بڑی رقم کے لئے اس کی ضمانت لینے میں انکار نہ کرتا۔ اس کی بیٹی بھی ایک نہایت خوبصورت دوشیزہ ہے اور میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ارل کا ارادہ اس سے شادی کرنے کا ہے"

"مسٹر ڈامکیس! مسٹر ڈامکیس" اولڈ ڈیتھ نے سراغرساں کے کان میں آہستگی سے کہا! افسر مذکور نے مڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ معمر بدمعاش اس پر جھکا کھڑا ہے۔

"کیوں کیا کہتے ہو؟" سراغرساں نے پوچھا۔

"میں تم سے ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں" یونز نے دبی ہوئی گھٹی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سارا بدن عصبی جوش کی وجہ سے کانپا۔ "میں صرف ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں ۔۔۔"

سراغرساں عمر رسیدہ بدمعاش کے ساتھ اس کمرہ کی طرف چلا گیا جس سے خفیہ نگاہ کا دروازہ کھلتا تھا۔ اور وہاں جا کر کہنے لگا "بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں تم سے علیحدگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تم سے ایک نہایت ضروری معاملہ پر گفتگو کرنی ہے۔" اولڈ ڈیتھ نے بے صبری سے کہا "اس کمرہ میں آجاؤ۔ یقیناً میں زیادہ دیر تمہیں نہ روکوں گا۔"

سراغرساں تلخ لہجہ میں کہنے لگا "خیر تمہیں خوش کرنے کے لئے یہ بھی سہی۔ میں تو ابھی سے تمہیں زندہ آدمیوں کی فہرست سے خارج سمجھتا ہوں۔ نہ صرف تمہارے نام میں لفظ موت[۱] شامل ہے بلکہ قانون بھی بہت جلد تمہیں حقیقت میں موت کے حوالہ کر دے گا۔"

اس خوفناک مذاق کے نتیجہ اگرچہ اولڈ ڈیتھ جیسے بدمعاش کے ساتھ کیا گیا تھا۔ تاہم وحشیانہ ضرور تھا۔ بوسٹر بیٹ کا سراغرساں ڈائیکس اسے خفیہ نگاہ کی طرف لے گیا۔ جہاں ایک شمع روشن تھی۔ اس کے اندر داخل ہو کر بنجمن یونز نے دروازہ کو احتیاط سے بند کر دیا۔

ڈائیکس عمر رسیدہ بدمعاش کی طرف دیکھ کر اور ایسے انداز سے جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ "ملزم کے فرار کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی۔ کہنے لگا "جو کچھ تم نے کہنا ہو جلدی سے کہہ لو۔"

اولڈ ڈیتھ چاپلوسی کے لہجہ میں مگر ایسے انداز سے جس سے سخت عصبی اضطراب ظاہر ہوتا تھا۔ کہنے لگا "مسٹر ڈائیکس آپ بڑے شریف آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ آپ بہت نیک نہاد ہیں۔ اور یقیناً آپ اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ مجھ جیسے بدنصیب عمر رسیدہ شخص کو ۔۔۔ پھانسی پر لٹکایا جائے۔ نہیں نہیں آپ اس کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتے اگرچہ یہ بھی میں جانتا ہوں۔ کہ اس رعایت کا طلبگار ہونے کے لئے میری طرف سے کچھ نہ کچھ ہونا ضروری ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس جو کچھ موجود ہے ۔۔۔ کئی ہزار پونڈ کی رقم جو میں نے سخت محنت سے جمع

[۱] ڈیتھ کے معنی "موت" کے ہیں ۱۲

کی ہے وہ سب میں آپ کو دے دوں گا۔ میرے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وہ رقم کہاں رکھی ہوئی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں چلکر وہ روپیہ جو میرے پاس موجود ہے۔ آپ کو دے دوں گا ایک پائی بھی اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ میری طرف سے بس اتنی درخواست ہے اور مجھے [illegible] ..."

"کیا؟" ڈائکس نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ اولڈ ڈیتھ کی بات کو بالکل نہیں سمجھا۔

"میرے دوست تم تو بالکل انجان بنے جاتے ہو۔" بنجمن بونز نے اور بھی زیادہ خوشامدانہ لہجہ میں کہا۔ اس کا لہجہ اتنا دبا ہوا تھا جس قدر اس کی کھوکھلی آواز اجازت دے سکتی تھی "ذرا سوچو میں ایک عمر رسیدہ شخص کتنی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ یہ سوچکر تمہیں کبھی چین نہ آئے گی۔ کہ مجھ جیسے بدنصیب شخص کو تمہاری بدولت پھانسی پر لٹکنا پڑا۔ مسٹر ڈائکس جواب کیوں نہیں دیتے؟ میں پانچ ہزار پونڈ ... پورے پانچ ہزار دینے کو تیار ہوں۔ اگر ... اگر ..."

"اگر کیا؟" افسر مذکور نے دق کرنے والے استقلال کے ساتھ پوچھا۔ کوئی جانے وہ اولڈ ڈیتھ کی باتوں کو بالکل سمجھتا ہی نہ تھا۔

"اگر تم ... اگر تم مجھے یہاں سے فرار ہو جانے کا موقعہ دو" اولڈ ڈیتھ نے افسر مذکور کی طرف اس انداز سے دیکھتے ہوئے کہ اس کی نگاہ مسٹر ڈائکس کے قلب تک پہنچتی معلوم ہوتی تھی التجا کے پیرایہ میں کہا۔

"بہت خوب" ڈائکس نے مختصر طور پر جواب دیا۔ اس کے چہرہ یا الفاظ سے اس سے یہ ظاہر نہ ہوتا تھا کہ وہ اس تجویز کے متعلق کیا ارادہ رکھتا ہے۔

"تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم اس تجویز پر رضامند ہو؟" بونز نے دوبارہ پوچھا۔ "دیکھو پانچ ہزار پونڈ کی رقم [illegible] آج ہی رات کو تمہیں ادا کر دی جائے گی ..."

"نہیں میرے میاں یہ بات نہیں ہو سکتی" یکایک ڈائکس نے بڑی سرد مہری کے ساتھ بے دردانہ لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قصداً پہلے عمر رسیدہ بدمعاش کی حوصلہ افزائی کرتا رہا تاکہ بعد میں یکایک اس کی ساری تمناؤں کو خاک میں ملا دے۔

"نہیں ہو سکتی؟" اولڈ ڈیتھ نے سخت پریشان ہو کر کہا۔ اس وقت اس پر انتہا درجہ

کی مایوسی طاری تھی "تم کہتے ہو نہیں ہو سکتی" اور یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہوئے اس نے وحشتناک نظروں سے کمرہ کے اندر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔

"بس تم یہی کہنے کے لئے مجھے یہاں لائے تھے" سراغرساں نے اولڈ ڈیتھ سے پوچھا "کیونکہ اگر ایسا ہو۔۔"

"پانچ ہزار پونڈ کی کثیر رقم! اور اس کی وصولی سے تم انکار کرتے ہو" یونز وحشت آمیز لفظوں میں کہنے لگا "الٰہی! اب میرا کیا حال ہوگا۔۔ میں کدھر جاؤں۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے پھر تیزی سے کمرہ کے مختلف حصوں میں نظر ڈالی۔

ڈانکیس کہنے لگا "آؤ اب واپس اسی کمرہ میں چلیں۔ تم نے اپنی تجویز بیان کردی۔ اور میں نے سن لی۔ چونکہ وہ ناقابل عمل ہے۔ اس لئے یہاں کھڑے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں"

اس وقت اولڈ ڈیتھ کی نگاہ جو کمرہ کے مختلف حصوں میں پھر رہی تھی۔ قریب ہی الماری میں رکھی ہوئی ایک چیز پر پڑی۔ اور اس نے ایک کر اس الماری سے ایک بوتل اٹھالی۔ یہی وہ شے تھی جس کی تلاش میں وہ عرصہ سے لگا ہوا تھا۔

ڈانکیس کو اس بات کا تو علم نہ تھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے۔ مگر یہ سوچکر کہ یہ شخص ضرور کوئی شرارت کرے گا۔ اس نے آگے بڑھ کر اولڈ ڈیتھ کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ بجلی کی تیز رفتاری کے ساتھ بنجمن یونز نے اس بوتل کو جو اس کے دائیں ہاتھ میں تھی اوپر اٹھالیا اور چشم زدن میں وہ اس مرکب کو جو اس بوتل میں بند تھا۔ سراغرساں پر ڈال دیتا۔ مگر اس نے خطرہ سے آگاہ ہو کر عقل حیوانی کے جذبہ حفاظت کے زیر اثر اپنے سر کو جھکا لیا اور اس کے ساتھ ہی یکایک اولڈ ڈیتھ کے منہ سے ایک ہولناک چیخ نکلی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوتل پر شیشہ کا جو کاگ لگا ہوا تھا۔ وہ ڈھیلا ہونے کی وجہ سے بوتل کو اونچا اٹھاتے وقت گر پڑا۔ بوتل میں گندھک کا تیزاب بھرا ہوا تھا۔ کاگ گر جانے سے یہ تیزاب چھلک کر اولڈ ڈیتھ کے سر اور چہرہ پر گرا۔ چند قطرے ڈانکیس پر بھی گرے مگر ان کا اثر کپڑوں تک ہی رہا۔

سراغرساں افسر یہ دیکھ کر خوف زدہ پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور اولڈ ڈیتھ فرش زمین پر گر پڑا۔ وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح زمین پر لیٹ کر ہولناک چیخیں مارنے لگا اور دیوانہ وار چلانے لگا "ہائے میری آنکھیں۔۔۔ اُف میری آنکھیں!"

ان چیخوں کو سنکر بیگم اور اس کے سپاہی بھی پاس کے کمرہ سے دوڑتے ہوئے آئے۔ پہلے انہوں نے ڈائیکس کی طرف توجہ کی۔ مگر یہ دیکھکر کہ وہ تیزاب کے اثر سے معجزانہ طریق پر محفوظ رہا ہے انہوں نے اولڈ ڈیتھ کی طرف رجوع کیا۔ ایک سپاہی دوڑ کر پانی لے آیا۔ اور اس نے اس کے منہ پر زور سے چھینٹے دیئے مگر وہ اسی طرح فرش زمین پر لیٹتا اور پیچ و تاب کھاتا بڑی خوفناک چیخیں مارتا اور قسمت کو غلیظ گالیاں دیتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دیوانوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مل رہا تھا حقیقت یہ ہے کہ بدنصیب کا چہرہ خوفناک طریق پر جل گیا! اور اس کی بصارت بالکل ہی جاتی رہی تھی۔

اس جگہ ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس منصوبہ سے جو ایسے افسوسناک طریق پر ناکام رہا اور خود اولڈ ڈیتھ کے لئے اتنا تباہ کن ثابت ہوا اُس کا مدعا کیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ مسٹر ڈائیکس کو رشوت سے رضامند کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ تو اب اس کیلئے صرف ایک ہی چارہ کار رہ گیا یعنی فرار ہونا جب یہ تجویز اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ تو اسے خیال آیا۔ کہ ڈاکٹر لیسلز اپنی تجربہ گاہ میں بہت سے قاتل زہر اور زود اثر تیزابی مرکبات رکھا کرتا ہے۔ اس نے اپنی نگاہیں کسی ایسی چیز کی تلاش میں کمرہ کے اندر چاروں طرف ڈالیں۔ حتےٰ کہ اُسے ایک بڑی سی بوتل نظر آئی جس پر انگریزی میں لفظ ”گندھک کا تیزاب“ لکھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر معمر بدمعاش نے اپنے دل میں یہ تجویز سوچی کہ اس بوتل کو سراغرساں کے سر پر دے ماروں۔ اور اس کے بعد جو گھبراہٹ پیدا ہو اس سے فائدہ اٹھا کر اس کمرہ کی راہ سے فرار ہو جاؤں۔ جو کسی زمانہ میں اس کی خوابگاہ کا کام دیتا تھا اور جس کے متعلق ناظرین کو یاد ہے۔ کہ اس کے دو دروازے تھے۔ ایک تجربہ گاہ کی طرف اور دوسرا اور کمروں کی جانب۔

یہ خوفناک تجویز جس طریقہ پر ناکام رہی۔ وہ ہمارے ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ تیزاب کے گرنے سے عمر رسیدہ بدمعاش کو نہ صرف مہلک زخم آئے بلکہ اتنی اذیت پہنچی جس کا ذکر بھی خوفناک ہے۔ تیزاب سر پر گر کر کپڑوں کے اندر سے ہوتا ہوا اس کی گردن اور چھاتی پر بہ نکلا۔ اور بدن کے یہ سب حصے حتےٰ کہ اس کی آنکھیں بھی بالکل جل گئیں۔

جب ریفورڈ کو جو اس وسیع مکان کے دوسرے حصے میں تھا۔ یہ خوفناک

چیخیں سنائی دیں تو وہ بھی دوڑتا ہوا معاملہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے تجربہ گاہ کی طرف آیا۔ اور مسٹر ڈوی ڈینیا اور راستھر سے کہنے لگا "میری واپسی تک یہیں انتظار کیجئے گا" جس وقت وہ تجربہ گاہ میں ایک دروازہ سے داخل ہوا اسی وقت جیکیب دوسرے دروازہ کی راہ سے داخل ہوا۔ اور ڈوانیکس نے جلدی سے انہیں ان واقعات سے خبردار کیا۔ جو پیش آئے تھے۔ رین فورڈ نے حکم دیا کہ مرنے والے کو کسی بستر پر لٹایا جائے خوش قسمتی سے عین اس وقت ڈاکٹر لیسلز بھی وہاں پہنچ گیا۔

وہ افواہیں جو ریڈلائن سٹریٹ کے واقعات کے متعلق شہر میں مشہور تھیں ڈاکٹر کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر ٹام رین کے ساتھ مختصر گفتگو کے بعد اس کے تمام اندیشے جو اپنے دوست کی نسبت لگے ہوئے تھے رفع ہو گئے۔ اور اب وہ اولڈ ویتھ کی طرف متوجہ ہوا۔

لیکن اگرچہ اس کی تجربہ گاہ میں اس قسم کی بہت سی دوائیں موجود تھیں۔ جن سے ایسی حالتوں میں کام لیا جاتا ہے۔ تاہم ان کا اثر بے سود ثابت ہوا۔ ان کے استعمال سے اولڈ ویتھ کی جلن تو کم ہو گئی۔ لیکن ان کا اثر بدنصیب معمر بدمعاش کو موت کے آغوش سے محفوظ نہ رکھ سکا۔

"جیکیب" ڈاکٹر لیسلز نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا "جیکیب سمتھ وہ بوتل جو سامنے رکھی ہوئی ہے مجھے دے دو"

جیکیب سمتھ کا نام سنکر اولڈ ویتھ نے جو ابھی تک نہایت خوفناک طریق پر کراہتا اور پیچ و تاب کھا رہا تھا چیخنا بند کر کے کہا "کیا جیکیب سمتھ یہاں ہے؟ آہ! اگر ہے تو میں اسے بتانا چاہتا ہوں ۔۔۔ الٰہی! کتنی تکلیف وہ جلن ہے ۔۔ جیکیب جیکیب میرے غریب لڑکے ۔۔۔ ہائے میری آنکھیں ۔۔ ڈاکٹر صاحب میری آنکھوں کے لئے ۔۔۔ کچھ کیجئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کسی نے جلتے ہوئے کوئلے میرے سر میں داخل کر دیئے ہیں ۔۔ جیکیب میں ۔۔ میں تمہارا باپ ہوں ۔۔۔"

"میرا باپ!" لڑکے نے ان الفاظ کو سنکر متوحش ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی بستر کے قریب دوڑا تو ہو کر وہ کہنے لگا "اگر آپ حقیقت میں میرے باپ ہیں ۔۔"

"ہاں جیکیب میں ہی تمہارا باپ ہوں" مرنے والے بدنصیب نے کہا "لیکن یہ

اذیت... ہائے! ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی میرے بدن کو نوچ رہا ہے... اُف! اُف! یہ کون ہے جو جلتی ہوئی سلاخیں میری آنکھوں میں داخل کرتا ہے... ڈاکٹر صاحب خدارا یہ سُرخ لوہا نکال لیجئے... ہائے کوئی مجھے اس جلتی ہوئی آگ سے بچائے... مجھے کہیں سے چلو میرا بدن جل رہا ہے میں آگ میں جھلس رہا ہوں... ہائے! میں جلا جاتا ہوں..."

"والد۔ والد!" جیکب نے دردناک التجا کے لہجہ میں کہا "اپنی طبیعت کو سکون دیجئے اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کیجئے۔ خدا اب بھی آپ پر رحم کرے گا۔"

"اُف! مگر کیا کوئی مجھے اس جلتی آگ سے نہیں بچا سکتا!" اولڈ ٹوبیتھ نے سخت عذاب کی حالت میں بستر پر ادھر ادھر کروٹیں لیتے ہوئے کہا "ظالمو! دوزخ تم سے بچے آہ! میں جلا جاتا ہوں... میرے بدن میں آگ لگی ہوئی ہے... میری آنکھیں جھلس رہی ہیں... میرے گوشت پر کوئی شخص گرم سُرخ لوہا لگا رہا ہے... آہ! کیا اسی کا نام دوزخ ہے!... اُف کیا سچ مچ یہی نارِ جہنم ہے... کیا فرشتہ اجل نے مجھے دوزخ میں ڈال دیا ہے! الٰہی یہ میری سزا ہے!... فرشتو میں منت کرتا ہوں مجھے دوبارہ دُنیا میں بھیج دو... میں نے جو گناہ کئے تھے اُن گناہوں کی تلافی کی کوشش کروں گا... میں ضرور نیک بنوں گا... میں اب کوئی گناہ نہ کروں گا... ہائے کوئی میری فریاد نہیں سنتا۔ اُف! یہ دوزخ کتنا خوفناک... کتنا خوفناک ہے... اور یہ آگ! ہائے آگ کے بنے ہوئے سانپ میرے بدن کے گرد لپٹ رہے ہیں... وہ میرے دل کو کھا رہے ہیں... انہوں نے اپنے دہن میری آنکھوں میں داخل کر دیئے ہیں... ہائے انہوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے کر کس لیا ہے... اوہ! اوہ! میں انہیں صاف محسوس کرتا ہوں ہائے رحم!... رحم!... رحم!... رحم!..."

"یہ نظارہ کتنا خوفناک ہے!" ہامر بین نے دبی آواز سے ڈاکٹر لیسلیتہ سے کہا! "و باقی جتنے آدمی اس کمرہ میں موجود تھے وہ بھی اس حالت کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک کانپنے لگے۔

جیکب سمتھ بدستور چارپائی کے قریب دوزانو بیٹھا۔ دونوں ہاتھوں میں منہ کو چھپائے

ہچکیاں لے رہا تھا۔

مرنے والا اسی طرح تھوڑی دیر تک دیوانہ وار چیختا چلاتا اور درد سے کراہتا رہا۔ مگر رفتہ رفتہ جوں جوں اس کی تڑپ کم ہوتی گئی۔ اس کی آواز بھی مدھم ہونے لگی۔ حتےٰ کہ آخرکار اس کے الفاظ لبوں تک آکر رک جاتے تھے چند منٹ اور اسی حالت میں رہ کر اس شخص کی سیاہ روح جس نے کبھی خوف خدا کو اپنے اندر جگہ نہ دی تھی۔۔۔ جس نے کبھی کسی انسان پر رحم نہیں کیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے یہاں سے رخصت ہوگئی۔

باب ۱۱۷ تین دن بعد

جس روز یہ اہم واقعات ظہور میں آئے تھے اس کے تین دن بعد کا ذکر ہے اور ہماری داستان کا نظارہ اب ڈاکٹر لیسلز کے مکان واقعہ گریفٹن سٹریٹ میں منتقل ہوتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے تھے۔ اور ڈاکٹر لیسلز لارڈ ولنگھم کے ساتھ نشست گاہ میں بیٹھا تھا۔ دونوں میں کچھ گفتگو ہو رہی تھی۔

امیر مذکور کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب شکر ہے آپ کو اتنی فرصت ملی۔ کہ آپ میرے سامنے ان معاملات کی کیفیت بیان کریں جن کا تعلق میرے مصیبت زدہ بھائی سے ہے۔ مگر جنہیں وہ اپنی موجودہ مصیبت کی وجہ سے خود بیان نہیں کر سکتا۔ ٹامر کا انتقال جس کا جنازہ پرسوں اٹھے گا اس کے فیاض دل پر صدمہ عظیم کا باعث ہوا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر ڈی مینا اور استھر کا حسن سلوک جو انہوں نے بے اصرار اپنے ساتھ فنچلے کو لے گئے ہیں کسی حد تک اس کے غم کو کم کرنے کا موجب ثابت ہوگا۔ مگر اس طرف غمزدہ باپ اور ماتم پوش بہن تو ٹامر کے انتقال کی وجہ سے محتاج تسکین ہیں۔ الٰہی یہ سانحہ کتنا دردناک ہے۔"

"مگر قاتل بھی بڑے ہی برے حال میں مرا" ڈاکٹر کہنے لگا "بہرحال اب جبکہ وہ جوشیلا جوان خوفناک حالات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا جو اولڈ ہیتھ کے جرم کے سلسلہ میں

ظاہر ہوئے بکسی حد تک کم ہوچکا ہے۔ اور نہ صرف پبلک اس میں اتنی دلچسپی نہیں لیتی بلکہ جن شخصوں سے ان واقعات کا براہ راست تعلق تھا ان کے دلوں سے بھی اس کا اثر محو ہونے لگا ہے۔ ہم اس معاملہ پر نسبتاً سکون کے ساتھ گفتگو کر سکیں گے مگر اولاً اے عزیز آرتھر تم یہ بتاؤ کہ وزیر ملکی سے تمہاری ملاقات کے دوران میں کیا کیا باتیں ہوئیں؟"

ارل نے کہا "جب میں اس خوفناک رات کو جب وہ واقعات ظہور میں آئے تھے وزیر ملکی کے دفتر میں پہنچا تو میں نے اپنے کارڈ کے ساتھ اطلاع بھیجی۔ کہ میں ایک ضروری کام پر فوراً آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اور میں نے جس قدر مختصر لفظوں میں ممکن تھا۔ سب باتیں جو قابل بیان تھیں۔ وزیر مذکور کے سامنے بیان کیں۔ میں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اس رین فورڈ جسے سزائے موت دی گئی تھی۔ اور جسے خلقت کے سامنے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ وہ کسی طرح پھانسی پر لٹکنے کے بعد زندہ رہا۔ مگر اس کا میں نے اس سے ذکر نہیں کیا۔ کہ اُسے کیونکر پھانسی پر لٹکنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ وزیر مذکور نے بھی اس بارہ میں مجھ سے کسی قسم کے سوالات نہ پوچھے۔ ان واقعات کا ذکر ہونے سے وزیر مذکور کو یاد آگیا۔ کہ چند ہفتے پیشتر وہ امیر الامرا کے کہنے سے رین فورڈ کے معافی نامہ پر دستخط کر چکا تھا۔ رین فورڈ کے متعلق تازہ واقعات کی اطلاع جس قدر مجھے معلوم تھی میں نے اُسے دی۔ اور جب وزیر موصوف نے یہ سنا کہ یہی وہ شخص تھا جس نے ڈارنٹر کے معاملات میں اس قدر سرگرم حصہ لیا۔ تو اُس کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے۔ لیکن اُس کے بعد میں نے امیر الامرا کا وہ دستخطی رقعہ اس کے سامنے پیش کیا۔ جو رین فورڈ کے پاس تھا۔ اور کچھ دھمکا کر اور کچھ سمجھا کر اُسے راہ راست پر لے آیا۔ وہ کہنے لگا۔ صدر مقام میں ان واقعات سے بہت سنسنی پیدا ہو چکی ہے۔ اور اب اس اطلاع سے یہ سنسنی اور بڑھ جائے گی کہ اس رین فورڈ نہ صرف پھانسی سے بچ گیا۔ بلکہ اس نے اپنی مرضی اور ارادہ سے سرکاری گورنمنٹ کے قانون کو اپنی حراست میں رکھا۔ اور اُن کے متعلق اپنی منشاء کے مطابق کارروائی کی۔ وزیر موصوف کہنے لگا اس سے تو لوگ سمجھیں گے کہ رین فورڈ کا خود

ہیرونٹ کے قتل سے تعلق تھا۔ اور ہر شخص یہ سوال کرے گا۔ کہ سپلنٹ اور
پیڈلر جنہیں رین فورڈ نے اغوا کیا تھا۔ اُن کا انجام کیا ہوا۔ اس کے جواب میں میں نے
اس سے کہا کہ یقین کیجئے۔ رین فورڈ کا سنہری کورٹنی کے قتل سے کچھ بھی تعلق
نہیں۔ البتہ اس نے اپنے دل میں مجرموں کی اصلاح کے متعلق ایک نئی تجویز سوچی تھی۔
اور وہ اسے ان شخصوں پر آزمانا چاہتا تھا۔ وہ دونوں آدمی سپلنٹ اور پیڈلر اب
اس ملک میں نہیں ہیں۔ اور اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ رین فورڈ اس بات کو ہرگز گورنمنٹ
کے روبرو ظاہر کرنے پر رضامند نہ ہوگا۔ کہ انہیں کہاں بھیجا گیا ہے۔ اب آپ
کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ اس معافی نامہ کی تصدیق کر دیں۔ ورنہ ممکن ہے
کہ مسٹر رین فورڈ امیرالامرا کے متعلق بعض رازکی باتیں ظاہر کر دے۔ جن کا نتیجہ
ہرگز خوشگوار نہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اس قسم کی
دھمکی دینا خود میرے لئے ناگوار تھا۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ اپنے عزیز بھائی کی خاطر
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں"

ڈاکٹر کہنے لگا "میرے خیال میں آپ کو کسی حد تک ان اسباب کا علم ہے۔
جن کے زیر اثر رین فورڈ کو امریکہ جانے کی بجائے انگلستان کو واپس آنے کا خیال پیدا
ہوا تھا اور اس نے وہ بھیس اختیار کیا جس میں رہ کر اُس نے اولڈ ڈینجر کی جماعت کو
منتشر کرنے کی کوشش کی"

ارل نے جواب دیا "جس روز اس مکان میں ٹامر کے قتل کا دردناک واقعہ
ہوا اور جیکب سمتھ اس کی اطلاع لے کر یہاں پہنچا۔ تو اتفاق سے میں وہیں موجود تھا۔ اس
وقت فنچلے سے ریڈلائین سٹریٹ کی طرف آتے ہوئے مجھے مسٹر ڈی ٹڈیا اور
استھر کی زبانی گاڑی میں بیٹھے ہوئے بعض حالات معلوم ہوئے تھے لیکن آپ
بھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مسٹر ڈی ٹڈیا اور اُن کی دختر کی طبیعت اس روز اتنی پریشان
تھی۔ کہ وہ اس بارہ میں کوئی تفصیلی کیفیت بیان نہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ
میں خود بڑے اضطراب کی حالت میں تھا۔ اور میرے دل میں اس قدر تشویش
اور بے چینی تھی . . ."

"میں سمجھتا ہوں اور ایسا ہونا قدرتی تھا" ڈاکٹر نے قطع کلام کر کے کہا۔ "مگر ہاں

پہلے آپ وزیر ملکی کے ساتھ اپنی ملاقات کی کیفیت کو ختم کیجئے۔"

لارڈ ایلنگھم بولا "اب مجھے اس بارہ میں کچھ زیادہ بیان نہیں کرنا ہے۔ میں نے جو دو صورتیں اُس کے روبرو پیش کی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر ان پر غور کیا۔ وہ اس بات سے سنجیدہ نظر آتا تھا۔ کہ اس قسم کی رعایتیں دے کر انصاف کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے۔ لیکن آخر کار اس نے وہی فیصلہ کیا۔ جو ہمارے حق میں تھا۔ اور میز کے قریب بیٹھکر تامس رین فورڈ کی رہائی کا پروانہ لکھ دیا۔ جسے میں نے نصف شب کے بعد ریڈلائن سٹریٹ والے مکان میں واپس آکر افسران پولیس کے حوالے کر دیا۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "تو کیا آپ کی رائے میں اب ہمیں اس بارہ میں کسی قسم کی تشویش نہ ہونی چاہیئے؟"

"بالکل نہیں" ارل آف ایلنگھم نے جواب دیا "آپ کو معلوم ہے کل افسر مرگ نے شامرا وزبجمن یوزن کی لاشوں کی منسبت تحقیقات کی تھی۔ وہاں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اولڈ ڈینجو رین فورڈ نے زیر حراست رکھا ہوا تھا۔ پہلے استھر اا سے ملتی جلتی رہی۔ اور آخری موقعہ پر جو مہلک ثابت ہوا اس کی بہن استھر کی بجائے ملنے لگی۔ اُس کا مدعا یہی تھا کہ استھر نے جس کارنیک کو شروع کیا ہے۔ اُسے قائم رکھکر اس بدمعاش کی اصلاح کی کوشش کی جائے ...."

ڈاکٹر کہنے لگا "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عام رائے اس وقت رین فورڈ کے حق میں ہے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے رین فورڈ کا معافی نامہ کس طریق پر حاصل کیا تھا؟"

ارل نے کہا "ڈاکٹر صاحب وہ ایک بہت نیک دل اور فیض منش خاتون ہے۔ ایرلا نے اس کے متعلق بعض شرمناک ارادے ظاہر کئے تھے۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ بظاہر امیر موصوف کی خواہشات کی تکمیل پر راغب نظر آئی۔ اور اس سلسلہ میں اُس نے اس کے جذبات کو بھڑکا کر وہ دستاویز حاصل کی۔ جو انجام کار اس قدر مفید ثابت ہوئی۔ لیکن اس موقعہ پر امیر نا کو رسے معافی نامہ حاصل کر لینے کے بعد قریب تھا کہ وہ اس کے جبر کا شکار ہو کہ دینفورڈ جو بعض غیر معمولی حالات کے زیر اثر وہاں پہنچ چکا تھا۔ اُسکی مدد کے لئے آموجود ہوا اور اُس نے نہ صرف جارجیانہ کی عصمت کو محفوظ رکھنے میں مدد دی۔ بلکہ امیر الامرا سے خود اپنے حق میں ...

ایک تحریر حاصل کرلی"

ڈاکٹر کہنے لگا "یہ سارا معاملہ ایک افسانہ کی طرح عجیب نظر آتا ہے۔ لیکن اب آپ اس انتظار میں ہوں گے۔ کہ میں رین فورڈ کی گذشتہ کارروائیوں کی تفصیل بیان کروں"

ارل نے بیان کیا "مجھے ایک حد تک اُن کی کیفیت معلوم ہے۔ اور قیاساً میں باقی حالات کو بھی سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ آپ کی زبانی مفصل اور مسلسل کیفیت سنوں"

ڈاکٹر لیسلز بولا "میرے لئے اُن واقعات کی کیفیت بیان کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا کیونکہ ان سے اُس شخص کی فیاضی اور نیک نیتی پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ جسے میں دوسری زندگی دینے میں کامیاب ہوا جس روز سے اُس نے میری تجربہ گاہ میں دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ میں اُسے اپنے فرزند کی طرح عزیز سمجھتا رہا ہوں۔ مزید کیفیت بیان کرنے سے پیشتر میں شروع میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ رین فورڈ کے دل پر اُس گفتگو کا بہت اثر ہوا تھا۔ جو آپ نے اس سے سوسائٹی کے غریب اور جاہل طبقہ کے لوگوں کی مصیبتوں اور جرایم کے متعلق کی تھی ...."

آرتھر نے کہا "مجھے یاد ہے یہ گفتگو رین فورڈ کے دوبارہ زندہ ہونے کے دوسرے دن رات کو ہوئی تھی یعنی اُس رات کو جب میں نے بنجمن بونز کو تہ خانہ سے نکلتے ہوئے پکڑا تھا"

ڈاکٹر کہنے لگا "اُس موقعہ پر آپ کی اپنے بھائی سے جو گفتگو ہوئی۔ اُس کی وجہ سے اس کے دل میں اس بارہ میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہو گئے۔ کہ دنیا میں جرم کا وجود کیوں ہے۔ کونسے حالات اس کی ترقی میں معاون ہوتے ہیں۔ اور اصلاح کا کونسا طریق کارگر ہوسکتا ہے اس سلسلہ میں اُسے کئی اور معاملات خصوصاً آپ کی ذات کا خیال آیا۔ کیونکہ اُس نے سمجھا کہ بنجمن بونز اب آپ کا جانی دشمن ثابت ہوگا۔ وہ اس عمر بدمعاش کی عادات سے بخوبی واقف تھا۔ اور جانتا تھا۔ کہ آپ کے خلاف وہ ضرور انتقام کی خوفناک تدابیر عمل میں لائے گا۔ ان خیالات نے رین فورڈ کے دل میں کئی طرح کے اندیشے پیدا کر دیئے اگرچہ وہ انہیں آپ سے چھپاتا ہی رہا۔ ڈرتا تھا کہیں ایسا نہ ہو۔ آپ اس مجسم شیطان کے دام میں پھنس جائیں۔ میں ایک مردہ شخص کے متعلق بُرے خیالات ظاہر کرنے پر معافی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے اس شخص کی نسبت مجبوراً سخت کلمات کہنے پڑتے ہیں۔ غرض سارے

حالات کو دیکھکر اور لارڈ ڈیتھ کی طبیعت کا صحیح اندازہ کرکے رین فورڈ نے آخرکار کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا ضروری سمجھا جس کے ذریعے وہ آپ کو اس کے کینہ سے محفوظ رکھ سکے اُس نے سوچا جس طرح آپنے اُس کے متعلق فیاضی اور شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح اسے بھی اس کا عوض دینا چاہیئے۔ لیکن ان خیالات کو اُس نے اُس وقت تک کسی کے روبرو ظاہر نہ کیا۔ حتے کہ وہ ٹامر جیکب سمتھ اور چارلی واٹس سمیت ہیورڈی گریس کے بندرگاہ پر امریکہ کے جہاز میں سوار ہوگیا۔ اُس وقت اس نے ان ارادوں کا ذکر ٹامر سے کیا۔ اور وہ بھی اُس کے منشا پر عمل کرنے کو آمادہ ہوگئی کیونکہ وہ ہمیشہ رین فورڈ کے حکم کو سب سے افضل سمجھتی تھی۔ انہوں نے جہاز کے کپتان کو کچھ معاوضہ دے کر اس بات پر آمادہ کرلیا۔ کہ وہ انہیں گورنسی کے گھاٹ پر اتار دے۔ چنانچہ آدھی رات کے وقت رین فورڈ۔ اُس کی بیوی جیکب سمتھ اور وہ بچہ جہاز سے خشکی پر اترے۔ اس سے دوسری صبح رین فورڈ اور قیصر حبشیوں کے لباس میں نمودار ہوئے۔ اور سینٹ پیٹر کی بندرگاہ سے جو جزیرہ مذکور کا صدر مقام ہے ویمتھ کو روانہ ہوگئے۔ ٹامر چارلی واٹس کو ساتھ لے کر سوتھمپٹن کی راہ سے روانہ ہوئی۔ انہوں نے اس بات کا فیصلہ کرلیا تھا۔ کہ ہم سب لندن میں جمع ہوں گے۔ اور رین فورڈ نے اپنی ساری تجاویز بڑی حد تک پہلے سوچ رکھی تھیں۔ صدر مقام میں پہنچکر ٹامر نے اپنے باپ اور بہن کو اطلاع دی۔ کہ میں فلاں سرائے میں فروکش ہوں اور جب وہ اس سے ملنے آئے۔ تو اس نے ان سے بھی اپنے شوہر کے ارادوں کا ذکر کیا۔ لیکن یہ بہرحال ضروری تھا کہ سارے معاملہ کو آپ سے پوشیدہ رکھا جاتا۔ کیونکہ یہ بات یقینی معلوم ہوتی تھی کہ اگر آپ کو اپنے بھائی کی واپسی کی اطلاع مل گئی۔ تو آپ اس وقت تک چین نہ لیں گے جتنی کہ رین فورڈ کو دوبارہ اس ملک سے کہیں اور چلے جانے پر آمادہ نہ کرلیں۔ ان دنوں ابھی آپ کی شادی اسٹفر سے قرار نہیں پائی تھی۔ ان حالات میں اس نے اگر اس معاملہ کو آپ سے پوشیدہ رکھا تو یہ امر چنداں قابل اعتراض نہیں سمجھا جا سکتا۔ بعد ازاں جب آپ کا رشتہ مناکحت قائم ہوگیا۔ تو اس نے اس راز کو اس وجہ سے ظاہر نہ کیا۔ کہ یہ بہرحال آپ کی بہتری سے تعلق رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ مسٹر ڈی ٹاپنا اور اسٹفر بھی مسٹر رین فورڈ کی تجاویز کے حامی تھے۔ اور انہوں نے بڑی خوشی سے رین فورڈ کو ایسی تدابیر عمل میں لانے کا موقعہ دیا۔ جن سے آپ کی بہتری مقصود تھی۔ ٹامر اور چارلی واٹس فنچلے شہر میں سکونت پذیر ہوگئے۔ اور راس

کی پوری احتیاط عمل میں لائی گئی۔ کہ کسی کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ نوکروں کو بھی اس بارہ میں ضروری ہدایات جاری کر دی گئیں۔ اس حد تک سارا معاملہ اطمینان بخش طریق پر طے پاتا رہا۔

اور رین فورڈ جیکب سمتھ کو ساتھ لے کر جس کا نام اس نے قیصر رکھ لیا تھا۔ لنڈن میں پہنچا۔ آپ میرے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب ایک روز رات کے وقت میرے نوکر نے آکر اطلاع دی کہ مشرق الہند کے کوئی حبشی نژاد شریف مرد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جب میں نشستگاہ میں پہنچا۔ تو مسٹر رین فورڈ کو اس روپ میں دیکھ کر دنگ رہ گیا میں نے اسے فوراً ہی نہیں پہچانا۔ لیکن اس نے جلدی ہی اپنی شخصیت ظاہر کر دی۔ اور جب اس کی تجاویز پختہ ہو گئیں تو میں نے ان کی تکمیل میں مدد دینے کا پورے طور پر وعدہ کیا جیسا کہ اس نے پہلے سوچا تھا۔ ریڈلائن سٹریٹ اور ژمل سٹریٹ والے مکانات جو اب تک آپ کے قبضہ میں تھے۔ ان پر مجھے کامل اختیار حاصل تھا۔ اور یہ امر یقینی تھا کہ آپ اس مکان میں آنے کی تکلیف کبھی گوارا نہ کریں گے۔ آپ نے اس مکان کو محض اس لئے خریدا تھا کہ اولڈ ڈیتھ لوگوں کو گرفتار کر کے اس کے تہ خانوں میں بند نہ کیا کرے۔ اور اس کے بعد جب یہ مکان آپ کی ملکیت میں آ گیا۔ تو آپ نے اسے اس غرض سے میرے حوالہ کر دیا کہ میں یہاں اپنی تجربہ گاہ قائم رکھوں۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے رین فورڈ نے سوچا۔ کہ یہ مکان میرے لئے ہر طرح موزوں ثابت ہوگا۔ ہمسائے یہ خیال کرتے تھے کہ اس میں جزائر شرق الہند کا کوئی تاجر کاروبار سے دست بردار ہو کر سکونت پذیر ہو گیا ہے اور اس لئے انہیں یہ دیکھ کر کچھ تعجب نہ ہوتا تھا۔ کہ اس کی اپنی گاڑی اور کئی نوکر ہیں لیکن سوال پیدا ہوگا۔ کہ رین فورڈ نے ان تمام وفادار نوکروں کی خدمات کیونکر حاصل کیں جو آنکھیں بند کر کے اس کے تابع حکم رہتے تھے؟ اور جن میں سے ایک کو جس کا نام ولسٹن ہے۔ اس نے اپنی ساری سرگذشت سے بھی خبردار کر دیا تھا۔ اس کے متعلق میں عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ سب کے سب میری جان پہچان کے غریب لوگ تھے جو مختلف اوقات میں میرے زیر علاج رہے۔ اور جن سے مجھے بہت دلچسپی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی عرصہ میں نہایت مکمل انتظامات عمل میں لائے گئے اور جن ایام میں رین فورڈ اپنے کام کو شروع کرنے لگا۔ اور مجھ یونہی جائے سکونت معلوم کر لی اتفاقیہ طور پر اس کی ملاقات جان جیفریز سے ہو گئی۔ جسے اپنے تابع کر کے اس نے

اس سفاک جماعت کو منتشر کرنے میں پوری کامیابی حاصل کی۔"

اس کے بعد ڈاکٹر نے اس بارہ میں حالات بیان کئے۔ کہ رین فورڈ نے کیونکر جان جیفریز کو اپنی ملازمت میں لیا اور کیونکر آخر الذکر کی زبانی اُسے اس خوفناک تجویز کے انتظام کا علم ہوا جو اولڈ ڈوتھ نے ارل کے خلاف سوچ رکھی تھی یعنی سینٹ لوقا کے قبرستان سے رین فورڈ کا تابوت نکالنا اور لیڈی ہیتھ فیلڈ اور استھرڈی مڈینا کو اندھا کرنا وغیرہ۔ اس سلسلہ میں اُس نے ان طریقوں کا ذکر کیا۔ جن سے ان خوفناک تجاویز کا انسداد کیا گیا۔ یعنی اولڈ ڈوتھ کی جماعت کے سارے آدمیوں کی گرفتاری اور جیفریز کی وفاداری ڈاکٹر لیسیلز نے مسٹر ٹارنز کے معاملہ میں رین فورڈ کی پیچیدہ کارروائی کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کس طرح وہ ایک عمر رسیدہ شخص بن کر اس بہروپ کو اچھی طرح نباہتے ہوئے سر کرسٹوفر ہنٹ کو چالبازی سے ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں لایا۔ اور وہاں اس کے روبرو دونوں قیدیوں کے بیانات لکھوائے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر لیسیلز نے اس امداد کا بھی ذکر کیا۔ جو اُس نے خود اس تجویز کی تکمیل میں دی تھی۔ چونکہ یہ سارے حالات پہلے ہی ناظرین کو معلوم ہیں۔ اس لئے ان پر مزید بحث غیر ضروری ہوگئی۔ خاتمہ سخن پر ڈاکٹر نے ارل سے رین فورڈ کے طریق اصلاح کی نوعیت اور اس کے نتائج کا ذکر کیا یعنی کس طرح مٹ مارش بسٹر اور مسز بنس۔ پیڈلر اور چیلنڈ کے معاملہ میں اس میں پوری کامیابی ہوئی۔ اور کیونکر آخر کار استھرڈی مڈینا کو جمبن بونز کی اصلاح میں مددگار بنایا گیا۔ اور کن حالات میں اس رات کو جب اس مکان میں وحشیانہ قتل کی واردات ہوئی استھرڈی مڈینا اپنی بجائے اپنی بدنصیب بہن کو بھیجا تھا۔

گفتگو کے دوران میں رین فورڈ کے معاملات کا صرف ایک پہلو ایسا تھا جس کا ارل اور ڈاکٹر میں کچھ ذکر نہ ہوا۔ اور یہ معاملہ چارلی واٹس کی ولدیت کا تھا۔ ڈاکٹر کو اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ رین فورڈ نے چند سال پیشتر زبردستی لیڈی ہیتھ فیلڈ کی بےحرمتی کی تھی۔ اور اُس گناہ کا نتیجہ وہ لڑکا تھا جس کا نام ہم اب تک چارلی واٹس بیان کرتے رہے ہیں۔ اور اگرچہ ارل آف اینگھم کی لیسیلز سے گہری دوستی تھی۔ تاہم اس نے اس معاملہ کا ذکر اُس سے بھی پوشیدہ ہی رکھنا بہتر سمجھا۔ دوسری طرف اگرچہ ڈاکٹر کو بجائے خود اس بات کا علم تھا کہ لیڈی ہیتھ فیلڈ زندگی کے مدارج سے گذر چکی ہے۔ تاہم اس نے اس کا ذکر ارل سے

نہ کیا۔ اور چارلی واٹس کے متعلق اس بارہ میں اسے بعید ترین شبہ بھی نہ تھا۔ کہ وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے بطن سے ہے۔ ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جارجیانہ کی زچگی کا راز ڈاکٹر لیسلز کو اُس وقت معلوم ہوا تھا جب وہ زمانہ علالت میں اُس کے زیر علاج تھی۔ اور ڈاکٹر نے اسے ایک نشہ آور دوا پلائی تھی۔ جس کی تفصیل اس داستان کے ابتدائی حصہ میں بیان کی جاچکی ہے۔ مگر اس راز کا ذکر اُس نے کبھی کسی شخص سے نہیں کیا تھا غرض یہ کہ جس طرح ڈاکٹر کو لڑکے کی ولدیت کے متعلق بعید ترین شبہ بھی نہیں تھا اسی طرح ارل آف ایلنگھم کو اس بات کا بالکل گمان نہ تھا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کا منزل عصمت سے گرا ہوا ہونا ڈاکٹر کو بھی معلوم ہے۔

مگر رین فورڈ کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ یہ لڑکا میری اولاد ہے یعنی یہ اُس گناہ کا نتیجہ ہے جس کا ارتکاب مجھ سے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے متعلق ہوا۔ درحقیقت جس روز ارل آف ایلنگھم اور ڈاکٹر لیسلز میں یہ ملاقات ہوئی۔ جس کی کیفیت ہم بیان کرتے ہیں۔ اُس سے پہلے دن رات کو ارل نے اپنے بھائی سے اس واقعہ کا ذکر کر دیا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ فرض کا تقاضا اب یہی ہے کہ اُسے اس واقعہ سے باخبر کر دیا جائے اس وقت اول مرتبہ رین فورڈ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ خود جارجیانہ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ بچہ رین فورڈ کے زیر حفاظت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے ہی اپنے اختیارات کاملہ سے اُس بچہ کو اُس کے حقیقی باپ کے زیر حفاظت پہنچا دیا ہے۔ مگر لیڈی ہیٹ فیلڈ کی عزت کی خاطر اور اس لئے بھی کہ رین فورڈ کو اپنے دوستوں کے روبرو اس معاملہ کی ناگوار کیفیت بیان کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ اس بات کا فیصلہ کر لیا گیا۔ کہ لڑکا واٹس کے نام سے ہی پرورش پاتا رہے۔ اور اُس کی حقیقی ولدیت کو کم از کم سردست ظاہر نہ کیا جائے۔ اس فیصلہ کو لارڈ ایلنگھم اور رین فورڈ دونوں نے پسند کیا۔

داستان کے اس حصہ کی مزید تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم مختصر طور پر اتنا اور بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ٹامر کا جنازہ یوم مقررہ کو اٹھا۔ اور اگر مرنے والے کی روح کو اُس کے متعلقین کے غمزدہ دلوں کے آنسو کوئی ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مقتول بیوہ کی روح کو ان طبقات میں جہاں وہ اس دار فنا سے

رخصت ہو کر پہنچ چکی تھی۔ کافی سے زیادہ تسکین حاصل ہوئی ہوگی۔
لیکن سب سے زیادہ بنی اسرائیل کے اس قبل از وقت مرجھائے ہوئے خوشنما پھول کا رنج اُس کے شوہر کو تھا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ٹامر کے ساتھ ٹام رین کو ناقابل بیان محبت تھی۔

باب ۱۱۸ عدالت دیوالہ بینی

پرتگال سٹریٹ لنکنز ان فیلڈس میں سے گذرتے ہوئے ایک نشیب اور بدنما عمارت لمبی آہنی سلاخوں کی قطار سے محصور نظر آتی ہے جس کے صدر دروازہ تک پہنچنے کے لئے باہر کی طرف سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ عمارت کچھ ایسی مبہم صورت کی ہے۔ کہ جو شخص اس کے حالات سے بے خبر ہو۔ وہ محض صورت دیکھکر نہیں جان سکتا۔ کہ یہ کسی فوجداری جیلخانہ کا حصہ ہے یا نمازیوں کا گرجا۔ اور پوچھنے والے کو یہ معلوم کرکے کچھ کم تعجب نہیں ہوتا۔ کہ یہاں دونوں عمارتوں میں سے ایک بھی نہیں۔ بلکہ حقیقت میں دیوالیوں کی عدالت ہے۔
صبح کے نو بجے کے قریب اس عدالت کے نواحات میں ایک عجیب چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے دونوں جانب بازار میں نوع انسانی کے ایسے نمونے دیکھنے میں آتے ہیں جن سے جیلخانہ نیوگیٹ یا قیدخانہ بنچ کے حدود کے باہر شرف ملاقات ہونا دشوار ہے۔ دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے۔ کہ اتنے بدنما بدوضع لوگ کہاں سے آئے اور کس طرف کو جارہے ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق ان مقامات سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کوئی جیلخانوں کے پہرہ دار یا قیدخانہ بنچ کے پیادے ہیں۔ جو ان قیدیوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں جن کے مقدمات کی سماعت اس عدالت میں ہونے والی ہو۔ ان کے علاوہ بہت سے بیکار تماشائی اور چند آوارہ لڑکے بھی نظر آتے ہیں۔ جو ایسے مقامات پر عموماً پھرا کرتے ہیں۔ یا ان کے علاوہ دیوالیہ شخصوں کے دوست یا ان کی عرضی دیوالہ کی مخالفت کرنیوالے قرضخواہ جمع ہوتے ہیں۔

عدالت کے بالمقابل اور اس کے پہلو میں جو دو شراب خانے قائم ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی لوگوں سے پُر نظر آتے ہیں۔ اور دن کے دس بجے تک ان شراب خانوں میں پورٹر کی کئی بوتلیں جن کے بہت سے ادھے اور تمباکو کے کئی ڈبے خالی ہو جاتے ہیں۔

یہ تو عدالت کی باہری حالت ہے لیکن اندر کا حال اس سے مختلف ہے جس وقت عدالت کا اجلاس شروع ہوتا ہے۔ تو چار پانچ بیرسٹر ایک بہت بڑی نشست پر جس میں اس قسم کے چوبی پردے بنے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی گرجا کی نشستوں میں موجود ہوتے ہیں بیٹھے جاتے ہیں۔ دو کمشنر ایک بنچ پر بیٹھتے ہیں۔ جسے عدالت ویسٹ منسٹر کی ایک بالکل ادنے نقل سمجھا جا سکتا ہے۔ جو حصہ اخبارات کے قائم مقاموں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں ایک ادھڑ پور شر دیکا بیٹھا نظر آتا ہے کئی ذلیل اور اُن کے محرر اس میز کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ جو وکلا کی نشستوں اور اجلاس عدالت کے درمیان موجود ہے۔ دیوالیوں کے لئے ایک قسم کا چوبی احاطہ سا بنا ہوا ہے جو کمرہ عدالت میں داخل ہوتے ہوئے دائیں ہاتھ کو واقع ہے۔ اور باقی حصہ جو حاضرین کے لئے موقوف ہے۔ بدوضع بے ڈھلے چہروں والے ہجوم سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ مختصر عدالت حتی الامکان ججوں کی سی ہیئت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیرسٹر بھی اعلےٰ عدالتوں کے وکلا کی سی شان نمودر کھتے ہیں۔ دیوالیے اپنی صورتیں اس طرح مطمئن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا انہیں کوئی ناگوار واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ اور حاضرین عدالت اپنے آپ کو عزت دار ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے مگر سچ پوچھئے تو یہ ساری کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں لیکن عدالت میں کثافت اور نجاست کا ایک ایسا اثر قودار رہتا ہے کہ جسے لاکھ کوشش کرنے پر بھی دور نہیں کیا جا سکتا۔ بیرسٹروں اور ججوں کی وگ اور ان کی گون اتنی بدنما اور میلی ہوتی ہے جس کا نمونہ دوسری عدالتوں میں نہیں دیکھا جاتا۔ اور ان حالات کا جو اثر کسی دیکھنے والے کے دل پر پڑ سکتا ہے اس میں پسینہ کی بدبو اور تمباکو کے دھوئیں کی سڑاند سے اضافہ ہو جاتا ہے جو اس کرہ عدالت کے حاضرین سے مخصوص ہے۔

جس روز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس عدالت کے بہت سے دیوالیوں میں دو شخص ایسے تھے جن سے ہمارے ناظرین روشناس ہو چکے ہیں یعنی مسٹر جوشواشیپ شینکس

اور دوسرے . . . کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ دوسرے صاحب ہمارے دوست مسٹر فرینک کرٹس تھے؟

اول الذکر نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اُس کے اندر سفید گلوبند ہاتھوں میں بہت کھلے اور ڈھیلے سوتی دستانے اور ٹوپی کے گرد سیاہ فیتہ بندھا ہوا جسے شاید اس خیال سے لگالیا گیا تھا۔ کہ کمشنران عدالت اس خیال سے رحم کا سلوک کریں گے کہ اس شخص کا کوئی قریبی رشتہ دار حال میں انتقال کرگیا ہے۔ اس وقت اُس نے اپنی صورت کو غیر معمولی طور پر سنجیدہ اور عابدانہ بنا رکھا تھا جس کی وجہ سے اس کا سانولا چہرہ ضرورت سے زیادہ لمبوترہ نظر آتا تھا۔ سیاہ بال پیشانی پر جھکا کر برش کئے ہوئے تھے۔ اور وہ چوبی بنچ پر اکڑ کر بیٹھا کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا لیتا۔ اور کبھی کمرہ عدالت کی چھت میں بنے ہوئے روشندان کی طرف دیکھنے لگتا۔ گویا یہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ خاموشی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہے۔

مسٹر فرینک کرٹس نے حسب معمول بھڑکیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اپنی نشست پر جھک کر بیٹھا ہوا وہ گاہ بگاہ اپنے وکیل کی طرف آنکھ سے اشارے کرتا۔ یا اُس پیادہ سے واقفانہ گفتگو کرنے لگتا۔ جو اُسے اپنی حفاظت میں یہاں لایا تھا۔ اور جس کی چلتے وقت مسٹر فرینک کرٹس نے چند اٹھنّوں سے تواضع کردی تھی۔

لیکن ہمارے ناظرین پوچھتے ہیں۔ کپتان ارمنٹیڈ زیس کدھر گئے؟ کیا وہ ذات شریف اس مصیبت میں اپنے دوست سے بے تعلقی اختیار کر چکے تھے؟ نہیں صاحب ایسا خیال دل میں نہ لائیے۔ ہمارے شجاع آئرش دوست ایسی ابن الوقتی اور کمینہ حرکت کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔ کم از کم اس وقت تک تو وہ ہرگز فرینک کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے تھے جب تک کہ اس کی جیب میں ایک شلنگ باقی ہو یا اُسے کہیں سے ایک شلنگ بھی حاصل کرنے کی امید ہو۔ پس جان لیجئے کہ حضرت کپتان بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ اور وہ بھی عین مسٹر کرٹس کے قریب بیٹھے جس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک یہ کہ جس وقت فرینک کھڑا ہو کر بیان دینے لگے تو یہ اپنے اشاروں سے اُس کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔ دوسرے اس لئے کہ یہاں کھڑے ہو کر یہ اس صورت میں کہ کمشنران عدالت ان کے دوست سے سختی کا سلوک کریں۔ اُن پر قہرآلود نظر ڈال سکتے۔

اتنے میں عدالت کا کام شروع ہوا۔ اور سررشتہ دار نے سب سے پہلے جوشواشیپ شینکس کا نام لے کر آواز دی۔

اس آواز کو سنکر مسٹر شیپ شینکس جو ایک دبلا پتلا اور طویل القامت شخص تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور آگے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا وہ میرے عیسائی برادر میں حاضر ہوں۔"

"کون۔ جوشواشیپ شینکس؟" سررشتہ دار نے پھر کہا۔

"جوشواشیپ شینکس تم اس طرف آؤ" اس اہلکار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا جس کا کام دیوالیوں کو حلف دینا تھا۔

"میرے دوست ذرا پھرتی سے چلو" فرینک کرٹس نے اُسے مخاطب کر کے کہا اور اُس کے ساتھ ہی جب وہ پاس سے گذرنے لگا۔ تو اس کی پنڈلی پر زور کی چٹکی لی۔

مسٹر شیپ شینکس نے ایک آہ کھینچی۔ اور اپنی آنکھیں چھت میں بنے ہوئے روشندان کی طرف اٹھا کر کچھ اس قسم کا کلمہ کہا کہ ”میرے گناہوں نے مجھے کیسے ناپاک شخصوں میں لا ڈالا ہے" چونکہ اس کی سست رفتاری نے عدالت کو بھی بے صبر کر دیا تھا اسلئے اب وہ کمشنران عدالت کی فہمائش پر جلدی سے اس کٹہرہ میں کھڑا ہو گیا۔ جو دیوالیوں کے بیان دینے کے لئے مخصوص تھا۔

سررشتہ دار نے پوچھا "جوشواشیپ شینکس کیا تمہاری طرف سے کوئی وکیل پیروکار ہے؟"

"کوئی نہیں۔ میرا حامی کار صرف وہ خدا وند خدا ہے۔ اور اسی کی ذات پر مجھے بھروسہ ہے" یہ الفاظ کہتے ہوئے مسٹر شیپ شینکس نے افسردگی کا ایسا لہجہ اختیار کیا۔ اور اپنے سر کو اس انداز سے ہلایا۔ کہ عدالت کو اندیشہ پیدا ہو گیا کہیں غش کھا کر نہ گر جائے۔

مسٹر بلی ویل نے جو اس عدالت کے سرکردہ بیرسٹروں میں سے ایک تھا۔ کہا "میں قرضخواہوں کی طرف سے اس شخص کی درخواست دیوالہ کی مخالفت کرنے کے لئے موجود ہوں۔"

"افسوس انسان کی فطرت میں کینہ اور انتقام کا جذبہ کتنا تیز ہے" مسٹر شیپ شینکس نے اپنے ہاتھوں کو دعائیہ انداز سے جوڑ کر اور اپنی آنکھوں کی تپلیوں کو

خوفناک طریق سے اوپر کو اٹھا کر کہا۔

"دیوالیہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ خاموش رہے" سررشتہ دار عدالت نے تیز لہجہ میں کہا۔

اس عرصہ میں کمشنران عدالت اس تقدس مآب شخص کی طرف غور سے دیکھتے رہے تھے۔ اور اگرچہ ان میں سے ایک کو کوتہ نظری کا عارضہ تھا اور دوسرا ضعف بصارت کا شاکی رہتا تھا۔ تاہم انجام کار دونوں اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ مسٹر شیپ شینکس نہایت فضول اور لغو آدمی ہے۔ دونوں نے اپنے چشموں کے اندر سے ایک دوسرے پر جو نگاہ ڈالی۔ وہ اس خیال کی تصدیق کرنے والی تھی۔ اور ان دونوں میں سے ایک جو زیادہ تیز فہم تھا اور جس کا نام سلیبی مشہور تھا اب مسٹر شیپ شینکس کا بیان لینے لگا چنانچہ اس نے عرضی کو دیکھ کر کہا "معلوم ہوتا ہے تم کسی زمانہ میں جزائر بحر الجنوب میں اشاعت انجیل کی سوسائٹی سے تعلق رکھتے تھے"

مسٹر شیپ شینکس نے ریاکار شخصوں کی طرح گنگناتے ہوئے کہا "جی ہاں خداوند خدا کی خاص عنایت سے میں ایک زمانہ میں اس خدمت پر مامور تھا"

"خدمت" مسٹر سلیبی نے بے صبری سے کہا۔

مسٹر بلی ویل بیرسٹر کہنے لگا "جی ہاں یہ لوگ اس کام کو خدمت ہی کہا کرتے ہیں یہ لفظ مذہبی حلقوں میں اکثر برتا جاتا ہے"

کمشنر صاحب نے کہا "معلوم ہوتا ہے دیوالیہ نے خوب خدمت کی"

مسٹر بلی ویل نے جواب دیا "مگر اب ان کی اچھی خدمت ہو جائے گی"

اس لغو مذاقیہ گفتگو پر جو کمشنر اور وکیل کے درمیان ہوئی۔ باقیماندہ وکیل ان کے مجرر اور حاضرین ہی ہی کرکے ہنسنے لگے۔ کیونکہ جس وقت ججان عدالت اپنے وقار کو فراموش کرکے اس قسم کی مذاق پر اتر آئیں تو حاضرین عدالت دانت نکالنا فرض سمجھتے ہیں۔ باقی دیوالیوں نے بھی اس ہنسی میں حصہ لینا ضروری سمجھا لیکن کسی وجہ سے مسٹر فرینک۔ کرش نے اپنا ہاتھ ناک کے سامنے پھیلا کر کمشنر کی طرف گھورنا ہی کافی خیال کیا۔ آخر جب کمرہ عدالت میں پھر خاموشی ہو گئی۔ تو کمشنر سلیبی نے پوچھا "دیوالیہ شخص تمہاری درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تم مشنری تھے اس کے بعد

تم نے اپنے طور اشاعت مذہب شروع کی؟"
مسٹر شیپ شینکس نے جواب دیا۔" جناب اس زمانہ میں کہ میں مشنری تھا مجھے شیطان نے سخت ورغلایا تھا لیکن خداوند خدا کی خاص عنایت سے . . ."
کمشنر نے بے صبری سے کہا۔" میرے سوال کا براہِ راست جواب دو کیا تم مشنری کے فرائض سے سبک دوش ہو کر پادری بنے تھے؟"
"جی ہاں خداوند خدا کی ایسی ہی مرضی تھی" دیوالیہ شخص نے گنگناتے ہوئے کہا۔" مجھے خدا کی طرف سے جو حکم ملا اس کی تعمیل کرنا میرا فرض تھا"
"اس شخص کی درخواست دیوالہ کی مخالفت کرنے والا کون ہے؟" کمشنر نے پوچھا۔
سررشتہ دار عدالت نے کہا۔" جیرمیا چیلے حاضر ہو"
ایک شخص نے جس نے سماروں کا سا لباس پہنا ہوا تھا آگے بڑھ کر کہا۔" میں حاضر ہوں"
سررشتہ دار اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔" جیرمیا چیلے گواہ کے کٹہرہ میں کھڑے ہو"
"آیئے مسٹر چیلے جلدی کیجیئے" مسٹر بلی ویل بیرسٹر نے اس وجہ سے کہ شخص مذکور اس کا موکل تھا۔ اس سے شائستہ طریق پر گفتگو کرنے اور اُس کے نام کے پہلے مسٹر کا لفظ لگاتے ہوئے کہا مسٹر چیلے گواہوں کے کٹہرہ میں کھڑا ہوا اور جبکہ اُسے حلف دیا جا رہا تھا۔ دونوں کمشنر بہت دیر تک گھور کر اُس کے چہرہ کی طرف دیکھتے رہے۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتے تھے آیا یہ شخص معتبر ہے یا نہیں معلوم ہوتا ہے عدالت دیوالہ کے کمشنر علم قیافہ شناسی کے بھی بہت ماہر ہوتے ہیں
مسٹر بلی ویل نے اپنی جگہ سے ایک خاص شان کے ساتھ اٹھتے ہوئے اور مسٹر شیپ شینکس پر ایک خوفناک نگاہ ڈالکر اپنے موکل سے پوچھا۔" آپ کا نام جیرمیا چیلے ہے؟" اس وقت مسٹر بلی ویل نے مسٹر شیپ شینکس کی طرف اس انداز سے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ زبان حال سے کہنا چاہتا ہے۔" دیکھو اب میں تمہارے خلاف اس قسم کی شہادت پیش کروں گا کہ ثابت ہو جائے۔ تم پرلے سرے کے بدمعاش ہو"
"جی ہاں میرا نام چیلے ہے" دیوالیہ کی عرضی کی مخالفت کرنے والے قرضخواہ نے کہا "لیکن میں نے آپ کو اس لئے محنتانہ ادا کیا تھا کہ آپ اس مسکین صورت شخص کو ذلیل و خوار کر کے بھجوائیں نہ اس لئے کہ الٹے مجھی سے سوالات پوچھے جائیں"
مسٹر بلی ویل نے حلیمانہ انداز سے کہا۔" دیکھیئے صاحب ایسے موقعوں پر وکلا اس قسم کے

سوالات سے پوچھا ہی کرتے ہیں۔ اس میں گھبرانے کی بات نہیں۔ یہ بتائیے آپ کا نام جیریمیا چیلے ہے اور آپ معمار ہیں؟"

"میں نے آپ کو یہ بات ایک ہفتہ قبل بتا دی تھی۔ پھر دوبارہ پوچھنے سے کیا حاصل؟" قرضخواہ نے جھنجھلا کر لہجہ میں پوچھا۔

"ہاں ہاں۔ مگر آپ کو چاہیے کہ سب حالات فاضل کمشنر ان کے روبرو بھی بیان کریں" مسٹر ہلی ویل نے نرمی سے فہمائش کرتے ہوئے کہا "غالباً آپ اس گرجا کے مالک ہیں۔ جو ناٹنھم کورٹ روڈ پر واقع ہے؟"

"جی ہاں،" مسٹر چیلے نے جواب دیا "اور ایسا مضبوط اور بڑا عالیشان گرجا جیسا کہ وہ ہے لندن میں شاید سوائے سینٹ پال کے گرجا کے اور کوئی نہ ہوگا۔"

"مطلب یہ کہ آپ نے اس گرجا کو تین چار ماہ پیشتر کرایہ پر دیا تھا؟" مسٹر ہلی ویل نے سوالات کے سلسلہ میں پوچھا۔

"جی ہاں میں نے اس مطلب کے اشتہارات پاس ہی کنجڑے کی دکان پر لگا دیئے تھے۔"

"اور میرا خیال ہے کہ دیوالیہ شخص ان اشتہارات کی عبارت پڑھ کر ہی آپ کے پاس گرجا کرایہ پر لینے کے لئے آیا۔" مسٹر ہلی ویل نے پوچھا۔

مسٹر چیلے نے جواب دیا "جی ہاں وہ میرے مکان پر اس وقت آیا جبکہ میں اور میری بیوی کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس روز دسترخوان پر ابلا ہوا گوشت اور ساگ تھا کیونکہ غالباً میں نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔۔"

"ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔" مسٹر ہلی ویل نے کہا "بہتر یہ ہو کہ آپ واقعہ کی تفصیل کو ہی جاری رکھیں۔ مختصر یہ کہ دیوالیہ شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے دریافت کیا۔ کیا یہ گرجا کرایہ پر دیا جائے گا؟"

"جی ہاں۔ اور اس نے مجھ سے کئی سوالات آرگن اور گرجا کے مختلف حصوں کے متعلق پوچھے۔"

"اور آپ کے جوابات سے مطمئن ہو کر اس نے گرجا کو کرایہ پر لینا منظور کر لیا؟"

"ہاں اور اس نے تین ہفتہ کا کرایہ گیارہ پونڈ دس شلنگ پیشگی ادا کرنا منظور کیا" مسٹر چیلے نے جواب دیا۔

کمشنران عدالت میں سے ایک اب اونگھنے لگا تھا۔ دوسرے نے اس سوال وجواب سے پریشان ہوکر کہا" بہر حال اس کے بعد جو کچھ ہوا اُسے بیان کرو"

مخالف قرضخواہ عدالت کو مخاطب کرکے کہنے لگا" حضور میں یہی عرض کرنے لگا ہوں۔ یہ شخص ہمیں کھانا کھاتے دیکھ کر دسترخوان پر بیٹھ گیا اور اس نے بھی ابلا ہوا گوشت اور ساگ کھایا"

یہ فقرہ سنکر حاضرین عدالت ہنسنے لگے لیکن چونکہ نا فقیہ فقرہ کسی جج یا بیرسٹر کی زبان سے نہیں نکلا تھا اس لئے چپراسیوں نے زور زور سے چلا کر کہنا شروع کیا" خاموش! خاموش!"

مسٹر لی ویل نے کہا" اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں" کہ دیوالیہ شخص نے نہ صرف آپ کو تین ہفتے کا کرایہ پیشگی ادا نہ کیا۔ بلکہ چالیس پونڈ آپ سے قرض بھی حاصل کرلئے کیا یہ درست ہے؟"

"جی ہاں نقد چالیس پونڈ۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھے اور میری بیوی کو اس کے خلاف آتا پیچ ہے"۔ مخالف قرضخواہ نے جواب دیا۔

"لیکن اُس نے آپ سے یہ چالیس پونڈ کس طرح وصول کئے" مسٹر لی ویل نے کہا" اس کا تفصیلی حال عدالت سے بیان کرو"

"مگر میں بیان کس کے آگے کروں" مسٹر جیلے نے حیرت زدہ ہوکر کہا" کمشنروں میں سے ایک تو بالکل بےخبر سو رہے ہیں۔۔۔"

اس پر حاضرین عدالت میں پھر قہقہہ ہوا۔ جسے عدالت کے چپراسیوں اور کلرکوں نے جلدی ہی دبانے کی کوشش کی۔ کپتان اور لینڈرس باقیوں سے بھی بڑھ گیا۔ اور کسی قدر اونچی آواز میں کہنے لگا" یسوع کی قسم! اور یہ بات اتنی ہی سچ ہے۔ جیسے کہ ہر ایک باشندۂ آئرلینڈ کے لئے پوتین کا شوق"۔ خوش قسمتی سے اس کے اس فقرہ پر زیادہ توجہ نہ دی گئی۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ اُسے دھکے دے کر عدالت کے کمرہ سے باہر نکال دیا جاتا۔

لیکن معاملہ کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہوا۔ کہ ہنسی اور شور وغل کی آواز سنکر وہ کمشنر جو سو رہا تھا جاگ اٹھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ کسی شخص نے عدالت میں کوئی بےجا حرکت کی ہے سختی کے لہجہ میں چلا کر کہنے لگا" جو شخص اس شور وغل کا موجب ہوا۔ اُسے فوراً کمرہ

عدالت سے باہر نکال دو۔" چونکہ حضرت خود ہی اس سزا کے مستوجب ٹھیرتے تھے۔ اس لئے حاضرین میں پھر قہقہہ اڑا۔ یہاں تک کہ مسٹر ملی ویل بھی اپنی ہنسی کو ضبط نہ کرسکا۔ اور اس نے جھک کر مقدمہ کے کاغذات کی دیکھ بھال شروع کردی۔

جو کمشنر سوکر اٹھا تھا۔ وہ اس دوبارہ ہنسی سے اور بھی زیادہ مضطرب ہوگیا اُم آخر اسے مزید پریشانی سے محفوظ رکھنے کے لئے دوسرے کمشنر سلیبی نے کہا۔ "بس اب کارروائی شروع ہونی چاہیئے۔"

مسٹر ملی ویل اپنے موکل سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "اب آپ عدالت کے سامنے یہ بیان کریں کہ وہ الیہ شخص نے آپ سے چالیس پونڈ کیونکر وصول کیے؟"

"جناب بات یہ ہے۔ کہ میری بیوی کی صرف ایک آنکھ ہے۔۔"

"مگر اس سوال کا معاملہ زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟" کمشنر سلیبی نے پوچھا۔

قرضخواہ کہنے لگا "حضور تعلق یہ ہے کہ اس مسکین صورت شخص نے اس کے اس پہلو سے جو بصارت سے خالی تھا۔ فائدہ اٹھایا۔ یہ اس کے روبرو کسی طرح کی باتیں بنانے لگا۔ کہتا تھا۔ مجھے خداوند خدا نے اپنی خاص مرضی سے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور اگر تم میرے لئے وعظ شروع کرنے کے واسطے ضروری سرمایہ جمع کردو تو تمہیں یقیناً بہشت نصیب ہوگی۔ اس نے قسم کھاکر کہا۔ کہ امرا میرا وعظ سننے کے بے حد مشتاق ہیں۔ اس نے میری بیوی کو وعظ کے جلسوں کا منتظم بنالیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ تم اپنے آپ کو اس گرجا کا بیاڈل کہا کرو۔۔"

"کیا کہا؟" کمشنر سلیبی نے پوچھا۔

"بیڈل جناب" مسٹر ملی ویل نے لفظ کو درست کرتے ہوئے کہا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب ویسٹ منسٹر کے جج یا پرتگال سٹریٹ کے کمشنر کسی معاملہ کو نہ سمجھ سکیں۔ یا اپنے آپ کو جان بوجھکر کسی معاملہ سے لاعلم ظاہر کریں۔ تو اس کی تشریح پیروکار بیرسٹر کردیتے ہیں۔ لیکن جب یہی لوگ نمبر جج یا کمشنر بنتے ہیں۔ تو بھی اپنے آپ کو ویسا ہی کند ذہن ظاہر کرنا شروع کردیتے ہیں جیسا ان کے پیشرو کمشنر تھے۔ حالانکہ زمانہ بیرسٹری میں وہ سارے معاملات

کی خود بڑی خوبی سے تشریح کر دیا کرتے تھے۔

"تم اس ذکر کو جاری رکھو" کمشنر ٹیپی نے مخالف قرضخواہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

مسٹر چیلے کہنے لگا " بس حضور یہ مسکین صورت شخص ہمیں ایسے ایسے چکمے دیتا رہا۔ کہ ہم اسے ایک کامل ولی سمجھنے لگے۔ ہم اس کی باتوں پر اتنے فریفتہ ہوئے کہ اس کے جوتوں کی گرد جھاڑنے کو بھی تیار رہتے تھے۔ ایک دن میرا اپنے دوست چینیرائٹ پنساری کے ہاں جانا ہوا ہیں نے اس سے کہا۔ دوست چینیری تم بھی ہیلڈر بن جاؤ۔ وہ پوچھنے لگا ہیلڈر کیا بلا ہوتی ہے؟ میں نے کہا ہیلڈر اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی گرجا میں وعظ کے وقت کرسی صدارت پر بیٹھا ہو۔ اور دنیا میں جتنے آدمی بھی ہیلڈر رہتے ہیں۔ انہیں بہشت میں خاص الخاص جگہ ملتی ہے۔ وہ کہنے لگا چیلے پہلے تم اس بہشت میں اپنے لئے نشست مخصوص کرالو پھر میں بھی اس کے لئے تیار رہوں گا"۔

مسٹر ملی ویل بیرسٹر یہ دیکھ کر کہ عدالت اس طویل بیان سے گھبرانے لگی ہے کہنے لگا "اب آپ عدالت سے یہ بیان کیجئے کہ اس معاملہ کا دیوالیہ شخص کی رہائی کی مخالفت سے کیا تعلق ہے؟"

چیلے اپنے سر کو انگلی سے کھرچتے ہوئے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "حضور تعلق یہ ہے کہ اس شخص نے چینیری کے پاس جا کر تیس پونڈ اپنی تحریری ہنڈی کی بنا پر وصول کئے۔ اور اس شخص نے یہ رقم ہم سے وصول کر لی۔ گویا حقیقی نقصان ہمیں کو پہنچا"

اس موقعہ پر مسٹر جوشیا شیپ شینکس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا لئے۔ اور بلند آواز سے کراہنے لگا۔ گویا وہ متعجب تھا۔ کہ میرے طرز عمل کا کس قدر غلط پہلو پیش کیا جا رہا ہے۔

لیکن عدالت کے چیلے ہی نے فوراً چلا کر کہا "یہ دیوالیہ شخص خاموش رہے"

مسٹر ملی ویل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "مسٹر چیلے جس وقت آپ نے دیوالیہ سے یہ کہا کہ مجھے تمہارے متعلق بہت سی باتیں معلوم ہوئی

ہیں جن کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم گرجا کے کرایہ اور چالیس پونڈ کی اس رقم کا ضامن پیدا کرو۔ جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے تو اس نے کیا کہا؟"

"وہ کہنے لگا۔ اس گرجا کے کاروبار میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی جس کی امید تھی۔ مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ اور آپ کو اور چیمبرلایٹ کو صبر سے کام لینا چاہیئے۔"

"پھر جب اس کے بعد آپ نے کہا کہ ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے تو وہ کیا بولا؟"
"تو کہنے لگا تم موذی ہو۔۔۔ تم سانپ ہو۔ اور اسی قسم کے اور کئی سخت کلمات اس نے کہے۔"

"اور جب آپ نے اسے جیل خانہ میں بھجوا دیا تو پھر کیا ہوا؟"
"اس نے مجھے بلوا بھیجا اور کہنے لگا کہ میں آپ لوگوں کا روپیہ اس دنیا میں تو ادا نہیں کر سکتا۔ البتہ عاقبت میں میں تمہاری کوڑی کوڑی بیباق کر دوں گا۔ اور چونکہ وہاں بھی تمہیں روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے جیل خانہ سے رہا کرا دو۔"

اس پر پھر حاضرین عدالت میں قہقہہ ہوا۔ اور اس مرتبہ اس قہقہہ میں کمشنران عدالت اور بیرسٹر بھی شامل ہو گئے۔ افسردہ صورت صرف قرضخواہ اور مقروض یعنی مسٹر شیپ شینکس کی تھی۔ اس شخص نے اپنے آپ کو اس قدر مغموم ظاہر کیا کہ غالباً وہ اپنے آپ کو اس شخص کی حالت میں سمجھتا تھا جس کے متعلق روایت ہے کہ نیکی کرنے گیا۔ اور چوروں میں پکڑا گیا۔

آخر جب کمرہ عدالت میں دوبارہ خاموشی ہوگئی۔ تو اور متفالت قرضخواہوں کے بیانات ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنی شہادت میں یہی ثابت کیا کہ مسٹر جوشوا شیپ شینکس نے ہم سے بہت سا مال ایسے ہی بیانات سے حاصل کیا۔ اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھنی چاہیئے کہ اسے جیل خانہ فولکیسٹ کی بجائے کنکسبنچ کے قیدخانہ میں بھیجا گیا ہے۔

جب اس طرح سے فریق مخالف کے بیانات ہو چکے۔ تو مسٹر ڈبل بلے

اپنے موکلوں کی طرف سے زیر دیوال شخص کے خلاف اس شہادت کی بنا پر جو دی جا چکی تھی۔ ایک طویل اور پرجوش تقریر شروع کی۔ جس کے دوران میں مسٹر جوشوا شیپ شینکس کو ایک ریاکار عیار۔ دورخا۔ دھوکے باز اور بے اصول شخص ظاہر کیا گیا۔ اس نے اپنی تقریر میں اس بات کا بزور ذکر کیا۔ کہ ایسے بدمعاش لوگ مذہب کی آڑ میں اپنے آپ کو ولی ظاہر کرکے لوگوں کو سخت دھوکہ دیتے اور ٹھگتے ہیں۔ تقریر کا یہ حصہ اگرچہ بہت سخت تھا۔ لیکن ہماری رائے میں وہ ہر لحاظ سے مناسب تھا۔ کیونکہ ایسے لوگ ایسی ہی سختی سے مذمت کے قابل ہیں۔ تقریر کے آخری حصہ میں مسٹر بلی ویل نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ زیر دیوالہ شخص کی مجرمانہ نیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُسے عرصہ دراز کے لئے زیر حراست رکھا جائے۔ اور اس وقت تک رہائی نہ دی جائے جس عرصہ کے لئے قانون اس کی حراست منظور کرتا ہے۔

اب مسٹر شیپ شینکس کی صفائی کا وقت آیا۔ اس سے کہا گیا کہ تم ان الزامات کا کیا جواب دینا چاہتے ہو۔ اس نے ایک سفید رومال آنکھوں سے لگا لیا۔ اور چپ منٹ تک اپنے سر کو افسردگی کے انداز سے ہلاتا رہا۔ اور پھر جب اُس نے عدالت کو اپنا چہرہ دکھایا۔ تو وہ غیر معمولی حد تک لمبوترا نظر آتا تھا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ کہ جو کچھ ہوا وہ میری قسمت پر مبنی تھا۔ اور یہ کہ میں ایک مظلوم شخص ہوں۔ اس کے بعد اُس نے اس بارہ میں ایک دردناک تقریر شروع کی۔ کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں۔ اور تعجب ہے کہ میرے مخالف قرضخواہ اپنی غیر فانی روحوں کی حفاظت کی بجائے دنیاوی مال و دولت کی پروا کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہنے لگا کہ جب میرا اول مرتبہ ان لوگوں میں جانا ہوا۔ تو یہ افسوسناک جہالت میں تھے۔ لیکن میں نے ان کے اندر ایمان کا نور پیدا کیا۔ مگر انہوں نے میرے ساتھ ایسے طریق پر بدسلوکی کی۔ گویا یہ مجھے خداوند خدا کی نظروں سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں اس کی رضا پر چلنے والا ایک ناچیز بندہ ہوں۔ لیکن میں اپنے آپ کو اس شخص کی طرح سمجھتا ہوں۔ جو کسی نیک کام میں رتبہ شہادت حاصل کرے۔" اپنی تقریر کے خاتمہ پر اس نے کمشنران عدالت سے التجا

کی۔ کہ آپ ان شخصوں کی درخواستوں سے متاثر نہ ہوں۔ بلکہ جس طرح خداوند خدا ہر شخص کے ساتھ انصاف میں رحم شامل کرکے سلوک کرتا ہے۔ اس طرح آپ میری حالت کو دیکھتے ہوئے رحم آمیز سلوک کریں۔

اس طویل تقریر کو جو مسٹر شیپ شنکیس نے حسب معمول گنگناتے ہوئے کی اور جس کے دوران میں اس نے کئی بار آہیں بھریں۔ اور اپنے چہرہ کو بگاڑا کمشنر سلیبی نے غیر معمولی صبر کے ساتھ سنا۔ غالباً دوسرے کمشنر نے بھی اس تقریر کو سنا ہوگا۔ مگر اس نے چونکہ آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اس لئے اس کے متعلق ہم یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آخر جب تقریر ختم ہوئی۔ تو اس دوسرے کمشنر نے بڑی آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ اور جس طرح کوئی سوتا ہوا شخص چونک اٹھتا ہے۔ اس نے ارد گرد دیکھنا شروع کیا۔ لیکن چونکہ اسے روزمرہ عدالتی معاملات سے واسطہ پڑتا تھا۔ اس لئے جلدی ہی سمجھ لیا۔ کہ مقدمہ کی کارروائی کس منزل میں ہے۔ اور پھر کمشنر سلیبی سے کچھ کھسر پھسر باتیں کیں یہ باتیں زیادہ تر اس قسم کی تھیں۔

سونے والے کمشنر نے کہا "ایک بجنے کا وقت ہے۔ اور مجھے سخت بھوک لگی ہے"

مسٹر سلیبی کہنے لگا "ایک چاپ کھانے اور شیری کا گلاس پینے سے ہماری طبیعت جلدی ہی سنبھل جائے گی"

دوسرے کمشنر نے کہا "یہ کمبخت بلی ویل کتنی لمبی تقریر کرتا ہے۔ خدا اس سے سمجھے"

"درست ہے۔ مگر میں ایسا ظاہر کرتا ہوں کہ میرے کان اسی کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے لوگوں میں مشہور ہے کہ عدالت بلی ویل کی تقریر کو بڑے غور سے سنتی ہے"

دوسرے کمشنر نے پھر کہا "مجھے آج شام کا کھانا سارجنٹ ہملٹن ری کے ہاں کھانا ہے۔ اس لئے میں چار بجے ہی چلا جاؤں گا"

"بہتر ہے" کمشنر سلیبی نے کہا "آپ چلے جائیے۔ میں پانچ بجے تک بیٹھوں گا

مگر یہ تو کہئے اس ریاکار دیوالیہ کے متعلق کیا کیا جائے؟"

"مجھے تو یہ پکا بدمعاش معلوم ہوتا ہے۔ چھ مہینے سے کم کیا سزا دی جائے"

"ہاں مگر جس وقت آپ سو رہے تھے اس نے ایک غیر معمولی لمبی تقریر کی"

"یہ بات ہے! اچھا ہم ایک سال سے کم کی سزا نہیں دیں گے۔ اور اس کے بعد کشمیری اور چاپ کھانے چلیں گے"

"بہتر۔ پہلے ایک سال کا حکم سنا کر پھر کھانا کھانے چلتے ہیں"

جب کمشنر سلیبی اپنے سونے والے ساتھی سے اس قسم کا مشورہ کر چکا۔ تو اب سنجیدگی کا انداز اختیار کر کے مسٹر جوشوا شیپ شنکس کی طرف دیکھا۔ اور اس بدنصیب شخص کو مخاطب کر کے کہا "عدالت نے تمہارے معاملہ پر اچھی طرح غور کی ہے۔ تمہارے قرضخواہوں کی شہادت اور اُن کے فاضل وکیل کی تقریر بھی ہم نے گہری توجہ سے سُنی ہیں۔ تم نے اپنی صفائی میں جو کچھ بیان کرنا تھا۔ اُسے بھی ہم نے سُن لیا۔ مگر ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم مخالفانہ فیصلہ صادر کرنے پر مجبور ہیں۔ تمہارا جرم اس وجہ سے اور بھی زیادہ شرمناک ہے۔ کہ تم نے اُسے مذہب کے پردہ میں کیا۔ میرے فاضل ہم جلیس کا اس بارہ میں اتفاق رائے ہے۔ کہ تمہارا طرز عمل سخت دھوکہ دہی کا ثابت ہوا ہے۔ ہم چاہتے تھے۔ کہ اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کریں۔ لیکن ہم درگذر کرتے ہیں۔ عدالت کا فیصلہ یہ ہے کہ تم جوشوا شیپ شنکس اپنے تین مخالف قرضخواہوں کے مقدمہ کی وجہ سے آج سے لے کر عرصہ ایک سال کے لئے زیر حراست رکھے جاؤ"

اس فیصلہ کے بعد سررشتہ دار نے چلا کر کہا "دیوالیہ شخص اب کٹہرہ سے نکل آئے"

پریشان حال مسٹر شیپ شنکس نے اپنے ہاتھوں اور آنکھوں کو اوپر کی طرف اٹھا کر ایسی سرد آہ کھینچی کہ حاضرین نے سمجھا۔ یہ کسی انسان کی نہیں بلکہ روح کی آواز ہے۔

"دیوالیہ خاموش رہے" ایک اہلکار عدالت نے چلا کر کہا۔ اور خود اس حکم کو صادر کرتے ہوئے اتنا شور پیدا کیا۔ جو بدنصیب مسٹر شیپ شنکس کے کراہنے کی آواز سے بہت زیادہ تھا۔

جس وقت مسٹر شیپ شنکس کٹہرے سے نیچے اتر رہا تھا۔ تو ایک اور اہلکار نے اس سے کہا "اب تم اپنے قرضہ کی جدول کے متعلق حلف لو"

اس نے وحشیانہ طریق پر غرا کے کہا "اس جدول پر خدا کی لعنت ہو"

"وہ کیا کہتے ہو" اہلکار نے جلدی سے پوچھا۔

مسٹر شیپ شنکس نے اپنے سر کو افسردگی سے ہلا کر کہا "میں صرف خداوند خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے مخالفوں پر رحم کرے۔ میں نے انہیں تہ دل سے معاف کر دیا ہے"

کٹہرے سے اتر کر وہ اس پیادہ کے ہمراہ جو اس کا نگران تھا۔ عدالت کے بالمقابل شراب خانہ میں پہنچا اور وہاں اس نے اپنے رنج والم کو گرم پانی ملی ہوئی برانڈی پی کر رفع کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ سلسلہ اس حد تک جاری رہا۔ کہ انجام کار پیادہ کو اسے ایک گاڑی میں رکھ کر قید خانہ کنگز بنچ کو لے جانا پڑا۔ کیونکہ مسٹر شیپ شنکس شراب کے اثر سے بالکل غین ہو چکا تھا۔

ادھر دونوں کمشنران عدالت چاپ اور شری اڑانے کے لئے عدالت سے اٹھے اور فاضل وکلا نے بھی اپنے پرائیویٹ کمرہ میں جا کر کچھ کھایا۔ اسی طرح وکلا کے محرروں نے طبیعت کو سفرح کیا۔ اور حاضرین نے رومالوں میں بندھے ہوئے بسکٹ وغیرہ کھائے۔ غرض تھوڑی دیر کے لئے کمرہ عدالت میں ہر شخص کا منہ چلتا نظر آنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عدالت کا کمرہ یکایک کھیلی قسم دعوتوں کی منڈی بن گیا ہے۔

آخر پندرہ منٹ کا عرصہ گذرا تو کمشنر اور وکلا اپنی اپنی جگہ پر آ گئے۔ حاضرین نے بھی اپنا منہ پونچھا۔ اور سررشتہ دار نے چلا کر آواز دی "فرانسس کرٹس حاضر ہو"۔

باب ۱۱۹ عدالت دیوالہ۔ سین ۲

اس آواز کو سن کر فرنیک کرٹس پھرتی سے اُچھل کر کٹہرے میں کھڑا ہوگیا۔ اور اس کی طرف سے اس جرأت اور استقلال کا اظہار دیکھ کر کپتان اوبلنڈربس اُسے تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ لیکن جس وقت دونوں کمشنروں نے دیوالیہ شخص کی طرف دیر تک گھور کر دیکھنا شروع کیا۔ جو اُن کی عدالتی کارروائی کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ تو ہمارے جنگجو افسر نے اُن پر ایسی قہرآلود نظر ڈالی کہ معلوم ہوتا تھا۔ دونوں کو نگل جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کا سر پھوڑ دینے کے متعلق کچھ بڑبڑا کر کہا۔ مسٹر فرنیک نے کمشنروں کی نگاہوں سے ذرا بھی جھجک ظاہر نہ کی۔ بلکہ ایسے دلیرانہ طریق پر بے فکری سے اُن کی طرف دیکھتا رہا کہ ایک بار تو عدالت بھی اس شخص کے متعلق قیافہ شناسی سے کوئی رائے قائم کرنے سے قاصر رہی اور وہ دونوں کمشنر بالکل معلوم نہ کرسکے۔ کہ ہمیں اس شخص کے متعلق کیا رائے قائم کرنی چاہیئے۔

فاضل وکلا میں سے ایک جس کا نام مسٹر کیجر بریف تھا۔ کہنے لگا "میں زیر دیوالہ شخص کی طرف سے پیروکار ہوں"

"اور میں مخالف قرضخواہ کی طرف" مسٹر بلی ویل نے جواب دیا۔

سررشتہ دار عدالت نے تیار شدہ جدول کمشنران عدالت کے سپرد کیا۔ اور وہ چند منٹ کے لئے اس طویل اور مفصل دستاویز کو غور سے دیکھتے رہے۔

آخرکار مسٹر سیلبی نے نوجوان مسٹر کرٹس پر ایک خشمگین نگاہ ڈالی اور کہا۔ "اس سے معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے قرضخواہوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے"۔

"یسوع کی قسم! اور میرا دوست کرٹس اول سے آخر تک ایک پورا جنٹلمین ہے" کپتان اوبلنڈربس نے بیچ بولتے ہوئے کہا "اور کوئی جنٹلمین ڈیڑھ سو سے کم قرضخواہوں کے بغیر عدالت میں درخواست دیوالہ نہیں دے سکتا"

اس فقرہ کو سن کر ساری عدالت حیرت زدہ ہوگئی۔ دونوں کمشنر مبہوت ہوگئے اور جنگجو کپتان کی طرف گھور کر دیکھنے لگے۔ جو اپنی جگہ پر بے خوف کھڑا قہرآلود نگاہوں سے کمشنروں۔ وکیلوں اور باقی شخصوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عدالت کے چپراسی پر بھی اس

فقرے کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اپنا معمولی فقرہ "خاموش" "خاموش" کہنا بھول گیا۔

کچھ دیر کپتان کی طرف دیکھنے کے بعد کمشنر سیلبی نے اپنے ساتھی جج کی طرف مخاطب ہو کر کہا "یہ کون شخص ہے"، گویا کوئی جانے۔ اس کی نسبت دوسرے کو زیادہ خبر تھی۔

"یسوع کی قسم! اور کیا تم مجھے "شخص" کہہ کر میری توہین کرنا چاہتے ہو؟" جنگجو کپتان نے اپنے پاؤں کو زور سے فرش زمین پر مارتے ہوئے بلند آواز سے کہا "اگر تم میرا نام معلوم کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا کارڈ دے سکتا ہوں۔ اور اس سے تم دیکھ لوگے۔ کہ میں بلندر۔۔۔ رسل پارک کوئی مار۔۔۔ را آیر۔۔۔ رلینڈ کا رہنے والا کپتان او بلندر۔۔۔ بس ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے کپتان نے "در" کے حرف کو اس زور سے لڑھکایا۔ کہ سننے والے کو معلوم ہوتا تھا۔ آہنی سلاخوں سے بھری ہوئی کوئی گاڑی عدالت کے پاس سے گذر رہی ہے۔

کمشنر سیلبی نے حکم دیا "اسے کمرہ سے باہر نکال دو"

"یسوع کی قسم! اور وہ کون ہے۔ جو مجھے باہر نکال دے۔ دس آدمیوں سے کم۔ تو مجھے اس جگہ سے ہلا نہیں سکتے" کپتان نے بڑے استقلال کے ساتھ پر رعب طریق پر کہا اور اپنی جگہ پر جم کر کھڑا ہو گیا "لیکن اگر عدالت اسے منظور کرے تو میں مصالحت کرنے کو تیار ہوں۔ یعنی میں اب خاموش رہوں گا"۔

کمشنر نے کہا "تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ خاموش رہو" اور پھر یہ دیکھ کر کہ اہلکاروں میں سے کوئی شخص جنگجو کپتان پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ کمشنر صاحب نے بھی یہی بہتر سمجھا کہ اس مختصر واقعہ کو نظر انداز کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے کارروائی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "دیوالیہ شخص کی مخالفت کرنے والا کون ہے"؟

"میں ہوں"۔ ایک ٹھگنے قد کے موٹے تازے آدمی نے جس نے بھڑکیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ ہجوم کو پیچھے ہٹاتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا۔ اگرچہ اس جد و جہد میں ہجوم کی کثرت سے اس کی ٹوپی سٹر کر بالکل خراب ہو گئی۔ اور سچ پوچھیے۔ تو اتنے بھاری ہجوم میں جہاں ایک طرف سے پیاز اور دوسری طرف سے تمباکو کی بو آ رہی ہو۔ کوئی چھینکتا کوئی کھانستا اور کوئی پاؤں دب جانے کی وجہ سے کراہتا یا اپنے کپڑوں کو پھٹنے سے محفوظ رکھنے یا گرہ کٹ لوگوں سے بچنے کے لئے کپڑوں کو سنبھالتا ہو۔ کسی شخص کے لئے پیچھے سے بڑھ

کر دیکھنا ایک نہایت دقت طلب امر ہوتا ہے۔

بہرحال بڑی جدو جہد کے بعد یہ ٹھگنے قد کا شخص گواہوں کے کٹہرہ میں پہنچا۔ اس جدو جہد میں اس کے کپڑے بالکل خراب ہو گئے قمیص کا کالر مڑ گیا۔ سفید واسکٹ پر ایک کوئلہ فروش کے کپڑوں سے داغ لگ گیا۔ اور بوٹ کا پالش تو بالکل ہی اُتر گیا۔

کٹہرہ میں پہنچکر اس نے عدالت کو جھک کر سلام کیا۔ اپنے وکیل کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اور دیوالیہ کی طرف نفرت آمیز نظر ڈالی۔ ان تمام باتوں کے لئے اسے کبھی اپنے چہرے کو نہایت بااخلاق اور کبھی سخت قہر آلود بنانا پڑتا تھا۔ اور یہ ایسی تبدیلیاں تھیں جنہیں دیکھ کر حاضرین کو خوب لطف آتا تھا۔

مسٹر بگی ویل جس کی خدمات مخالف قرض خواہوں نے بھاری فیس دے کر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے حاصل کی تھیں۔ اور جسے ہدایت کی گئی تھی کہ مسٹر فرینک کرٹس کو زیادہ سے زیادہ عرصہ تک زیر حراست رکھوایا جائے۔ گواہ کا مخاطب ہو کر کہنے لگا "میرے خیال میں آپ کا نام لکسی فاپرٹن ہے"

شخص مذکور نے مسکرا کر اور سلام کر کے کہا "جی ہاں میرا یہی نام ہے"

"مسٹر فاپرٹن آپ کیا کام کرتے ہیں؟"

"جناب میں ایک تاجر درزی ہوں"

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ محض درزی ہونا کسر شان سمجھتے ہیں۔ اسلئے اس میں تاجر کا لفظ ضرور بڑھا لیا جاتا ہے۔

"خیر آپ ایک تاجر درزی ہیں" مسٹر بگی ویل نے کہا "اور آپ کی دوکان کہاں ہے؟"

"جناب ریجنٹ سٹریٹ میں" مسٹر فاپرٹن نے یہ کہہ کر کمشنروں کی طرف اس انداز سے دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایک فیشن ایبل بازار کا پتہ دینے سے عدالت پر کیا اثر ہوا ہے۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ایک حسب معمول اونگھ رہا تھا۔ اور دوسرا کسی خاص چیز کی طرف متوجہ نہ تھا۔ جیسے گویا نقشان پر کھڑا ہو۔

"ریجنٹ سٹریٹ میں" مسٹر بگی ویل نے دہراتے کہا "غالباً دیوالیہ شخص آپ کی دوکان پر گیا۔ اور اس نے معقول قیمت کے کپڑے حاصل کئے؟"

مسٹر فاپرٹن نے جواب دیا "جناب یہی اس شخص کے لئے ہر سال کپڑے مہیا کرتا

رہا۔ اور کبھی اس کے روپے کا منہ نہیں دیکھا"

"مگر اس کے باوجود اس نے تو آپ کے روپے کا منہ دیکھ لیا" مسٹر بلی ویل نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیونکہ میں نے اس کی ایک ہزار پونڈ کی ہنڈیو نکا روپیہ ادا کیا"

"ایک ہزار پونڈ کی ہنڈیوں کا" مسٹر بلی ویل نے کہا "بھلا دیوالیہ شخص کن حالات میں اور کس بہانہ سے آپ کے پاس آیا تھا؟"

مسٹر فارٹن نے جواب دیا "یہ شخص ایک شاندار گاڑی میں بیٹھکر میری دوکان پر آیا۔ اور تیزی سے اندر داخل ہو کر کہنے لگا۔ کیا میرے دوست آرچ بشپ آف کنٹربری یہاں پر میرا انتظار کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ لاٹ پادری موصوف کبھی اس دوکان میں نہیں آئے۔ اسپر مسٹر کرٹس کہنے لگا۔ آہ! معلوم ہوتا ہے مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ لیکن کیا آپ اس قسم کی چرمی برجس تیار نہیں کیا کرتے جیسی عموماً پادری صاحب موصوف پہنا کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ جی میں نے کبھی چرمی برجس تیار نہیں کی۔ اس نے پوچھا۔ سادی برجس بھی نہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ اسپر وہ بولا۔ بڑی غلطی ہوئی۔ میں کسی اور دوکان پر چلا آیا۔ میرے جگری دوست آرچ بشپ آف یارک . . . میں نے اس سے کہا۔ آپ تو بشپ آف کنٹربری کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ ہاں کنٹربری۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے تعلقات اپنے درزی سے قائم کرادونگا۔ اور خود میں نے اس بات کا اپنے دوست لارڈ پمپلی اور مارکوئیس آف ڈبلن سے وعدہ کر رکھا تھا۔ اور اسی طرح میرا اور بہت سے فیشنیبل دوستوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ آیندہ سب کپڑے اس درزی سے ہی سلائے جائیں۔ جو آرچ بشپ موصوف کی برجس تیار کرتا ہے پھر شخص اس درزی کی خدمات حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں ان باتوں کو سن کر متعجب ہو گیا۔ اور مسٹر کرٹس کو سپنے پتہ کا کارڈ دیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگا۔ خدا قسم میرا ارادہ ہے کہ لاٹ پادری کے درزی کی بجائے تمہیں کو شہرت دوں۔ واقعی بڑے مزے کا مقابلہ ہوگا"

اسپر مسٹر بلی ویل نے کہا "غرض آخر کار دیوالیہ شخص نے آپ کو اس فرضی درزی کے مقابلہ پر آمادہ کر لیا۔ جس کا اس نے ذکر کیا تھا؟"

"جی ہاں" مسٹر فارٹن نے جواب دیا "اور اگرچہ میں نے بعد ازاں یہ بات سنی تھی

: کہ مسٹر کرٹس کو اپنے چچا سر کرسٹو فر بلنٹ سے معقول وظیفہ ملتا ہے۔ لیکن اس نے مجھے ایک پیسہ تک نہیں دیا۔"

"یسوع کی قسم! اور تم نہیں جانتے۔ کرسٹوفر کتنا بخیل آدمی ہے۔" کپتان بلنڈیر نے پھر دخل در معقولات ہوتے ہوئے کہا۔

"ایں! کیا"۔ دونوں کمشنروں نے جن میں سے ایک بدستور اونگھ رہا تھا۔ اور دوسرا نیم بے خبری کی حالت میں تھا چونک کر کہا۔

"کیا میری اس گفتگو سے بھی خلل واقع ہوا ہے ہیں!" جو کپتان نے پوچھا۔ "اگر ایسا ہو۔ تو مقدس وپیشنے کی قسم! میں عدالت سے معافی چاہتا ہوں۔ اور اب بالکل خاموش رہوں گا۔"

اتنا کہہ کر کپتان نے اپنے بازو سینہ پر رکھ لئے۔ منہ کو عجیب و غریب صورت کا بنا لیا۔ اور بالکل خاموش کسی غمرسیدہ پادری کی طرح سنجیدہ ہو کر کھڑا ہو گیا جس سے حاضرین عدالت کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

اتنے میں مسٹر ٹیلی ویل نے دوبارہ مخالف فریق خواہ کا بیان لیتے ہوئے کہا "کیا یہ درست ہے کہ مدعا الیہ شخص نے آپ سے چار سو پونڈ کے قریب کپڑے اور ایک ہزار پونڈ کے قریب نقدی وصول کی؟"

مسٹر فابر ٹن نے اثبات کے طور پر سر ہلایا۔

"اور کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ اس نے آرچ بشپ کے ورزی اور اپنے امیر دوستوں کے متعلق جو قصہ بیان کیا۔ وہ محض آپ کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے تھا؟"

"جی ہاں بلکہ مجھے بیوقوف بنانے کے لئے" مسٹر کسی فابرٹن نے کہا۔

"آپ کو بے وقوف بنانے کے لئے" مسٹر ٹیلی ویل نے انہیں لفظوں کو دوہرا کر کہا۔

"بلکہ یوں کہئے مجھے گدھا بنانے کے لئے" درزی نے بڑھتی ہوئی گرم جوشی سے کہا۔

"آپ کو گدھا بنانے کے لئے" فاضل وکیل نے پھر کہا۔

"جی ہاں مجھے اُلو بنانے کے لئے" مسٹر فابرٹن نے کہا۔

"اُلو بنانے کے لئے!" مسٹر ٹیلی ویل نے ایک بار اور اسی فقرہ کو دوہراتے ہوئے کہا

مگر پھر یہ دیکھ کر کہ موکل ذاتی ملامت کے تمام فقرات ختم کر چکا ہے۔ اور اب اس کا سانس بھی پھولا ہوا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

اب مسٹر کیجر بریف جسے مسٹر کرٹس کی صفائی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ کھڑا ہوا مگر جسوقت وہ اپنی گون کو درست کرتے ہوئے مخالف قرض خواہ پر جرح کرنے کو تیار ہو رہا تھا کپتان اوربلنڈرلس نے ذرا سا اس کی طرف مڑ کر خاصی بلند آواز سے کہا "یسوع کی قسم اور میرے دوست اگر تم نے اپنی جرح میں مستغیث کی چٹنی نہ بنا دی۔ تو پھر میں اس کی کھال ادھیڑوں گا"

اس پر فاضل وکیل نے اپنے سر کو پرمعنی انداز سے ہلایا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا کہ "ذرا صبر کیجئے۔ اور دیکھئے میں اس کے متعلق کیا کرتا ہوں"۔ جنگجو کپتان کا اس وعدہ سے جو آنکھوں ہی آنکھوں میں ہوا بڑی حد تک اطمینان ہو گیا۔

مسٹر کیجر بریف نے جو اپنی جرح کے لئے ایک مشہور وکیل سمجھا جاتا تھا۔ مخالف قرضخواہ سے مخاطب ہو کر کہا "تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم اس وقت حلفی بیان دے رہے ہو"؟ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمشنروں کی طرف اس انداز سے دیکھا۔ گویا یہ جتلانا چاہتا تھا کہ آپ ذرا ہوشیار رہیں۔ اور جسوقت یہ شخص حلف دروغی کا ذرا سا اظہار کرے اُسے بلا تامل جیل خانہ نیوگیٹ کو بھیج دیں۔

مسٹر فارپرٹن نے بھی ڈرتے ڈرتے اسی سمت میں دیکھا۔ اور یہ معلوم کر کے کسی حد تک اس کا اطمینان ہو گیا۔ کہ ایک کمشنر اب تک سو رہا ہے اور دوسرا ابھی اونگھنے کی فکر میں ہے۔

مسٹر کیجر بریف نے بلند آواز سے نخوت آمیز لہجہ میں کہا "مسٹر فارپرٹن تم شخص زیر دیوالیہ کی عرضی کی مخالفت کرنا چاہتے ہو۔ اب دیکھو میرے سوال کا صحیح طور پر جواب دینا کیا تم خود بھی کبھی اس کٹہرہ میں کھڑے ہو چکے ہو"؟ اس نے اس طرف کو اشارہ کر کے زوردار لہجہ میں پوچھا جہاں مسٹر کرٹس کھڑا تھا۔

مسٹر فارپرٹن پر ایک افسردگی سی طاری ہو گئی۔ اور وہ حلیمانہ انداز سے اپنے وکیل کا منہ تکتے ہوئے کہنے لگا "کیا میرے لئے اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے"؟

"میرے خیال میں دینا ہی پڑے گا" مسابلی وکیل نے کہا۔

بدنصیب درزی کہنے لگا "حضور صاحب اس صورت میں میں تسلیم کرتا ہوں - کہ مجھے بھی بدنصیبی سے اس عدالت سے گزرنا پڑا ہے" اور یہ کہتے ہوئے اُس کا چہرہ سفید ہو گیا -

"گویا تم بھی دیوالہ نکال چکے ہو؟" مسٹر کیچر بریف نے پوچھا "اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں - کتنی مرتبہ تم نے اس عدالت میں عرضی پیش کر کے اس کے فیصلہ کی بدولت اپنے قرض خواہوں سے پیچھا چھڑایا؟"

"جناب حقیقت میں . . . میں . . . میں . . ." درزی نے جس کا چہرہ بالکل سُرخ ہو گیا تھا - رُکتے رُکتے کہا -

"کیا تم چاہتے ہو - کہ میں اس سوال کو دوبارہ پوچھوں؟" فاضل وکیل نے اس قسم کا اخلاق آمیز انداز اختیار کرتے ہوئے پوچھا - جو اُس کے تند لہجہ سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا

مسٹر بلی ویل کہنے لگا "مسٹر فاریٹن، آپ ان سوالات کا جواب دیتے جائیں"

"جناب میں بیان نہیں کر سکتا . . . مجھے ٹھیک طور پر یاد نہیں"

"اچھی بات ہے - ابھی معلوم ہو جائے گا" مسٹر کیچر بریف نے قلم ہاتھ میں لے کر دوات میں داخل کرتے ہوئے کہا - گویا وہ اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہے کہ اب میں تمہارے ہر ایک جواب کو درج کرتا جاؤنگا - اور جہاں تم نے ذرا سی بھی حلف دروغی کی جھٹ پکڑ لونگا - پھر اُس نے قرض خواہ سے مخاطب ہو کر پوچھا "مسٹر فاریٹن کیا تم اس بات کا حلف لینے کو تیار ہو - کہ تم نے سات مرتبہ دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟"

"جی ہاں - میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں" درزی نے پھرتی سے کہا -

"اور تم اس بات کا بھی حلف لینے کو تیار ہو - کہ تم نے پانچ بار دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟"

"جی ہاں - میں اس کا حلف لینے کو آمادہ ہوں؟"

"آمادہ ہو؟ اچھا مسٹر فاریٹن اب خیال رکھنا تم کیا کہنے لگے ہو" مسٹر کیچر بریف نے خوفناک لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا "تم اس بات کا حلف لینے کو تیار ہو - کہ تم نے تین بار دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟"

"نہیں جناب میں اس کا حلف لینے کو تیار نہیں ہوں" درزی نے جس کی صورت نہایت افسردہ نظر آتی تھی - کہا -

"تم اس کا حلف لینے کو تیار نہیں ہو۔ پھر کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو؟"

"نہیں جناب میں انکار نہیں کر سکتا" مسٹر فاپرٹن نے جواب دیا۔

"انکار نہیں کر سکتے" مسٹر لیچر بریف نے کپتان اولیینڈرلیس کی طرف فاتحانہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا جس سے یہ جتانا مقصود تھا کہ اب دیکھو میں اسے راہ راست پر لاتا ہوں۔ پھر دوبارہ مخالف قرضخواہ سے مخاطب ہو کر وکیل مذکور نے بڑے رعب کے ساتھ کہا "مسٹر فاپرٹن خیال رہے تم کیا جواب دیتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ کئی بار تم نے بحیثیت تاجر اور کئی بار بحیثیت ایک غیر معروف شخص کے دیوالہ کی درخواست نہیں دی ہے؟"

"نہیں جناب میں نے صرف ایک بار بحیثیت تاجر دیوالہ کی درخواست پیش کی تھی" مسٹر فاپرٹن نے بے صبری سے کہا۔

"ایک بار اور اس کے علاوہ تین بار ایک غیر معروف شخص کی حیثیت میں دیوالہ نکالا" ناصلر وکیل نے ایسا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے روئے زمین پر سب سے زیادہ شریر النفس شخص سمجھتا ہے "اور کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم نے حصہ رسدی کے طریق پر کیا تقسیم کیا؟"

"میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا ۔ ۔ ۔ مجھے ۔ ۔ ۔"

"خیر مضائقہ نہیں" مسٹر لیچر بریف نے کہا "تم بیان نہیں کر سکتے۔ تو میں کرا دیتا ہوں" یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے ایک چٹھی نکالی جو بوا اس ۔۔۔ کہ کسی دوست یا رشتہ دار کی تھی "اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔ گویا اس میں فاپرٹن کے کاروبار کے خلاف کوئی زبردست شہادت موجود ہو۔ اگرچہ اس میں بدنصیب درزی کے معاملات کا ذرا بھی ذکر نہ تھا۔

درزی وکیل کو اس طرح غور سے خط پڑھتے ہوئے دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور گھبرا کر کہنے لگا "جناب مجھے یاد آ گیا ۔ ۔ ۔ میں بیان کرتا ہوں۔"

"بس تو میرے سوال کا جواب دو" مسٹر لیچر بریف نے زور سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی انگلی اس چٹھی کے ایک خاص حصہ پر اس انداز سے رکھی۔ گویا وہ اسوقت وہی مضمون دیکھ رہا تھا جس میں درزی کے خلاف زبردست شہادت موجود ہو۔ پھیرا

سوال یہ ہے کہ اپنے مختلف دیوالوں میں تم نے مجموعی طور پر اپنے قرضخواہوں کو حصہ رسدی کیا ادا کیا؟"

مسٹر فارچن نے آواز دبا کر کہا "جناب دو پنس تین فارذنگ فی پونڈ"

یہ جواب ہر چند کہ وکیل مذکور نے سن لیا تھا۔ مگر اس نے درزی کو برسر عدالت ذلیل کرنے کے لئے چلا کر کہا "بلند آواز سے کہو"

بدنصیب شخص جو اس بات پر سخت پشیمان تھا۔ کہ میں فربناک کرٹس کی مخالفت ناحق آمادہ ہوا اگر ایسا نہ کرتا تو آج کم از کم اس ذلت کو تو نہ پہنچتا! اونچے لہجہ میں کہنے لگا "جناب دو پنس تین فارذنگ فی پونڈ"

"دو پنس تین فارذنگ فی پونڈ!" وکیل نے اپنے سر کو اس انداز سے ہلاتے ہوئے کہا گویا وہ اسے ایک قابل نفرت بے ایمانی سمجھتا ہے۔ پھر بولا "میں پوچھتا ہوں تمہارے مختلف انفرادی اور تاجرانہ دیوالوں کی مجموعی طور پر قابل ادا رقوم کس قدر تھیں؟"

درزی نے جواب نہایت پریشان اور سخت مضطرب نظر آتا تھا افسردگی اور التجا کے لہجہ میں کہا "جناب میں نے تاجر کی حیثیت میں کبھی ایک بار سے زیادہ دیوالہ کی درخواست نہیں دی"

"دیکھو میرے سوال کو ٹالنے کی کوشش نہ کرو" بیرسٹر نے سختی کے لہجہ میں کہا "تمہاری کل قابل ادا رقوم کس قدر تھیں؟"

"جناب تیس ہزار پونڈ" مسٹر فارچن نے کسی طرح اس بلا کو ٹالنے کی نیت سے کہا۔

"یسوع کی قسم! اور یہ شخص تو پکا بدمعاش ثابت ہوا ہے؟" کپتان اولینڈرس نے اتنے بلند لہجہ میں کہا کہ دونوں کمشنر چونک پڑے۔ یہ دیکھ کر ہمارے جنگجو افسر نے چھت میں بنے ہوئے روشندان کی طرف اس طرح ٹکٹکی باندھ لی۔ گویا وہ اپنے خیالات میں محو ہے۔ اور اس نے عدالت کی کارروائی میں ذرا بھی داخلت نہیں کی۔

مسٹر کیچم بریف اب یہ دیکھ کر کہ دونوں کمشنر بیدار ہیں۔ اس موقعہ سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کی نیت سے کہنے لگا "اچھا مسٹر فارچن اپنے بیشمار انفرادی اور کئی تاجرانہ دیوالوں میں۔۔۔ دیکھو میرے قطع کلام کی کوشش نہ کرو۔۔ مجموعی طور پر ان تیس ہزار پونڈ کے عوض جو تمہارے ذمہ واجب الادا تھے۔ تم نے صرف دو پنس تین

فاردنگ فی پونڈ کے حساب سے اپنے قرضخواہوں کا مطالبہ ادا کیا۔ میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس واقعہ کو نوٹ کرے۔ اس کے علاوہ مسٹر فارٹن تمہارا بیان یہ ہے کہ تم نے میرے موکل زیر دیوالہ کی ایک ہزار پونڈ کی ہنڈیوں کا روپیہ ادا کیا۔ میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں وہ اس بات کو بھی نوٹ کرے۔"

اس تاکید کے بعد اب کمشنروں کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ کہ وہ فاضل وکیل کے کہنے کے مطابق کوئی بات نوٹ کریں۔ مگر انہوں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہر دو امور درج کر لئے گئے ہیں۔ یہ کیا کہ جو کمشنر سو رہا تھا۔ اس نے اپنی نوٹ بک میں ایک آڑی ترچھی لکیر کھینچ لی۔ اور دوسرے نے کپتان اولینڈربس کے چہرہ کا ایک معمولی سا خاکہ تیار کیا کیونکہ کمشنر سلیبی کو فن تصویر کشی میں خاص دخل تھا۔ اس کے بعد دونوں کمشنروں نے اس انداز سے قلم رکھ دیئے۔ اور ایسی سنجیدہ صورت بنا کر بیٹھ گئے کہ گویا انہوں نے حقیقت میں باضابطہ طریق پر ان باتوں کو نوٹ کر لیا ہے۔

مسٹر کیچ بریف نے پھر مخالف قرضخواہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:" اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے شخص زیر دیوالہ کو اس کی ایک ہزار پونڈ کی ہنڈی کے عوض کس قدر نقدی دی ؟"

"جناب یہ بات اتنی پرانی ہے کہ مجھے . . ."

"تم اس کا حلف لینے کو تیار ہو کہ تم نے اسے دو سو پونڈ نہیں دیئے ؟" فاضل وکیل نے بے صبری سے کہا۔

"جی ہاں میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں"

"اور اس بات کا بھی حلف لینے کے لئے تیار ہو کہ چار سو پونڈ ادا نہیں کئے ؟" یہ کہتے ہوئے مسٹر کیچ بریف نے خوفناک استقلال کا اظہار کیا۔

"میں . . میں ٹھیک طور پر نہیں کہہ سکتا" درزی نے جو لحہ بہ لحہ زیادہ مضطرب ہو رہا تھا۔ رکتے رکتے جواب دیا۔

"کیا تم اس بات کا حلف لیتے ہو کہ تم نے اسے اس ہنڈی کے عوض ۲۰۰ پونڈ نقد ادا نہیں کئے ؟" مسٹر کیچ بریف نے پوچھا۔

"جی ہاں یہی رقم میں نے ادا کی تھی" مسٹر فارٹن نے رکتے رکتے کہا۔

"یہ رقم تم نے ادا کی تھی ! اچھا اب تم فاضل کمشنران عدالت کو یہ بتاؤ۔ کہ اس نقد

رقم کے علاوہ تم نے زیر دیوالہ شخص کو اس کی ہنڈی کے عوض اور کیا دیا؟"
"جناب ۲۰۰ پونڈ نقد۔ ۲۰۰ کی شراب تصویریں اور اسی قسم کی اور چیزیں"
"مگر یہ تو سب ملا کر صرف ۴۰۰ پونڈ ہوئے۔ باقی رقم کس صورت میں ادا کی گئی تھی؟"
"۱۰۰ پونڈ کبوتی کے ہوئے ..."
"اچھا ایک سو پونڈ کبوتی کے اس کے علاوہ ...؟"
"۶۰ پونڈ کمیشن کے اور ..."
"۶۰ پونڈ کمیشن کے بھی شمار کر لو۔ مگر ایک سو کی رقم پھر باقی رہ جاتی ہے" فاضل وکیل نے بڑی تیزی سے کہا "اب اس سو پونڈ کی تفصیل بھی بیان کرو۔ اور خبردار جو جواب دو وہ بالکل درست ہو۔ کیونکہ تم فاضل کمشنران عدالت کے روبرو بیان دے رہے ہو"

درزی بہت پریشان ہو کر کہنے لگا "جناب باقی ایک سو پونڈ بونس کے تھے"
"بس کافی ہے۔ اب تم کٹہرہ سے نکل آؤ" مسٹر کیچبریف نے فاضل کمشنروں کی طرف پُر اہمیت نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا وہ ان کے دل پر یہ اثر پیدا کرنا چاہتا تھا۔ کہ میں نے آج ایک مسلمہ بدمعاش کی پردہ داری کی ہے۔

اب مسٹر بلی ویل کھڑا ہوا۔ اور اس نے شخص زیر دیوالہ کے خلاف ایک زوردار تقریر کی یہ تقریر اتنی پُرجوش تھی۔ کہ اگر کوئی ایسا شخص جو انگلستان کی عدالت ہائے انصاف کے طریقوں سے بے خبر ہو اس کو سنتا تو یہی سمجھتا کہ اس شخص کو زیر دیوالہ شخص یعنی فرنیک کرٹس کے خلاف سخت ذاتی عناد ہے۔ حالانکہ یہ سارا جوش وخروش ... یہ تیزئ بیان اور یہ پُرجوش فصاحت صرف دو پونڈ قیمت رکھتی تھی۔ کیونکہ اس کے موکل مسٹر گلسی فاپرٹن نے یہی فیس ادا کی تھی۔ تقریر نہایت ارزاں تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ فاضل وکیل نے فرنیک کرٹس کو کم ازکم چھ ماہ کے لئے جیلخانہ میں بھجوانے کی خاطر انتہا درجہ جوش کا اظہار کیا۔ اس کے چہرہ سے پسینہ بہ رہا تھا۔ وہ دیوانوں کی طرح اشارے کرتا تھا۔ اور اس زور سے ہاتھ ہلاتا۔ کہ دیکھنے والے پر اثر ہونا یقینی تھا۔ مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسٹر بلی ویل نے جس زور کی تقریر کی۔ اس سے مسٹر گلسی فاپرٹن کا اطمینان ہو گیا۔ کہ مجھے اپنے دو پونڈ کا پورے طور سے معاوضہ مل گیا ہے۔

اس پرجوش تقریر کے دوران میں کپتان اولینڈریس بمشکل اپنے جوش کو ضبط کرسکا۔ مسٹر ملی ویل بیرسٹر کی یہ خصوصیت تھی کہ کسی موکل کی صفائی کرتے وقت وہ اپنی قابلیت کا اتنا اظہار نہ کرسکتا تھا۔ جیسے کسی کی مخالفت کرتے وقت۔ چنانچہ جس وقت اُس کے منہ سے پے در پے فرنیک کرٹس کے خلاف توہین آمیز کلمات ادا ہوئے تو جنگجو کپتان انہیں سنکر اتنے جوش میں آیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے منہ سے جھاگ بہ رہے ہیں۔ وہ اپنے غصہ کو قابو میں رکھنے میں صرف اس خیال سے کامیاب ہوا۔ کہ مسٹر کیجبر یف اپنی تقریر میں ان سارے اعتراضات اور بدکلامیوں کا معقول جواب دے گا۔ آخر مسٹر ملی ویل تقریر کرکے بیٹھ گیا۔ تو کپتان نے کسی قدر بلند آواز سے کہا "خون اور تجارت کی قسم اگر میرے دوست کو دوبارہ جیل میں بھیجدیا گیا۔ تو میں تمہارے بدن کی ایک ہڈی ثابت نہ چھوڑوں گا۔"

اتنے میں مسٹر کیجبریف اپنے موکل یعنی فرنیک کرٹس کی صفائی کے لئے کھڑا ہوا اس کے نزدیک اس کی بہترین صفائی یہ تھی۔ کہ مخالف فریق خواہ کو بدطینت اور بدباطن ظاہر کرے۔ چنانچہ اس نے مسٹر تھکسی نارٹن کے خلاف اس قدر زہر اگلنا شروع کیا۔ کہ وہ غریب ان باتوں کو سن سن کر سناٹے میں آگیا۔ وکیل صفائی نے اس کے بے شمار حوالوں کو اس کی اخلاقی پستی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔ اور ہنڈی کا روپیہ ادا کرنے کے معاملہ میں کٹہ لی کمیشن اور بونس کے سوال پر سخت اظہار نفرت کیا۔ حتےٰ کہ مسٹر نارٹن کو اپنے دل سے کہنا پڑا "مجھے گمان ہو چلا ہے۔ میں حقیقت میں ایک نہایت بے اصول اور بدمعاش شخص ہوں۔ بہرحال میری بداخلاقی اس قدر صفائی سے کبھی واضح نہ کی گئی تھی۔ جیسی آج ہوئی ہے۔"

ادھر کپتان اولینڈریس وکیل صفائی کی تقریر سن کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ جو کچھ مسٹر ملی ویل نے کہا۔ وہ تو اُسے بالکل بھول گیا۔ مگر مسٹر کیجبریف کی تقریر نے ایسا اثر کیا۔ کہ وہ اس کا گرویدہ ہو گیا اور سوچنے لگا خون کی قسم اس سے بہتر صفائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اُس کے یہ کلمات اگرچہ بلند آواز سے کہے جانے ستھے۔ تاہم وکیل کی زوردار تقریر میں وہ کسی کو سنائی نہ دیئے۔ رہا

مسٹر فرینک کرٹس اس کی بے فکر طبیعت کو مسٹر بلی ویل کی مخالفانہ تقریر سے چنداں رنج نہ ہوا تھا۔ البتہ جب مسٹر کیچر پولیف نے حیرت زدہ درزی کے خلاف اپنی پُرجوش تقریر شروع کی تو یہ بھی اسے سن سن کر مسکراتا تھا

جب صفائی کی کارروائی ختم ہو چکی۔ تو دونوں فاضل کمشنران کھسر پھسر باتیں کرنے لگے یہ باتیں مقدمہ پیش آمدہ سے اتنی ہی بے تعلق تھیں جیسے معاملات چین سے۔ مگر ان چند منٹ کی باتوں کے بعد کمشنر سلیبی نے عدالت کا فیصلہ سنانا ضروری سمجھا۔ چنانچہ وہ غیر معمولی اہمیت اور سنجیدگی کا لہجہ اختیار کرکے کہنے لگا ” دیوالیہ شخص یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تم آجتک فضول خرچی اور حماقت کی زندگی بسر کرتے رہے ہو جسے روکنا ضروری ہے۔ ہرچند کہ تمہیں اپنے قابل چچا سے معقول وظیفہ ملتا تھا۔ مگر تم بے فکر بہت بے شمار رقمیں قرض حاصل کرتے رہے اور عجب نہیں کہ سر کرسٹو فر طبنٹ نے تمہاری فضول خرچی کی وجہ سے ہی وظیفہ دینا بند کردیا ہو۔ ان حالات میں عدالت کی یہ رائے ہے کہ کچھ تو زمانہ ماضی کی سزا اور کچھ زمانہ آیندہ کی تنبیہہ کے طور پر تمہیں ایک محدود عرصہ کے لئے ضرور زیر حراست رکھا جائے۔ پس حکم دیا جاتا ہے کہ مخالف قرضخواہ مسٹر فارپٹن کی عرضی کی بنا پر تمہیں عرصہ پانچ ماہ تک زیر حراست رکھا جائے“

اب کپتان اوبلنڈریس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور وہ زور سے چلا کر کہنے لگا ” یسوع کی قسم گنجے سر والے بڈھے پاجی ٹھیر تو جاؤ۔ میں تمہاری خبر لئے بغیر نہیں چھوڑونگا “

عدالت کا چپراسی ہرچند کہ جنگجو آئرش کپتان سے بہت ڈرتا تھا۔ مگر عدالت کی ایسی صریح بے حرمتی کو وہ بھی نظر انداز نہ کر سکا۔ چنانچہ اس نے چلا کر کہا ” خاموش! یہ کیا بکواس ہے “ اور اس کے ساتھ ہی کپتان کی طرف بڑھ کر اس نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا۔ اور اخبارات کی اصطلاح میں کہ عدالت میں عظیم سنسنی پیدا ہو گئی۔ لیکن کیپٹن اوبلنڈریس ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ کوئی اس پر حملہ کرے اور وہ خاموش رہے۔ اس نے ایک گھونسے سے چپراسی کو گرا کر اس کے اوپر ہی مسٹر لکسی فارپٹن کو بھی گرا دیا اور اس کے بعد تیزی سے قدم اٹھاتا کمرہ عدالت سے باہر نکل گیا کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اسے جانے سے روکتا۔

اس کے چند منٹ بعد فرینک کرٹس اور وہ پیادہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ یہ دونوں اسے ایک شراب خانہ میں جاملے۔ اور وہاں پر سہارا پاتے ہی مسٹر جو اسٹونیپ شینکس کی تقلید میں غم غلط کرنے کے لئے اتنی شراب پی۔ کہ آخرکار ایک کرایہ کی گاڑی میں لد کر کنگز بنچ کے قید خانہ میں پہنچے۔

سلسلہ ثانی کی بارھویں جلد ختم ہوئی

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۸ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۴۰	سے ۸ر
″ (سلسلہ ثانی)	″ (۲۵ حصے)	″	۲۶۶۴	۱۲ر
پیری ساونڈ	باپ کا قاتل (۴ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب بہوری	۵۲۵	للعہ ۸ر
سیمٹیرس	سوزن عشق	پنڈت شمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۱۹	سے
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸	۱۲ر
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	عہ
مے ڈالٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۲	۱۱ر
لیلی یا شاہ آف منگریلیا	فسانہ الدین (بیلی)	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۶	۸ر
برونیٹی	بیت فرنگ	منشی رام نارائن صاحب	۶۶۷	۸ر
مارگریٹ	مارگریٹ	منشی گردھاری لعل صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲ر
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	سے
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲ر
روزا لمبرٹ	روزا لمبرٹ (۲ حصے)	منشی بجے نارائن صاحب وبا اثر لکھنوی	۳۵۶	۸ر
نیکرومینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۹۴	عہ
ونگزڈی وپرولف	وبگزولسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۴	۸ر
ماسٹر ٹموتھی بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	۸ر
کینتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	۱۲ر
میری پرائس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	۸ر
الفرڈ	شادکام	منشی امجد حسین خالصاحب مرحوم	۲۱۰	عہ
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	۸ر
نیلڈ چپس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۴۰۰	۱۵ر
فشرمین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸ر

لال براد رس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا